سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2010

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2010

(منگل12،بدھ13،جمعرات14،جمعتہ المبارک15،سوموار18-اکتوبر2010)
(یوم الثلاثۃ3،یوم الاربعاء4،یوم الخمیس5،یوم الجمع6،یوم الاثنین9-ذیقعد1431ھ)

پندرھویں اسمبلی: بیسواں اجلاس

جلد20(حصہ دوم): شمارہ جات 6تا10

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

بیسواں اجلاس

منگل،12۔اکتوبر2010

جلد 20:شمارہ 6

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
1۔	ایجنڈا	------------	604
2۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	------------	606
3۔	نعت رسول مقبولﷺ	------------	607
	سوالات (محکمہ سکولز ایجوکیشن)		
4۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	------------	608
5۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	------------	645

6۔	غیر نشان زدہ سوال اور اس کا جواب -----------	664
7۔	قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک -----------	668
نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	قرارداد	
8۔	آئین کی پامالی اور غداری کے مرتکب ڈکٹیٹر پرویز مشرف کو وطن واپس لاکر مقدمہ چلانے کا مطالبہ -----------	669
	تحاریک التوائے کار	
9۔	اعظم مجید میڈیکل کمپلیکس فیصل آباد کے ڈاکٹر کی غفلت اور لیبارٹری کی غلط رپورٹ سے سینکڑوں مریضوں کی جان کو خطرہ(---جاری) -----------	698
10۔	تعلیمی بورڈوں کا انرولمنٹ کی مد میں -/700روپے وصول کرنے سے طلباء وطالبات کو پریشانی کا سامنا -----------	703
11۔	تعلیمی بورڈوں کی جانب سے مبلغ -/450روپے برائے اجراء اسناد مقرر کرنے سے طلباء وطالبات کو پریشانی کا سامنا -----------	704
12۔	پولیس ویلفیئر فنڈ سے آئی جی آفس پر خطیر رقم خرچ کرنا -----------	705
13۔	یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز لاہور کا ماسٹر ڈگری کے پروگرام ختم کرنے سے ڈاکٹروں کو پریشانی کا سامنا -----------	706
14۔	باغبانپورہ لاہور کے ایس ایچ او کا جرائم پیشہ افراد کی سرپرستی کرنے پر شہریوں کا احتجاج -----------	707
	غیر سرکاری ارکان کی کارروائی	
	مسودہ قانون (جو متعارف ہوا)	
15۔	مسودہ قانون (ترمیم) استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 2010 -----------	709
	قراردادیں (مفاد عامہ سے متعلق)	
16۔	پی پی۔147لاہور میں قائم ڈسپنسریوں کو اپ گریڈ کرنے کا مطالبہ -----------	711

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
17۔	مخیر حضرات کی مدد سے قرآن یونیورسٹی قائم کرنے کا مطالبہ	-----------	712
18۔	سرکاری سکولوں میں طلباء کے لئے شلوار قمیض بطور یونیفارم رائج کرنے کا مطالبہ	-----------	713
19۔	بورے والا شہر میں ڈائلسز سنٹر کے قیام کا مطالبہ	-----------	715

بدھ، 13۔اکتوبر2010

جلد 20: شمارہ 7

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
20۔	ایجنڈا	-----------	720
21۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	-----------	722
22۔	نعت رسول مقبولﷺ	-----------	723
	تعزیت		
23۔	معزز ممبر اسمبلی محترمہ سکینہ شاہین کے ماموں اور معزز ممبر اسمبلی محترمہ سیمل کامران کی خوشدامن کی وفات پر دعائے مغفرت	-----------	724
	سوالات (محکمہ اوقاف)		
24۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	-----------	724
25۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	-----------	764
	پوائنٹ آف آرڈر		
26۔	سرگودھا ڈویژن میں ہائی کورٹ بنچ کے قیام کا مطالبہ	-----------	776
27۔	سکولوں اور کالجوں میں بورڈ آف گورنرز بننے کے خلاف احتجاج کرنے والوں کے خلاف حکومتی انتقامی کارروائی	-----------	783
28۔	زرعی ترقیاتی بنک کی جانب سے قرضہ جات نہ ملنے کی وجہ سے پنجاب کے کاشتکار کو پریشانی کا سامنا	-----------	790
	تحاریک استحقاق		

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
29-	ڈی ڈی او (آر) وہاڑی کا معزز ممبر اسمبلی کے ساتھ ہتک آمیز رویہ -----------	795
	تحاریک التوائے کار	
30-	سیالکوٹ میں دو بھائیوں کی پولیس کی زیر نگرانی ہلاکت اور نعشوں کی بے حرمتی -----------	799
نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
31-	جناح ہسپتال لاہور کے ہاؤس آفیسر ڈاکٹر علی عبداللہ کو متعلقہ تھانہ میں اطلاع دیئے بغیر ایجنسی کا گرفتار کرنا -----------	804
32-	صوبہ میں کھلے آسمان تلے پڑی گندم کو محفوظ مقامات پر نہ رکھنے سے لاکھوں ٹن گندم خراب ہونے کا خدشہ -----------	807
33-	کورم کی نشاندہی -----------	808
	قواعد میں ترمیم (جو زیر غور لائی گئی)	
34-	قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 -----------	809
	مسودہ قانون (جو زیر غور لایا گیا)	
35-	مسودہ قانون (ترمیم) جنگلات مصدرہ 2010 -----------	811
	جمعرات، 14-اکتوبر 2010	
	جلد 20: شمارہ 8	
36-	ایجنڈا -----------	824
37-	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ -----------	826
38-	نعت رسول مقبول ﷺ -----------	827
	پوائنٹ آف آرڈر	
39-	وقفہ سوالات کے دوران متعلقہ سیکرٹری صاحبان کو آفیسرز گیلری	

سرکاری کارروائی

	میں بلانے کا مطالبہ ------------	828
40۔	ڈینگی مچھر کے خلاف ہونے والے سپرے میں جعلی ادویات کا استعمال ------------	831
	سوالات (محکمہ صحت)	
41۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ------------	835
42۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------	885
43۔	غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ------------	908

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	رپورٹیں (جو پیش ہوئیں)	
44۔	مسودہ قانون (ترمیم) لوکل گورنمنٹ پنجاب مصدرہ 2010 اور نشان زدہ سوال نمبر 334 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا ------------	913
45۔	نشان زدہ سوال نمبر 279 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا ------------	913
46۔	مسودہ قانون (ترمیم) استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 2008 نمبر 15و17 آف 2008 اور نمبر 6 آف 2009 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ------------	914
	پوائنٹ آف آرڈر	
47۔	ضلع جھنگ کے ترقیاتی منصوبوں کو بند کرنا ------------	917
48۔	صوبہ میں پرائیویٹ سکولوں کا فیسوں میں سو فیصد اضافہ کرنے سے والدین کو مالی پریشانی کا سامنا ------------	923
	توجہ دلاؤ نوٹس	
49۔	شیخوپورہ پولیس کی فائرنگ سے نوجوان کی ہلاکت و دیگر تفصیلات ------------	927
	تحاریک استحقاق	

50۔	سیکرٹری سکولز کا معزز ممبر اسمبلی کا فون سننے سے انکار -----------	929
	تحاریک التوائے کار	
51۔	سنٹرل جیل کوٹ لکھپت لاہور میں قیدیوں کو دیئے گئے کھانے میں انسانی اعضاء کی موجودگی پر قیدیوں کا احتجاج -----------	933
52۔	پنجاب حکومت کا کیٹل اینڈ پولٹری فیڈ ملز شاہ کوٹ کو سکریپ قرار دے کر فروخت کرنے کا فیصلہ -----------	933

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
53۔	لاہور سے باہر ٹرانسفر ہونے والے افسران کو گھر رکھنے کی اجازت دینا، سول سیکرٹریٹ اور پنجاب اسمبلی و ہائیکورٹ کے افسران کی الاٹمنٹ میں تضاد -----------	936
54۔	سیالکوٹ میں 15 سالہ نوجوان سے اوباشوں کی زیادتی اور رسیوں سے باندھ کر نہر میں پھینکنا -----------	939
55۔	لاہور واپڈا سٹی پراجیکٹ سے سر آغا خان ٹرسٹ کی علیحدگی سے منصوبہ ختم ہونے کا خدشہ -----------	941
56۔	پبلک ہیلتھ انجینئرنگ سرگودھا کا فنڈز ملنے کے باوجود بند رورل واٹر سپلائی سکیموں کو بحال نہ کرنا -----------	943
	سرکاری کارروائی	
	بحث	
57۔	صحت پر عام بحث -----------	946

جمعۃ المبارک، 15-اکتوبر 2010

جلد 20: شمارہ 9

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
58-	ایجنڈا -----------	995
59-	تلاوت قرآن پاک وترجمہ -----------	997
60-	نعت رسول مقبولﷺ -----------	998
	سوالات (محکمہ داخلہ)	
61-	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات -----------	999
62-	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) -----------	1038
	پوائنٹ آف آرڈر	
63-	سگیاں پل سے لاہور میں داخل ہونے والی سڑک کو پولیس دفاتر کے قریب بند کرنے سے طالبعلموں اور مسافروں کو پریشانی کا سامنا -----------	1062
64-	پی پی-145 لاہور کے تھانوں کی پولیس کا ڈکیتی کی وارداتوں کو چوری میں تبدیل کرنا -----------	1063
	تحاریک استحقاق	
65-	ایس ایچ او مڈھ رانجھا کا معزز ممبر اسمبلی کے ساتھ تضحیک آمیز رویہ (---جاری) -----------	1068
	تحاریک التوائے کار	
66-	نوری گیٹ تا سلانوالی سرگودھا روڈ کی تعمیر بند ہونے سے عوام کو پریشانی کا سامنا -----------	1069
67-	کوٹ مومن بھاگٹانوالہ تا لاہور روڈ اور دورویہ روڈ مین بازار تکمیل سے قبل ہی ٹوٹ پھوٹ کا شکار -----------	1070
68-	مٹھالک مائنز از 47 شمالی تا سرگودھا بائی پاس سڑک کی تعمیر بند اور عوام کے احتجاج کے باوجود محکمہ کی عدم دلچسپی -----------	1071
69-	صوبہ کی جیلوں میں قیدیوں کو ناقص اور غیر معیاری کھانے کی فراہمی	

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	اور ماہانہ کروڑوں روپے عملہ وافسران کی جیبوں کی نذر -----------	1073
70۔	فائرنگ اور آتش بازی پر پابندی کے باوجود بلال پارک سنگھ پورہ لاہور میں باراتیوں کی فائرنگ سے تیرہ سالہ بچہ ہلاک -----------	1074
71۔	ڈی او(آر) بھکر کا خلاف پالیسی محکمہ جنگلات کی دو ہزار ایکڑ اراضی کی الاٹمنٹ -----------	1075
72۔	پنجاب حکومت کا شاہراہ پنجاب یونیورسٹی تا اکبر چوک لاہور پر واقع اربوں روپے کی اٹھائیس کنال اراضی پر نیسپاک کے دفاتر اور ایل ڈی اے کے فلیٹس این ایف سی کو الاٹ کرنا -----------	1077
73۔	صوبہ میں ملکی و غیر ملکی دوا ساز کمپنیوں کی لوٹ کھسوٹ سے مریضوں کو پریشانی کا سامنا -----------	1078
74۔	پنجاب بنک میں کرپشن کو بے نقاب کرنے والے افسران کو جھوٹے مقدمات میں پھنسانا -----------	1080
75۔	بلاک نمبر 3، گلی نمبر 1 میں واقع امام بارگاہ قیصر ابی طالب سرگودھا پر اسسٹنٹ پبلک پراسیکیوٹر فیصل آباد کا ناجائز قبضہ -----------	1081
76۔	صوبہ کے مختلف علاقوں میں ڈینگی وائرس سے عوام ڈینگی بخار میں مبتلا اور مطلوبہ ادویات کی عدم فراہمی -----------	1082
77۔	مجالس قائمہ برائے ترقی خواتین، سماجی بہبود اور بیت المال کی چیئرپرسن کے استعفٰی سے خالی ہونے والی نشست کو پُر کرنے کی تحریک -----------	1084
	سرکاری کارروائی	
	بحث	
78۔	ضروری اشیاء کی مہنگائی پر عام بحث -----------	1087

سوموار، 18۔اکتوبر2010

جلد 20: شمارہ 10

79۔	ایجنڈا	1099
80۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	1101
81۔	نعت رسول مقبولﷺ	1102
	پوائنٹ آف آرڈر	
82۔	جیو، دنیا اور وقت چینلز کا معزز ممبر اسمبلی کے خلاف جھوٹی خبر کا نشر کرنا	1103
	تعزیت	
83۔	کراچی میں جمہوریت کے لئے شہید ہونے والوں اور محترمہ بے نظیر بھٹو (شہید) کے لئے دعائے مغفرت	1105
	سوالات (محکمہ جات جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری)	
84۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	1106
85۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	1140
86۔	غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	1166
نمبر شمار	**مندرجات**	**صفحہ نمبر**
	رپورٹیں (میعاد میں توسیع)	
87۔	نشان زدہ سوال نمبر 1619 اور 2211 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	1171
88۔	نشان زدہ سوال نمبر 1749 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے زراعت کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	1172
	پوائنٹ آف آرڈر	
89۔	ڈی سی او، ڈی پی او و دیگر افسران کا معزز ممبران اسمبلی سے استحقاق کے مطابق پیش آنے کا مطالبہ	1175
90۔	کورم کی نشاندہی	1188

توجہ دلاؤ نوٹس

91۔ شیخوپورہ، ڈکیتی کے دوران شہری کی ہلاکت کی تفصیلات ---------- 1189

92۔ لاہور، گڑھی شاہو میں ڈکیتی کے دوران دو افراد کے قتل کی تفصیلات ---------- 1190

پوائنٹ آف آرڈر

93۔ سپریم کورٹ بار کے صدر کی جانب سے اسمبلیوں اور معزز ممبران
کے خلاف نازیبا زبان استعمال کرنے پر مشترکہ قرارداد لانے کا مطالبہ ---------- 1193

تحاریک استحقاق

94۔ ڈی ڈی او (آر) وہاڑی کا معزز ممبر اسمبلی کے ساتھ ہتک آمیز رویہ (---جاری)
---------- 1196

95۔ سیکرٹری سکولز کا معزز ممبر اسمبلی کا فون سننے سے انکار (---جاری) ---------- 1198

96۔ انڈکس

604

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،12۔اکتوبر2010

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ سکولز ایجوکیشن)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

حصہ اول

(مسودہ قانون جو پیش کیا جائے گا)

THE PROVINCIAL ASSEMBLY OF THE PUNJAB PRIVILEGES (AMENDMENT) BILL 2010 (Bill No. 22 of 2010)

Mrs Seemal Kamran:	To move that leave be granted to introduce the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2010.
Mrs Seemal Kamran:	to introduce the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2010.

حصہ دوم

(مفاد عامہ سے متعلق قرار دادیں)

(منگل5۔اکتوبر2010کے ایجنڈے سے زیر التواء رکھی گئی قرار دادیں)

1. ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: یہ ایوان حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ ڈاکٹرز اور اساتذہ کو دوران ڈیوٹی، سرکاری

فرائض بطور طریق احسن انجام دینے کے لئے ہر قسم کا تحفظ، اعتماد اور ماحول دیا جائے۔ اگر کوئی فرد/افراد ڈاکٹرز اور اساتذہ کو دوران ڈیوٹی ہراساں کرتا ہے، ڈراتا ہے، دھمکاتا ہے یا ان پر حملہ کرنے کی کوشش کرتا ہے یا تشدد کرتا ہے تو اس کے خلاف فوری کارروائی کا اہتمام کیا جائے۔

605

2. محترمہ سیمل کامران: اس ایوان کی رائے ہے کہ آئندہ صوبہ پنجاب کے اندر بننے والے شہروں اور قصبوں کے bypasses کو Limited Access Road کے طور پر Declare کیا جائے اور ان کو Commercialize نہ کیا جائے۔ نیز جو bypasses بن چکے ہیں ان کے ساتھ ساتھ 220 فٹ تک کسی قسم کی عمارت بنانے کی اجازت نہ دی جائے تاکہ bypasses پر ٹریفک کے Smooth flow کو یقینی بنایا جاسکے۔

(موجودہ قراردادیں)

1. جناب محمد نوید انجم: یہ ایوان حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ پی پی-145 لاہور کے علاقوں فتح گڑھ اور سلامت پورہ میں واقع ڈسپنسریوں جو قیام پاکستان سے قبل سے قائم ہیں کو اپ گریڈ کر کے 20/15 بیڈز کے ہسپتال بنائے جائیں کیونکہ اس علاقہ میں کوئی سرکاری ہسپتال نہ ہے۔

2. میاں شفیع محمد: یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ کوئلے کے ذخائر سے بجلی پیدا کرنے کے لئے فوری طور پر اقدامات کئے جائیں تاکہ پاکستان کو اندھیروں میں ڈوبنے سے بچایا جاسکے۔

3. چودھری مونس الہیٰ: یہ ایوان حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ سرکاری سرپرستی میں مخیر حضرات کی مدد سے قرآن یونیورسٹی کے نام سے ایک یونیورسٹی قائم کی جائے جس میں سائنٹیفک طریق پر قرآن حکیم کی تحقیق اور قرآن حکیم کی تفسیر اور تجدید سے متعلق تعلیم و تحقیق کا اہتمام ہو۔

4. سیدہ ماجدہ زیدی: اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت تمام سرکاری سکولوں میں طلباء کی یونیفارم پینٹ شرٹ کی بجائے شلوار قمیض رائج کرنے کے احکامات جلد از جلد صادر کرے۔

5. سردار خالد سلیم بھٹی: اس ایوان کی رائے ہے کہ تحصیل ہیڈکوارٹر بورے والا شہر میں گردوں کے مفت علاج کے لئے ڈائلسز سنٹر قائم کیا جائے تاکہ بورے والا کے ایسے مریضوں کو علاج کی سہولت میسر آسکے جو ڈائلسز کی سہولت نہ ہونے کے باعث مارے مارے پھرتے ہیں اور ان میں سے اکثر علاج کروانے کی سکت نہ رکھنے کے باعث انتقال کر جاتے ہیں۔

606

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا بیسواں اجلاس

منگل،12۔اکتوبر2010

(یوم الثلاثہ،3۔ذیقعد1431ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11بج کر5منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِo

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ۝1 وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ۝2 وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ۝3
لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۝4 ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ
سٰفِلِيْنَ ۝5 اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ
اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۝6 فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ ۝7 اَلَيْسَ اللّٰهُ
بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ ۝8

سُوْرَةُ التِّينآیات1 تا8

انجیر کی قسم اور زیتون کی (1)اور طور سینین کی (2)اور اس امن والے شہر کی (3) کہ ہم نے انسان کو بہت اچھی صورت میں پیدا کیا ہے (4) پھر (رفتہ رفتہ) اس (کی حالت) کو (بدل کر) پست سے پست کر دیا(5) مگر جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کے لئے بے انتہا اجر ہے (6) تو (اے آدم زاد) پھر تو جزا کے دن کو کیوں جھٹلاتا ہے ؟(7) کیا اللہ سب سے بڑا حاکم نہیں ہے ؟(8)

وماعلیناالاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

صلی اللہ علیک یا رسول اللہ
وسلم علیک یا حبیب اللہ

میری زندگی میری آبرو یہ عطائے یاد رسول ہے
جو یہ درد ہے تو قرار جاں ہے اگر یہ زخم ہے تو پھول ہے
جو تیری نگاہ میں آ گیا وہ بڑی پناہ میں آ گیا
تیرے واسطے سے ہے مطمئن تیرے واسطے ہی ملول ہے
نہ کسی کے حال پہ طنز کر نہ کسی کے غم کا مذاق اڑا
جسے چاہیں جیسے نواز دیں یہ مزاج عشق رسول ہے
تیرے ذکر کی ہیں یہ برکتیں میرے بگڑے کام سنور گئے
جہاں تیری یاد ہے دلنشیں وہیں رحمتوں کا نزول ہے

سوالات

(محکمہ سکولز ایجوکیشن)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈے پر محکمہ سکولز ایجوکیشن سے متعلقہ سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آج سے تین چار روز پہلے ایک تحریک التوائے کار میں سکول اساتذہ سے متعلق rationalization policy پر بات ہوئی تھی۔ معزز ایوان میں دونوں اطراف سے حکومتی اور اپوزیشن کے ممبران نے اس بات کی خواہش کا اظہار کیا تھا کہ اس سلسلے میں وزیر تعلیم اور سیکرٹری سکولز بیٹھ کر بات کریں تاکہ ان کی قیمتی آراء سے بھی استفادہ کیا جا سکے اور اس ساری پالیسی کے متعلق ان کو بہتر طور پر سمجھ آ سکے۔

جناب سپیکر! دو دن قبل سیکرٹری سکولز میرے پاس آئے تھے لیکن اس دن ان ممبران کی availability ممکن نہ ہو سکی اس لئے میری آج یہ گزارش ہے کہ جو ممبران اس سلسلے میں contribute کرنا چاہیں اگر وہ اپنے نام آپ کو بھجوا دیں کیونکہ آج سیکرٹری سکولز بھی یہاں موجود ہیں بلکہ ان کا سٹاف بھی سکولز ایجوکیشن سے متعلقہ سوالات کی وجہ سے ان کے ساتھ یہاں موجود ہے اور وزیر صاحب بھی موجود ہیں۔ اگر وقفہ سوالات کے بعد یہ میٹنگ ہم کر لیں تو میں سمجھتا ہوں کہ معزز ممبران کے جو خدشات یا ابہام ہیں وہ دور ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر: کیا آپ میٹنگ کرنا چاہتے ہیں یا بحث کرنا چاہتے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس دن یہی بات ہوئی تھی کہ rationalization policy کے متعلق دوست بیٹھ کر دیکھ لیں اور اپنی input وہاں پر دے دیں۔ اس کے بعد اس کی روشنی میں اگر یہاں پر بحث کرنا بھی مقصود ہوا تو اس میں بھی کوئی اعتراض نہ ہو گا لیکن میرا خیال ہے کہ شاید اس میٹنگ سے معاملہ redress ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: جو میٹنگ میں شامل ہونا چاہتے ہیں وہ اپنے نام بھجوا دیں۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! rationalization تو ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر: آپ وہاں کوئی اچھی تجویز دیں گے؟

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! اچھی تجویز تو یہی ہے کہ جو rationalization ہوئی ہے چلیں یہ بہتر ہوئی ہے اور اچھا ہو گیا ہے کہ جہاں سکولوں میں تیس بچے تھے اور سات استانیاں تھیں حکومت نے اچھا اقدام کیا لیکن اس سے جو سکول merge ہوئے ہیں اس کا ہمیں نقصان ہوا ہے کہ ایک سکول جو پہلے قریب تھا اب وہ دو سو کلو میٹر پر چلا گیا ہے۔ ہمیں یہ نقصان ہوا ہے، اگر اس پر بحث کی جائے تو زیادہ فائدہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میری اس میں یہی گزارش تھی کہ جو اچھا ہو گیا ہے وہ ٹھیک ہے لیکن جو اچھا نہیں ہوا اسے بہتر کرنے میں تو کوئی حرج نہیں ہے اس لئے یہ میٹنگ میں discussion کے بعد ہی ہو سکے گا۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں جو میٹنگ میں جانا چاہتے ہیں وہ اپنے نام سیکرٹری اسمبلی کو دے دیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں بھی اس میں کچھ عرض کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ! میری بات سنیں۔ مجھے صرف یہ بتا دیں کہ میں آپ کو کتنی دفعہ یہ گزارش کروں کہ میں بار بار کہتا ہوں کہ خدارا وقفہ سوالات کے دوران کوئی پوائنٹ آف آرڈر یا بات نہ کیا کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں بورڈ آف گورنرز کے حوالے سے بات کرنا چاہ رہی ہوں۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب نے صرف ایک وضاحت دی ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! بورڈ آف گورنرز کے سلسلے میں ایک کمیٹی بنائی گئی تھی اس حوالے سے بات کرنے کے لئے میں کھڑی ہوئی ہوں۔

جناب سپیکر: یہ بات بھی آپ آج کی میٹنگ میں کر لیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں چونکہ شامل نہیں ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ بھی اس میٹنگ میں شامل ہو جائیں۔ میٹنگ میں محترمہ کو بھی بلا لیا جائے۔ پہلا سوال محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کا ہے۔ نمبر پکاریں۔

محترمہ آمنہ الفت: سوال نمبر 308۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور کیئر فاؤنڈیشن نامی این جی او کے زیر کنٹرول چلنے والے سکولز کے معاملات

*308: محترمہ آمنہ الفت: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور کے متعدد سکولوں کو کیئر فاؤنڈیشن نامی این جی او کے سپرد کیا جا چکا ہے، مذکورہ این جی او کے کنٹرول میں جو سکول ہیں ان کے نام اور پتا جات سے متعلق فہرست ایوان میں فراہم کی جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کیئر فاؤنڈیشن سرکاری سکولوں کے بچوں کی تعداد ظاہر کر کے زکوٰۃ و مالی امداد (اندرون ملک و بیرون ملک) حاصل کرنے کے لئے اشتہاروں اور سائن بورڈز کا سہارا لیتی ہے، اگر ہاں تو اشتہاروں اور سائن بورڈز پر کئے گئے خرچے کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ کیئر فاؤنڈیشن جن سکولوں میں قابض ہے وہاں کے تمام مالی و انتظامی امور مذکورہ این جی او ہی چلاتی ہے؟

(د) کیا محکمہ تعلیم کی جانب سے کیئر فاؤنڈیشن کا آڈٹ کروایا جا سکتا ہے، اگر جواب ہاں میں ہے تو کیا کبھی آڈٹ ہوا ہے تو اس کی رپورٹ ایوان میں پیش کی جائے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) درست ہے۔ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور میں ایک باضابطہ معاہدہ کے تحت کیئر این جی او نے 165 سکولوں کو adopt کیا ہوا ہے۔ معاہدے کی کاپی اور سکولوں کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ہر این جی او اپنے source سے خود فنڈ اور امداد مختلف donners سے حاصل کرتی ہیں جس کا محکمہ کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔ ہر ادارے کے مالی اور انتظامی امور اس ادارے کا سربراہ چلاتا ہے۔ تمام مالی معاملات ادارے میں قائم سکول کونسل چلاتی ہے جس میں ادارے کا چیئرمین سربراہ ہوتا ہے اور معززین علاقہ اس کے ممبر ہوتے ہیں البتہ این جی اوز کا ایک نمائندہ اس میں ممبر ہوتا ہے۔ چونکہ کیئر فاونڈیشن کو کوئی سرکاری فنڈز مہیا نہیں کئے جاتے اس لئے آڈٹ کی ضرورت نہ ہے۔

(د) جز (ب) کی روشنی میں مزید وضاحت نہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں نے جز (الف) میں پوچھا تھا کہ لاہور کے متعدد سکولوں کو کیئر فاؤنڈیشن نامی این جی او کے سپرد کیا جا چکا ہے جس کے جواب میں انہوں نے کہا کہ 165 سکول اس این جی او کو دیئے گئے جبکہ پہلے بھی میں نے اس سلسلے میں سوال دیا تھا تو انہوں نے کہا تھا کہ 166 سکول ہیں بہر حال جتنے بھی ہیں اس کو چھوڑیں۔ اس کے بعد انہوں نے لکھا ہے کہ سکولوں کی فہرست اور معاہدے کی کاپی بھیجی ہے لیکن معاہدے کی کاپی ہمیں نہیں دی گئی۔ دوسری چیز یہ ہے کہ میں نے جز (ب) میں ان سے پوچھا تھا کہ کیا یہ بھی درست ہے کہ کیئر فاؤنڈیشن سرکاری سکول کے بچوں کی تعداد ظاہر کر کے زکوٰۃ و مالی امداد (اندرون ملک و بیرون ملک) حاصل کرنے کے لئے اشتہاروں اور سائن بورڈز کا سہارا لیتی ہے، اگر ہاں تو اشتہاروں اور سائن بورڈز پر کئے گئے خرچے کی تفصیل فراہم کی جائے؟ یہ سیدھا سا سوال تھا جس کا محکمے کی طرف سے اس کا جواب "ہاں" یا "ناں" میں آنا چاہئے تھا۔ محکمہ اس کا جواب یہ دے رہا ہے کہ ہر این جی او اپنے source سے خود فنڈ اور امداد مختلف donors سے حاصل کرتی ہے جس کا محکمے کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہے۔ اب میرا سوال کچھ اور ہے لیکن جواب کچھ اور ہے۔ میرا ان سے ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ زکوٰۃ اور خیرات اکٹھی کرتے ہیں، کیا سرکاری سکولوں میں پڑھنے والا ہر بچہ زکوٰۃ اور خیرات کا مستحق ہے، اس کے علاوہ میں نے ان سے پوچھا کہ کیا اس کا آڈٹ کیا جا سکتا ہے؟

جناب سپیکر: محترمہ! آپ پندرہ سولہ ضمنی سوال کر لیں گی تو پھر وہ جواب کیسے دیں گے؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! وہ میرے پہلے سوال کا جواب دے دیں پھر میں اگلا سوال کر لیتی ہوں۔

جناب سپیکر: آپ ان سے ضمنی سوال کریں تاکہ میں ان سے جواب لوں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! منسٹر صاحب مجھے اس کا جواب دے دیں کہ کیا سرکاری سکولوں میں پڑھنے والے تمام بچے زکوٰۃ اور خیرات کے مستحق ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! پہلے میں معزز ممبر کو یہ بتانا چاہوں گا کہ ان کے سوال آنے کے بعد جب ہم نے جواب کے لئے بھیجا تو ایک سو پینسٹھ سکول لاہور میں ایسے تھے جو کیئر فاؤنڈیشن نے adopt کئے ہوئے تھے لیکن اس وقت ان کی تعداد ایک سو باون ہے کیونکہ ہم نے merge کئے ہیں جس کا ذکر ایک معزز ممبر بھی کر رہے تھے۔ لاہور شہر میں merge کرنے کے بعد اب ایک سو باون سکول ایسے ہیں جو کیئر فاؤنڈیشن نے adopt کئے ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ انہوں نے جز (ب) میں سوال کیا تھا کہ این جی اوز فنڈز کہاں سے اکٹھا کرتی ہیں؟ انہوں نے پوچھا ہے کہ "کیا یہ درست ہے کہ کیئر فاؤنڈیشن سرکاری سکولوں کے بچوں کی تعداد ظاہر کر کے زکوٰۃ و مالی امداد (اندرون ملک و بیرون ملک) حاصل کرنے کے لئے اشتہاروں اور سائن بورڈز کا سہارا لیتی ہے، اگر ہاں تو اشتہاروں اور سائن بورڈز پر کئے گئے خرچے کی تفصیل فراہم کی جائے؟" دراصل کچھ دوسری این جی اوز نے بھی throughout the Punjab ہمارے سکول adopt کئے ہوئے ہیں مگر یہ کیئر فاؤنڈیشن کے حوالے سے سوال تھا اس لئے میں یہاں پر یہ بتانا چاہوں گا کہ وہ اپنے فنڈز جس طرح سے بھی اکٹھے کرتے ہیں ہمیں اس بارے میں کوئی detail نہیں دی جاتی۔ این جی اوز ہمیں بالکل نہیں بتاتیں کہ ان کے sources کیا ہیں اور وہ کہاں سے fund raising کر رہے ہیں؟ بیرون ملک سے بھی اگر انہیں فنڈز آ رہے ہیں تو اس کے بارے میں بھی وہ ہمارے محکمے کو کوئی information نہیں دیتے۔ بہر حال جب سے ہماری حکومت آئی ہے تو ہم کوشش کر رہے ہیں کہ یہ این جی اوز ہمیں proper بتائیں کہ وہ کہاں سے اپنے فنڈز اکٹھا کرتی ہیں؟ جہاں تک محترمہ نے زکوٰۃ کے حوالے سے سوال کیا ہے تو حکومت پنجاب سرکاری سکولوں کے بچوں پر زکوٰۃ کی مد میں کوئی پیسے خرچ نہیں کر رہی لیکن جہاں تک ان این جی اوز کا تعلق ہے اور وہ جہاں سے اپنا fund raising کر رہی ہیں اس حوالے سے وہ ہمیں کوئی detail نہیں دیتیں۔ ہم اب کوشش کر رہے ہیں کہ اس کا ایک لائحہ عمل بنایا جائے اور ہمیں شاید باقاعدہ اس پر قانون سازی بھی کرنی پڑے کیونکہ یہ ہمارے دائرہ اختیار میں نہیں آتیں۔ جہاں تک انہوں نے معاہدے کی کاپی کی بات کی ہے تو وہ میں ان کو مہیا کر دوں گا۔ انہوں نے بڑے سنجیدہ معاملے پر یہ سوال کیا ہے۔ پچھلے دورِ حکومت میں اُس وقت کے صدر پاکستان کے ایک قریبی ساتھی جن کے کہنے پر ان این جی اوز کو

سکول دیئے گئے، میں ان کو معاہدے کی کاپی دوں گا جو دس سال کا معاہدہ ہوا ہے، جو آج تک کبھی اس طرح نہیں ہوا کہ دس سال کا معاہدہ اکٹھا ہی کر دیا جائے۔ اگر اس معاہدے کی کاپی ان تک نہیں پہنچی تو وہ بھی میں ان کو دے دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: اس کی کاپی ایوان کی میز پر رکھی گئی ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! جواب میں لکھا ہوا ہے کہ سکولوں کی لسٹ اور معاہدے کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے لیکن معاہدے کی کاپی نہیں دی گئی لہذا آپ کے محکمے کی طرف سے غلط لکھا گیا ہے کہ فراہم کر دی گئی ہے۔ مہربانی کر کے جو غلط لکھا گیا ہے اس کا notice لیں کیونکہ بار بار جواب غلط ہی آ رہے ہیں اور یہ ہمارے ہاؤس کی ایک tradition بن گئی ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! انہوں نے جواب دیا ہے کہ محکمہ اس کا آڈٹ نہیں کر سکتا۔ پچھلی دفعہ سوال نمبر 2522 محترمہ عارفہ خالد پرویز صاحبہ کی طرف سے آیا تھا جس میں انہوں نے بھی یہی پوچھا تھا لیکن محکمے کی طرف سے جواب آیا تھا کہ محکمہ سماجی بہبود اس کا آڈٹ کر سکتا ہے۔ اس دفعہ جواب آیا ہے کہ محکمہ آڈٹ نہیں کر سکتا، بتائیں کہ صحیح اور غلط کیا ہے کیونکہ میں نے اس پر بہت محنت کی ہے۔ پچھلی دفعہ جب آپ نے کمیٹی بنائی تھی تو آپ نے مجھے شامل کیا تھا، محکمے نے مجھے میٹنگ میں ایک دفعہ بلایا، دوسری دفعہ باہر کر دیا اور دوبارہ نہیں بلایا۔ مجھے پیسے نہیں چاہئیں کیونکہ میں محنت کرنے اور کام کرنے کی غرض سے آتی ہوں۔ مجھے میٹنگ attend کرنے کا کوئی معاوضہ نہیں چاہئے لیکن خدارا اس پر میں نے کام کیا ہوا ہے اس لئے میں معاشرے میں بہتری چاہتی ہوں۔ آخر کیا وجہ ہے کہ مجھے میٹنگ میں ایک دفعہ بلا کر بعد میں شامل نہیں کیا گیا؟ میں اس سلسلے میں آپ کو بہت سارے حقائق بتا سکتی ہوں۔

جناب سپیکر: میٹنگ جب دوبارہ ہو گی تو محترمہ کو اس میں ضرور بلایا جائے۔ مجھے check کر کے بتائیں کہ ایوان کی میز پر کاپی رکھی گئی ہے کہ نہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اگر یہ کاپی نہیں آئی تو میں ابھی provide کر دیتا ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس کی کاپی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! بات یہ ہے کہ ایوان کی میز پر آپ کا جو کاغذ آتا ہے وہ اس ہاؤس کی پراپرٹی بنتا ہے۔ جنہوں نے سوال دیا ہوتا ہے وہ اس کو check کرتے ہیں کہ آیا اس سوال کے جواب صحیح آئے ہیں یا

غلط آئے ہیں لہذا آپ کو یہ پہلے بھیجنا چاہئے تھا بہر حال آئندہ سے ایسا نہ کریں اور ایوان کی میز پر دس کاپیاں دینی ہوتی ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! محترم وزیر نے خود اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ یہ بہت important matter ہے۔ اس میں محکمے نے ایک جگہ یہ بھی کہا ہے کہ این جی اوز سکولوں کے معاملات میں دخل اندازی نہیں کرتیں اور محکمے کا سربراہ ہی انتظامی امور چلاتا ہے جبکہ اس معاہدے کی کاپی میرے پاس موجود ہے جو Minutes of the meeting with Care under the chairmanship of Executive District Officer (Education) City District Government, Lahore ہے۔

جناب سپیکر: ویسے آپ کے سوال کا وقت ختم ہو چکا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرے پاس اس کے proof موجود ہیں۔

جناب سپیکر: آپ یہ کاپی مجھے دے دیں، میں ادھر بھجوا دیتا ہوں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! آپ دیکھیں کہ میرے پاس minutes of the meeting کے ثبوت ہیں جن میں باقاعدہ انتظامی امور اور کیئر فاؤنڈیشن کو highlight کیا ہوا ہے لیکن محکمہ جواب دے رہا ہے کہ ہم انتظامی امور میں مداخلت نہیں کرتے جبکہ یہ تبادلے بھی کرتے ہیں اور سب کچھ کرتے ہیں۔ minutes کے حوالے سے میرے پاس proof موجود ہیں، انہیں آپ دیکھ سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! میں اس کی کاپی آپ کے پاس بھجواتا ہوں، آپ اسے check کر کے دیکھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: ویسے سوال کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ایک چھوٹا سا comment ہے کہ donor کے spelling ہی غلط لکھے ہوئے ہیں، مہربانی کر کے وزیر صاحب اس کے spelling بتا دیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اسے میں نے دیکھ لیا ہے اور یہ typing mistake ہے۔ میں اسے ٹھیک کروا دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: وہ آپ کو پڑھا نہیں رہے بلکہ اپنا مقصد بتا رہے ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ ساجدہ میر جناب سپیکر! میں آمنہ الفت صاحبہ سے کہوں گی کہ وہ اسے عدالت کے ذریعے ختم کروالیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سیدہ ماجدہ زیدی: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا وزیر موصوف سے یہ سوال ہے کہ انہوں نے Care Foundation کو 165 سکول دیئے ہیں تو یہ اس کے چیئر مین یا چیئر پرسن کا نام بتائیں کہ کون ایسا خاص آدمی ہے جسے اتنے زیادہ سکول دیئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس کی چیئر پرسن سیما عزیز صاحبہ ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال سید حسن مرتضیٰ صاحب کا ہے۔

حاجی ذوالفقار علی: On his behalf جناب سپیکر! اس سوال کا نمبر 767 ہے۔ (معزز ممبر نے سید حسن مرتضیٰ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

لاہور گورنمنٹ ہائی سکول نیو کرول شالامار ٹاؤن یو سی 37 میں ٹیچرز کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد

*767: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ ہائی سکول نیو کرول شالامار ٹاؤن یو سی 37 لاہور میں ٹیچرز کی منظور شدہ اسامیاں کتنی اور کس کس گریڈ کی ہیں؟

(ب) اس سکول میں ہیڈ ماسٹر اور ڈپٹی ہیڈ ماسٹر کی اسامیاں کس کس گریڈ کی ہیں؟

(ج) ان اسامیوں پر تعینات ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ اور تعلیمی قابلیت بیان کریں؟

(د) کیا ان اسامیوں پر کام کرنے والے ملازمین مطلوبہ تعلیمی قابلیت اور گریڈ کے حامل ہیں اگر نہیں تو ان کو وہاں سے ٹرانسفر کرنے اور مطلوبہ تعلیمی قابلیت اور گریڈ کے حامل ملازمین کب تک تعینات کر دیئے جائیں گے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) گورنمنٹ ہائی سکول نیو کرول شالامار ٹاؤن یو سی 37 لاہور میں ٹیچرز کی منظور شدہ اسامیاں 22 ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1	سینئر ہیڈ ماسٹر BS-18	1	5	پی ای ٹی BS-09	1
2	ایس ایس ٹی (آرٹس) BS-16	1	6	عربی ٹیچر BS-09	1
3	ایس ایس ای (سائنس) BS-16	2	7	پی ٹی سی BS-07	10
4	ایس وی (ای ایس ٹی) BS-14	6	8	ایس ایس ٹی (آئی ٹی) BS-16	1

(ب) اس سکول میں ہیڈ ماسٹر کی اسامی گریڈ 18 کی ہے جبکہ ڈپٹی ہیڈ ماسٹر کی کوئی اسامی نہ ہے۔

(ج) فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ان اسامیوں پر مطلوبہ تعلیمی قابلیت اور گریڈ کے حامل ملازمین ہی کام کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ نے اس سوال سے متعلق ہی ضمنی سوال کرنا ہے۔

حاجی ذوالفقار علی: جی، بالکل میں اسی سے متعلقہ سوال کروں گا۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ایک سال قبل upgrade ہونے والے سکولوں میں اساتذہ کی اسامیاں ابھی تک خالی ہیں اور انہیں fill نہیں کیا گیا تو یہ کب انہیں fill کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! rationalization کی پالیسی سے ہمارے پاس surplus staff اکثر اضلاع میں آیا ہے جنہیں ایسے سکولوں میں adjust کر رہے ہیں اور کچھ سکولوں کی اسامیوں کی SNEs محکمہ خزانہ کو بھیجی ہوئی ہیں جہاں سے کچھ delay ہے اور جونہی SNEs approve ہوتی ہیں تو ان سکولوں میں بھی سٹاف آ جائے گا۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! کب تک کر دیں گے؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! اس معاملے میں سپیکر کی بھی سفارش کر دیں گے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب ٹھیک ہے۔ ہماری کوشش ہے کہ جلد از جلد اساتذہ کی تعداد کو سکولوں میں پورا کیا جائے اور اس کے لئے محکمہ بھرپور کوشش کر رہا ہے۔

جناب وسیم قادر: ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب وسیم قادر: شکریہ۔ جناب سپیکر! سوال کے جز (الف) میں پوچھا گیا ہے کہ ٹیچرز کی کتنی تعداد ہے تو جواب میں ہے کہ بائیس اسامیاں ہیں اور جب میں انہیں calculate کرتا ہوں تو یہ تیئس لوگ بنتے ہیں تو مہربانی کر کے اسے یہ دیکھ لیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! اس وقت rationalization کی پالیسی کے بعد ان سکولوں میں اساتذہ کی تعداد میں اور زیادہ اضافہ ہو چکا ہے کیونکہ نمبر 2 میں دیکھیں کہ BS-16 ایس ایس ٹی پہلے یہاں پر ایک تھے اور اب یہاں پر سات ہو چکے ہیں۔ نمبر 4 پر ای ایس ٹی BS-14 کے چھ ٹیچرز تھے اور اب گیارہ ہو چکے ہیں تو اس وقت یہاں ٹیچرز کی تعداد overall تیئس نہیں ہے بلکہ plus چالیس کے قریب ہیں۔

جناب سپیکر: چالیس plus ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جی، جناب!

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! یہاں لکھا ہوا ہے کہ بائیس اسامیاں ہیں لیکن جب میں نے انہیں جمع کیا ہے تو تیئس لوگ بنتے ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں، کوئی بات نہیں، calculation میں کوئی mistake ہو گئی ہو گی۔

جناب وسیم قادر: چلیں، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی سید حسن مرتضیٰ صاحب کا ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): On his behalf جناب سپیکر! سوال نمبر 768 ہے۔

(معزز ممبر نے سید حسن مرتضیٰ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

ضلع جھنگ میں مڈل، ہائی، ہائر سکولز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*768: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع جھنگ میں کتنے مڈل، ہائی اور ہائر سیکنڈری سکولز ہیں، ان کے نام اور جگہ کی تفصیل فراہم کریں؟

(ب) ان میں سے کتنے سکولز میں ہیڈ ماسٹر / ہیڈ مسٹریس کام کر رہے ہیں اور جن میں ہیڈ ماسٹر / ہیڈ مسٹریس نہ ہیں ان کے نام اور جگہ کی تفصیل بتائیں، نیز ان سکولز میں ہیڈ ماسٹر / ہیڈ مسٹریس تعینات نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) حکومت ان سکولز میں ہیڈ ماسٹر / ہیڈ مسٹریس کب تک تعینات کر دے گی؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع جھنگ میں مڈل، ہائی اور ہائر سیکنڈری سکولز کی تفصیل درج ذیل ہے۔

ضلع	ہائر سیکنڈری سکولز بوائز	گرلز	ہائی سکولز بوائز	گرلز	مڈل سکولز بوائز	گرلز
ضلع چنیوٹ	32	41	40	16	02	02
ضلع جھنگ	08	06	77	31	96	97
میزان	40	47	117	47	98	99

(ب) جن مدارس میں ہیڈ ماسٹر / ہیڈ مسٹریس کام کر رہے ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

ضلع	ہائر سیکنڈری سکولز بوائز	گرلز	ہائی سکولز بوائز	گرلز	مڈل سکولز بوائز	گرلز
ضلع چنیوٹ	00	00	26	10	19	25
ضلع جھنگ	07	03	57	23	79	86
میزان	07	03	83	33	89	11

جن مدارس میں ہیڈ ماسٹر / ہیڈ مسٹریس تعینات نہ ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

	ہائر سیکنڈری سکولز بوائز	گرلز	ہائی سکولز بوائز	گرلز	مڈل سکولز بوائز	گرلز
چنیوٹ	00	00	16	06	13	15
جھنگ	01	03	20	08	18	11
میزان	01	03	36	14	31	26

خالی اسامیوں پر بذریعہ پروموشن اور ریکروٹمنٹ کے تقرریاں کی جائیں گی۔

(ج) محکمہ تعلیم حکومت پنجاب نے پبلک سروس کمیشن کو خالی اسامیوں پر بھرتی کا کہا ہے اور اس نے بذریعہ اشتہار بھرتی کے لئے درخواستیں طلب کی ہیں۔

جناب سپیکر: ضمنی سوال ایسا کرنا کہ جو مجھے سمجھ آ جائے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ پنجاب کے سکولوں میں ہیڈ ماسٹر اور ہیڈ مسٹریس کی خالی اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے کوئی حتمی تاریخ دی جا سکتی ہے اور اگر دی جا سکتی ہے تو کب تک؟

جناب سپیکر: سوال بہت اچھا ہے لیکن یہ بتائیں کہ آپ کا ضمنی سوال اس سوال سے متعلقہ ہے؟

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اسی سوال سے متعلقہ ہے۔

جناب سپیکر: منڈا صاحب! آپ کا ضمنی سوال اس سے متعلقہ ہے یا آپ اپنی تقریر مکمل کرنا چاہتے ہیں کہ میں پورے پنجاب کی نمائندگی کر لوں This is no supplementary اس کے متعلق اگر آپ پوچھنا چاہتے ہیں تو پوچھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! این جی اوز سے متعلقہ سوال کے بارے میں list ابھی میرے پاس آئی ہے تو جس میں ایک سو پینسٹھ سکولوں کا ذکر ہے جبکہ جواب میں ایک سو باون کا ذکر نہیں ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! اسے دیکھیں اور جواب دیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ ایک سو باون سکول ہیں جن کے مختلف تاریخوں میں agreements ہوئے ہیں اور یہ ایک سے زیادہ agreements ہوں گے۔ چونکہ آپ اس وقت مجھے اگلے سوال پر لے گئے اور میں اس کے لئے بالکل معذرت کرتا ہوں اور میں محکمہ کی طرف سے آنے والے جواب کو دیکھوں گا کہ سوال میں لکھا گیا تھا تو agreement کی کاپی پہلے کیوں نہیں دی گئی اور ایوان کی میز پر بھی کیوں نہیں رکھی گئی؟

جناب سپیکر: لغاری صاحب! اس وقت انہوں نے بتا دیا تھا لیکن آپ سن نہیں رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ اس وقت ان کی تعداد ایک سو پینسٹھ نہیں بلکہ ایک سو باون ہے۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! میں یہ کل کی پوزیشن بتا رہا ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ غلط جواب ہے کیونکہ ہمارے پاس ایک سو پینسٹھ تعداد ہے۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! انہوں نے correct کروا دیا ہے اس لئے آپ تشریف رکھیں اور یہ غلط جواب نہیں ہے کیونکہ جس وقت یہ جواب دیا گیا تھا تو اس وقت اتنی ہی تعداد تھی لیکن اب نہیں ہے۔

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! ضلع چنیوٹ کے مڈل سکولوں کے بارے میں لکھا ہوا ہے کہ ٹوٹل بوائز مڈل بھی دو اور گرلز مڈل بھی دو ہیں اور نیچے جز (ب) میں لکھا گیا ہے کہ جن مدارس میں ہیڈ ماسٹر اور ہیڈ مسٹریس کام کر رہے ہیں اس میں ضلع چنیوٹ کے مڈل بوائز سکولوں میں انیس ہیڈ ماسٹر کام کر رہے ہیں اور پچیس گرلز سکولوں میں ہیڈ مسٹریس کام کر رہی ہیں جبکہ سوال میں کل تعداد دو بوائز اور دو گرلز ہیں۔ اگر دو بوائز اور دو گرلز سکول ہیں تو انیس اور پچیس ہیڈ ماسٹر اور ہیڈ مسٹریس کہاں سے آ گئے ہیں؟ یہ جواب غلط ہے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! جز (الف) میں ضلع چنیوٹ کے مڈل سکولوں کی بات ہے تو یہاں پر بوائز کے بتیس سکول ہیں اور گرلز کے اکتالیس سکولز ہیں اور آگے انہوں نے پوچھا ہے کہ جن مدارس میں ہیڈ ماسٹر اور ہیڈ مسٹریس۔۔۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! شاہ صاحب تشریف لے آئے ہیں اور اب وہ بھی آپ سے سوال پوچھنا چاہیں گے۔

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! میرے سوال کا منسٹر صاحب نے ابھی جواب نہیں دیا۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں کیونکہ اس سوال کے اصل مالک آ چکے ہیں۔ جی، شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: شکریہ۔ جناب سپیکر! جز (الف) میں دیئے گئے جواب کہ "ضلع چنیوٹ میں دو مڈل سکولز بوائز کے ہیں اور دو گرلز کے ہیں۔ نیچے جواب میں بوائز کا کوئی سکول نہیں، گرلز کے کوئی سکول نہیں ہیں---

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ جو دو سکولوں کی بات کر رہے ہیں یہ ہائر سیکنڈری سکول ہیں اور یہ مڈل سکول کا ذکر کر رہے ہیں۔ ان سے پہلے والے معزز ممبر بھی یہی فرما رہے تھے اور یہ بھی مڈل سکول کا فرما رہے ہیں۔ وہاں پر مڈل سکول بوائز کے بتیس اور گرلز کے اکتالیس ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! انہوں نے مڈل سکول کا لکھا ہوا ہے کہ دو بوائز کے اور دو گرلز کے ہیں۔ یہاں انہوں نے جس ہیڈ ماسٹر اور ہیڈ مسٹریس کا ذکر کیا ہے وہاں پر انیس بوائز اور پچیس گرلز کے ہیں۔ اس کا ذرا بتا دیں کہ یہ اتنا فرق کیوں ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس میں printing mistake ہے اور میں پھر بتا رہا ہوں کہ دو مڈل بوائز اور دو گرلز سکول لکھے ہوئے ہیں، وہ actual نہیں ہیں۔ دو سکول ہائر سیکنڈری سکول فار بوائز ہیں اور دو ہائر سیکنڈری سکول فار گرلز ہیں۔ یہ آپس میں switchover ہو گئے ہیں اور یہ پرنٹنگ کی غلطی ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! جنہوں نے اس سوال کا جواب غلط دیا ہے "مار نہیں پیار" کے اصول کو وہاں الٹ کر دیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ یہ یہاں اسمبلی سیکرٹریٹ کی printing mistake ہے کیونکہ محکمے نے جو آپ کے پاس کاپی بھیجی ہے میرے پاس بھی وہی کاپی ہے اور اس میں ٹھیک لکھا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: آپ کے پاس ٹھیک لکھا ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میرے پاس محکمے کی کاپی ہے میں اسی میں سے پڑھ رہا ہوں اور اس فائل میں ٹھیک لکھا ہوا ہے، یہی کاپی آپ کو بھیجی گئی تھی۔ میرا خیال ہے

کہ یہ یہاں اسمبلی میں printing میں ہائر سیکنڈری سکولز اور مڈل سکولز آپس میں interchange ہو گئے ہیں۔ میں پھر بھی چیک کر لیتا ہوں، اگر محکمے کی غلطی ہوئی تو ہم بالکل اس پر ایکشن کریں گے۔

جناب سپیکر: میں سیکرٹری اسمبلی کو کہوں گا کہ وہ چیک کر کے مجھے بتائیں ورنہ یہ principal آپ پر لاگو ہو گا۔

سید مخدوم ارتضیٰ: جناب سپیکر! اگر سٹاف کی غلطی ہوئی تو کیا ان پر لاگو ہو گا؟

جناب سپیکر: اگر اسمبلی سٹاف کی غلطی ہوئی تو ضرور کروں گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! یہ بڑا واضح لکھا ہوا ہے کہ دو مڈل سکولز بوائز کے اور دو گرلز کے ہیں۔ یہاں پر ہیڈ ماسٹر اور ہیڈ مسٹریس انیس اور پچیس ہیں۔ یہ تو بڑا صاف لکھا ہوا ہے، پتا نہیں انہوں نے گھر جا کر کیا تیاری کرنی ہے اور پتا نہیں یہ Question Hour کے بعد گھر جا کر تیاری کرتے ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ انتہائی معزز ممبر ہیں، ان کو یہاں اس معزز ایوان کا خیال کرنا چاہئے۔ یہ خود تیاری کر کے آئے نہیں ہیں اور ان کو پتا نہیں ہے۔ میں بار بار بتائے جا رہا ہوں کہ یہ printing error ہے اور ان کو exact figures دی جا رہی ہیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! وہ کہتے ہیں کہ ہماری طرف سے صحیح جواب آیا ہے لیکن یہاں اسمبلی سیکرٹریٹ میں اس میں کچھ غلطی ہو گئی ہے۔ اگر اسمبلی میں غلطی ہوئی تو اس کی معذرت سیکرٹری صاحب آپ سے کریں گے اور باقی معاملہ میں خود کروں گا کہ ان کے ساتھ جو سلوک میں نے کرنا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! وہ معذرت تو سیکرٹری صاحب کر لیں گے لیکن جو انہوں نے کہا ہے کہ یہ تیاری کر کے نہیں آیا۔ یہ انتہائی زیادتی ہے، یہ میری تیاری چیک کر لیں۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ کی تیاری ہوتی ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں پانچ دن اسمبلی نہیں آیا، میں تیاری کرتا رہا ہوں اور آج یہ کہہ رہے ہیں کہ میری تیاری نہیں ہے۔ (قہقہہ)

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! انتہائی افسوس کی بات ہے کہ ان کو اپنے ضلع کے مڈل سکولز کی تعداد کا نہیں پتا۔ اگر یہاں پر غلط misprint ہو گیا ہے تو ان کو خود تو پتا ہونا چاہئے کہ ان کے ضلع میں مڈل سکول کتنے ہیں؟ یہ بار بار اسی غلط چیز کو insist کرتے جا رہے ہیں۔

رائے محمد اسلم خان: جناب سپیکر! سید حسن مرتضیٰ صاحب کے حلقے میں ایک سکول میں نو نو ہیڈ ماسٹر ہیں حالانکہ میرا بھی وہی رنگ ہے، بے شک آپ دیکھ لیں same colour ہے اور میرے سکول ابھی تک ہیڈ ماسٹر سے خالی پڑے ہیں۔ یہ امتیاز کیوں ہے؟ (قہقہہ)

جناب سپیکر: ماشاء اللہ دونوں کا colour بھی برابر ہے اور دونوں کے کپڑے بھی آج برابر ہیں۔ آپ دونوں ہی میرے لئے خوبصورت ہیں۔

جناب شیر علی خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ یہ printing mistake ہے تو پھر یہ نیچے ٹوٹل کون کرتا رہا ہے؟ ایک سو گیارہ اور نواسی تو محکمے والوں کا ٹوٹل بنتا ہے۔ اگر یہ printing mistake ہوتی تو نیچے کا ٹوٹل تو different ہونا چاہئے تھا۔ یہ محکمے کی mistake ہے، اسمبلی سٹاف خود ہی تو ٹوٹل نہیں کرتا رہا ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، اس کو چیک کرا لیتے ہیں، میں اپنے آپ کو کیوں کہوں کہ میری غلطی نہیں ہے۔ اگر ہماری غلطی ہوئی تو ہم تسلیم کریں گے۔ اگلا سوال محترمہ عارفہ خالد پرویز کا ہے۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! On her behalf (معزز خاتون ممبر نے محترمہ عارفہ خالد پرویز کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: جی، سوال کا نمبر پکاریں۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! سوال نمبر 948 ہے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

محکمہ تعلیم کے اہلکاران کو تدریسی عملے میں شامل کرنے کا مسئلہ

*948: محترمہ عارفہ خالد پرویز: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبائی حکومت محکمہ تعلیم میں تعلیم یافتہ اہلکاران کو اپنے ہی محکمہ میں ان کی تعلیمی قابلیت کے مطابق تدریسی عملے میں شامل کر کے تدریسی ذمہ داری سونپنے کا ارادہ رکھتی ہے نیز کیا ایسے اہلکاران کے لئے بھی کوئی سپیشل کوٹا مقرر کیا جا رہا ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک اس منصوبے پر عملدرآمد شروع کر دے گی اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) درست نہ ہے۔ محکمہ تعلیم میں تعلیم یافتہ اہلکاران نان ٹیکنیکل سٹاف اپنے ہی محکمہ میں ان کی تعلیم قابلیت کے مطابق تدریسی عملے میں شامل کرنے اور تدریسی ذمہ داری سونپنے کے مطابق کوئی پالیسی نہ ہے۔ اب اساتذہ کے گریڈ میں اضافہ کر کے تمام پوسٹیں میرٹ پر کی جاتی ہیں۔ جس میں پہلے سے کام کرنے والے اہلکار میرٹ پر شامل ہو سکتے ہیں۔ البتہ انہیں ہائر پوسٹ پر درخواست کی صورت میں تجربے کے نمبر ریکروٹمنٹ پالیسی کے مطابق دیئے جاتے ہیں۔

(ب) اس سوال کا جواب جز (الف) میں دے دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! جس طرح محکمہ تعلیم میں تعلیم یافتہ اہلکار technical اور technical staff ظاہر ہے وقتاً فوقتاً بھرتی ہوتے رہتے ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ ہمارے چیف منسٹر صاحب کے ٹھوس اقدامات کی وجہ سے اور جو انہوں نے کاوشیں کی ہیں ان سے سرکاری سکولوں کا رزلٹ قدرے بہتر ہو گیا ہے۔ حکومت کا اربوں روپیہ ان سکولوں کا معیار بہتر کرنے کے لئے صرف کیا جا رہا ہے لیکن اس میں ایک بات بہت important ہے۔ سرکاری سکولوں کی نسبت پرائیویٹ سکولوں میں بچے داخل ہونے کی تعداد زیادہ ہے۔ بے شک پرائیویٹ سکول چھوٹے چھوٹے، ایک ایک، دو دو کمروں کے ہوتے ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ ضمنی سوال پر آئیں اور اس سوال کے متعلقہ ضمنی سوال کریں ورنہ میں ایسے آپ کو اجازت نہیں دوں گا۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! اس سوال کے متعلق ہی ہے، آپ میری بات تو پوری سن لیں۔ لوگ ایک ایک، دو دو کمروں کے پرائیویٹ سکولوں میں اپنے بچوں کو preference دیتے ہیں۔ اب یہ جو اربوں روپے خرچ کیا جا رہا ہے اس کے باوجود بھی سکولوں میں بچوں کی تعداد نسبتاً کم ہوتی جا رہی ہے۔ یہ محکمہ تعلیم اس صورتحال سے نمٹنے کے لئے کیا اقدامات کر رہا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ ضمنی سوال اس سے related نہیں ہے لیکن یہ جو پوچھنا چاہ رہی ہیں کہ بچوں کی تعداد سرکاری سکولوں میں کم ہو رہی ہے تو میں بتانا چاہوں گا کہ موجودہ حکومت کی Education Reform Policy کی وجہ سے ہر سال ہمارے گورنمنٹ سکولوں میں بچوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اگر یہ اس کی exact details چاہیں تو میں ان کو فراہم کر سکتا ہوں مگر چونکہ یہ اس سوال سے related نہیں ہے اس لئے میں اس وقت وہ وضاحت نہیں دے سکوں گا۔

جناب سپیکر: میری تمام معزز ممبران سے گزارش ہے کہ جو سوالات سے متعلقہ ضمنی سوال ہوں وہ تو ضرور کیجئے مگر مہربانی کریں اتنی لمبی تقریر میں آئندہ کسی سے نہیں سنوں گا، میں آپ کو بتا رہا ہوں۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! جو میری محترمہ بہن نے کہا ہے یہ اسی سے related ہے کہ جناب وزیراعلیٰ پنجاب کی تعلیم دوست پالیسی کے تحت ہمارے گورنمنٹ کے سکولوں میں کمپیوٹر لیب اور پہلی سے لے کر میٹرک تک انگریزی کی تعلیم دی جا رہی ہے جس کی وجہ سے ہمارے سکولوں میں بچوں کی تعداد بڑھ رہی ہے بلکہ ہمارا اب شکوہ یہ ہے کہ چونکہ اب وہاں بچوں کی تعداد بڑھ رہی ہے اور وہاں داخلے محدود ہیں۔ اب ان کے داخلوں کی تعداد زیادہ کی جائے۔۔۔

جناب سپیکر: حاجی صاحب! جب تجویز دینے کا سیشن آئے گا تب آپ یہ تجویز دینا۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو میں انہیں تھوڑا سا explain کر دوں۔ ہم نے پچھلے academic year میں تین اضلاع لاہور، ملتان اور فیصل آباد کے سکولوں کو انگلش میڈیم کیا تھا۔ وہاں پر ہمارے بچوں کی تعداد میں بہت زیادہ تیزی سے اضافہ ہوا

ہے۔اب next academic year میں ہم پورے پنجاب کے چھتیس اضلاع میں تمام سکولوں کو انگلش میڈیم کر رہے ہیں جس سے ہمارے سکولوں میں بچوں کی تعداد میں بہت تیزی سے اضافہ ہوگا۔

جناب سپیکر: بس ٹھیک ہے۔اگلا سوال محترمہ طلعت یعقوب کا ہے۔

محترمہ طلعت یعقوب: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 1307 ہے۔

جناب سپیکر: کیا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ طلعت یعقوب: جی، جناب! جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

قومی تحویل میں لئے گئے تعلیمی اداروں کی واپسی کی تفصیلات

*1307: محترمہ طلعت یعقوب: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ قومی تحویل میں لئے گئے، تعلیمی ادارے ان کے اصل مالکان / اداروں کو واپس کئے گئے ہیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو سال 2000 سے 2007 تک واپس کئے گئے تعلیمی اداروں کے نام مع تاریخ واپسی کی تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) حکومت نے صرف قومیائے گئے مشنری تعلیمی اداروں کی انتظامیہ کو واپس دینے کا فیصلہ کیا ہے۔

(ب) سال 2000 سے 2007 تک واپس کئے گئے مشنری کئے گئے مشنری تعلیمی اداروں کے نام مع تاریخ واپسی کی تفصیل ڈسٹرکٹ وار ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ طلعت یعقوب: جناب سپیکر! میرے سوال کے جواب میں کہا گیا ہے کہ حکومت نے صرف قومیائے گئے سکول مشنری تعلیمی اداروں کی انتظامیہ کو واپس دینے کا فیصلہ کیا ہے جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔اس بارے میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ایوان کی میز پر رکھی گئی لسٹ میں سیریل نمبر 12 میں گورنمنٹ ماڈل ہائی سکول بھکر اور سیریل نمبر 21 میں گورنمنٹ پرائمری سکول تحصیل گوجرہ اور ضلع لاہور میں چار سکول واپس کئے گئے ہیں کیا یہ سکول مشنری اداروں کے تھے؟

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! ایک میرا بھی ضمنی سوال ہے جو اس سے ہی related ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! سوال یہ ہے کہ جن کے لئے یہ مشنری سکول واپس کئے گئے ہیں یہ وہ کرسچیئن ہیں جو ان سکولوں میں اپنے بچوں کی فیسیں ہی نہیں دے سکتے۔ جیسے سینٹری ورکرز ہیں۔ اگر گورنمنٹ چاہے تو کیا ان کو واپس لینے کا ارادہ رکھتی ہے یا نہیں ؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ پچھلے دور میں کچھ ملکیت کے حوالے سے کچھ مشنری سکول واپس کئے گئے تھے مگر جو جواب یہاں پر دیا گیا ہے تو میں ذاتی طور پر سمجھتا ہوں کہ اس کی تفصیل properly محکمہ کی طرف سے فراہم نہیں کی گئی۔ اگر آپ اس کو pending کر دیں تو میں اس کا proper تفصیل سے جواب دینا چاہوں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں وزیر صاحب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! اس سوال کو اس بحث میں شامل کیا جائے جو آج سیکرٹری ایجوکیشن کے ساتھ میٹنگ ہو رہی ہے۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں اس کا کل پوری تفصیل کے ساتھ جواب دے دوں گا۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میں بھی ایک clarification کرنا چاہتا ہوں کہ بھکر ماڈل سکول، مشنری سکول نہیں ہے اور وہ گورنمنٹ آف پنجاب کا سکول ہے۔ میری گزارش ہے کہ جو جواب میں لکھا گیا ہے اس کو clarify کر لیں۔

جناب سپیکر: جی۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جس طرح مستی خیل صاحب نے فرمایا ہے اور میں نے already کہا ہے میں خود جواب سے مطمئن نہیں ہوں اسی لئے میں نے آپ سے درخواست کی ہے کہ اس کو pending کر دیں، میں پرسوں اس کا جواب آپ کو دے دوں گا۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال محترمہ طلعت یعقوب صاحبہ کا ہے۔

محترمہ طلعت یعقوب: جناب سپیکر! میرا سوال 1308 ہے، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پبلشرز کو رجسٹر کرنے کا طریق کار و دیگر تفصیلات

*1308: **محترمہ طلعت یعقوب:** کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ اضافی کتب کی اشاعت کے لئے پبلشرز کو رجسٹر کرتا ہے، اگر ہاں تو رجسٹر کرنے کے لئے کیا معیار / تجربہ مقرر کیا جاتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سال 2005 تا 2007 پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ نے کچھ پبلشرز کو رجسٹر کیا، اگر ہاں تو ان کے نام مع پتا جات کیا ہیں، آیا وہ مطلوبہ قواعد و ضوابط پر پورا اترتے تھے نیز ایسے رجسٹرڈ ادارے جو دوران پڑتال فرضی ثابت ہوئے، ان کے نام اور ان کے خلاف کیا کارروائی عمل میں لائی گئی؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ اضافی کتب کی اشاعت کے لئے نئے پبلشرز کو رجسٹر نہیں کرتا بلکہ پہلے سے رجسٹرڈ پبلشرز کو یہ کام تفویض کیا جاتا ہے۔

(ب) سال 2005 تا 2007 کے دوران 16 ناشرین کی رجسٹریشن عمل میں لائی گئی۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ یہ پبلشرز قواعد و ضوابط کے مطابق رجسٹر کئے گئے جبکہ دوران پڑتال کوئی پبلشر فرضی ثابت ہوا اور نہ ہی کسی کے خلاف کوئی کارروائی عمل میں لائی گئی۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ طلعت یعقوب: جناب سپیکر! جز (ب) کے جواب میں کہا گیا ہے کہ سال 2005 تا 2007 کے دوران سولہ ناشران کی رجسٹریشن عمل میں لائی گئی، جن کے نام کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ میرا اس بارے میں ضمنی سوال یہ ہے کہ ان سولہ ناشران کو رجسٹرڈ کرتے وقت کیا criteria اختیار کیا گیا تھا یا یہ کہ یہ سفارشی تھے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر ایجوکیشن!

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ناشران کی رجسٹریشن کی جاتی ہے اس کا ایک proper criteria بنا ہوا ہے اور اس criteria پر عمل کرتے ہیں۔ میں اس کی تفصیل ان کو مہیا کر دیتا ہوں جو کہ ہمارا criteria ہے اس میں کوئی سفارشی نہیں ہوتا جو اس criteria پر پورا اترتے ہیں اس کے مطابق ان کی رجسٹریشن کی جاتی ہے۔ میرے پاس اس کے فارم بھی ہیں جو وہ fill up کرتے ہیں، اس میں اپنی پوری تفصیل دیتے ہیں اور محکمہ اس پر پوری تحقیق کر کے جو کہ انہوں نے مہیا کی ہوتی ہیں اس کے بعد ان کی رجسٹریشن کی جاتی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!۔۔۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔۔۔

جناب سپیکر: دونوں آپس میں فیصلہ کر لیں کہ کس نے سوال کرنا ہے۔ چلیں، ایک سوال آپ کر لیں اور ایک سوال وہ کر لیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پہلے میں سوال کر لوں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ اپوزیشن پر بھی نظر کرم فرمائیں۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ کو اصولوں کا پتا ہے اور کچھ اصول ہوتے ہیں۔ میں اپوزیشن کا کیا کروں؟ یہاں اپوزیشن اور گورنمنٹ کی بات نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! سوال کے جز (الف) میں جواب دیا گیا ہے کہ پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ اضافی کتب کی اشاعت کے لئے پبلشر کو رجسٹرڈ نہیں کرتا بلکہ پہلے سے رجسٹرڈ پبلشرز کو ہی کام دیا جاتا ہے تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا یہ free competitions کے زمرے میں آتا ہے اور نئے لوگوں کو شامل نہیں کیا، وہی پرانے لوگ ہیں، ان کی monopoly ہے اور ان کے لئے کہا گیا ہے کہ ہم انہی کو موقع دیتے ہیں تو کیا جو free competitions بزنس کے لئے ملنا چاہئے اس میں یہ بات شامل ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ہمارے ڈیپارٹمنٹ کے پاس جو یہ ٹوٹل رجسٹرڈ فرمز ہیں کیونکہ جس معزز ممبر اسمبلی کا سوال ہے اس نے اس سوال میں 2005 تا 2007 کا پوچھا تھا تو اس میں، میں نے سولہ ناشران کا بتایا۔ Overall ہمارے Punjab Text Book Board

کے پاس چار سو firms رجسٹرڈ ہیں اور ان چار سو firms کے درمیان competition کروانے کے بعد ان کو آگے کام دیا جاتا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس پالیسی کے اندر ایک نشاندہی کرنی تھی کہ اس میں پبلشرز کے 100 میں سے 20 نمبر show room کے ہیں اور اس کی printing facilities جو کہ سب سے اہم چیز ہونی چاہئے تھی اس کے صرف 17 نمبر ہیں۔ اس کے بعد public financial position کے 25 نمبر ہیں اور public experience کے 30 نمبر ہیں، ان میں جو سب سے اہم چیز ہے اس کے سب سے کم نمبر رکھے گئے ہیں۔ شورُوم ہونا زیادہ اہم ہے یا اس کی printing facilities ہونا زیادہ اہم ہے۔ اس کے بعد جب ہم اس کی لسٹ دیکھتے ہیں تو اس لسٹ میں ہمارے سارے کے سارے سوائے ایک کے باقی لاہور کے پبلشرز ہیں، کیا ملتان، بہاولپور، راولپنڈی، اٹک اور ساؤتھ پنجاب میں کوئی پبلشر اس قابل نہیں ہے، کیا اس میں کوئی discrimination تو نہیں ہو رہی ہے؟

جناب سپیکر: اگر discrimination ہو رہی ہے تو اس کی نشاندہی کریں، ہم ابھی پوچھ لیتے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ میں نے نشاندہی تو کی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، یہ کوئی نشاندہی نہیں ہے۔ آپ کے پاس کوئی ایسی مثال ہے کہ کوئی بندہ آپ کے پاس آیا ہو کہ میری درخواست اس میں شامل نہیں کی گئی؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ جو پالیسی بنائی گئی ہے اس میں 20 نمبر شوروم کے رکھے گئے ہیں۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔۔۔

جناب سپیکر: اب آپ تشریف رکھیں اور ان کا سوال آنے دیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بہت شکریہ

جناب سپیکر: بہت شارٹ ہو اور اسی سے متعلقہ ہو۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں دیکھتا رہتا ہوں کہ آپ جب یوں کرتے ہیں تو لوگ derail ہو جاتے ہیں اور آپ مجھے تو نہ ڈرائیں اور کچھ یاد ہی نہیں رہتا۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں شروع کروں؟

جناب سپیکر: جی، شیخ علاؤالدین صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ منسٹر صاحب نے ابھی جز(ب) کے جواب میں یہ کہا ہے کہ جبکہ دوران پڑتال کوئی پبلشر فرضی ثابت ہوا اور نہ کسی کے خلاف کارروائی ہوئی۔ اب میری گزارش یہ ہے کہ سولہ ناشران کی رجسٹریشن کی گئی، میرا سوال یہ ہے کہ monitoring authority کون ہے؟ میں ثابت کر سکتا ہوں کہ اس میں ہمیشہ pool ہوتا ہے اور یہ pool کی وجہ سے کتابوں کی قیمتیں بڑھ رہی ہیں، گورنمنٹ اپنی publishing کیوں نہیں کر رہی، یہ printing کوئی مشکل کام ہے؟ اس کے اندر کم از کم چار اور پانچ سو فیصد پر کام ہو رہا ہے؟ یہ کیوں نہیں pool کو توڑ سکتے یہ pool اسی لئے ہو رہا ہے کہ یہ fresh رجسٹریشن نہیں کر رہے۔ یہ fresh رجسٹریشن نہ ہونے کی وجہ بھی monopoly act کے تحت جرم ہے تو آپ بتائیں کہ یہ pool کیوں نہیں ٹوٹتا اور اگر نہیں ٹوٹتا تو یہ خود printing پر چلے جائیں۔

MR. SPEAKER: Very important point.

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! معزز ممبر نے یہ بڑی اہم بات کی اور یہ جو pool ہے اس بارے میں تو ہمارے knowledge میں بھی یہ باتیں آتی تھیں مگر ہمارے پاس ان کا کوئی proof نہیں ہے اگر ان کے پاس کوئی ثبوت ہے تو یہ لے آئیں کیونکہ جو contractors یا publishers ہوتے ہیں اگر وہ آپس میں کوئی pool کرتے ہیں تو ہمارے محکمہ کے سامنے نہیں کرتے۔ اگر وہ آپس میں کوئی pool کر کے جو ہماری مختلف کتابیں چھپ رہی ہیں، جن کی تعداد واقعی زیادہ ہے اور ہم ایک ارب روپے کی کتابیں پبلش کر کے پنجاب کے سکولوں میں بچوں کو فراہم کر رہے ہیں اور دوسرا میں ان کو تھوڑا سا یہ بتانا چاہوں گا کہ میں نے خود ذاتی طور پر اس ڈیپارٹمنٹ کو دیکھا ہے اگر ہم باقی تینوں صوبوں کو دیکھیں تو ہمارے پنجاب میں یہ Punjab Text Book Board بڑا بہتر طریقے سے کام کر رہا ہے اور ہم بہت سستی اور معیاری کتابیں یہاں پنجاب میں بچوں کو فراہم کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، انہوں نے ایک اور بات کی ہے کہ یہ خود کیوں نہیں printing کا کام کرتے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ہماری capacity اتنی نہیں ہے کیوں کہ ہمیں لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں کی تعداد میں کتابیں printing کروانی پڑتی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ان سے رابطہ کر لیں کہ شاید یہ آپ کو بغیر سود کے کچھ دے دیں۔

شیخ علاؤالدین: یہ ایک بات تو ریکارڈ پر آ گئی کہ منسٹر صاحب helpless ہیں اور pool کو نہیں توڑ سکتے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ اگر آپ کے پاس اس کا کوئی proof ہے تو وہ مجھے دیں۔ میں اس کو دیکھنے کے لئے تیار ہوں۔ ہم ان کو نہیں پکڑ پائے کیونکہ ہمارے سامنے کوئی ایسی مثال نہیں آئی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! منسٹر تو یہ ہیں۔۔۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! یہ بار بار جو کہہ رہے ہیں کہ pool ہوتا ہے، Pool تو مختلف جگہوں پر ہوتا ہے، جہاں بھی contractors بیٹھے ہوں۔ مختلف جگہوں پر pool کرتے ہیں مگر وہ officially نہیں ہوتا وہ unofficially ہوتا ہے۔ اگر وہ پیچھے بیٹھ کر کوئی pool کر لیتے ہیں تو اس میں ہم کیا کر سکتے ہیں؟ اگر تو ہمارے پاس کوئی proof ہو تو اس کے خلاف ہر قسم کی کارروائی ہو سکتی ہے۔ گورنمنٹ کے پاس اتنے اختیارات ہوتے ہیں۔ اگر ان کے پاس کسی contractor کا کوئی proof ہے تو یہ بتا دیں کہ یہ pool بنا ہوا ہے۔ یہ ہمیں in writing کچھ دے دیں۔ جس طرح ایک طریق کار ہوتا ہے اس کے مطابق پھر ہی ہم اس پر کارروائی کر سکتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری بات سُن لیں۔ میں کسی swimming pool کی بات نہیں کر رہا۔ میں cartel کی بات کر رہا ہوں۔ میں pool کا لفظ ہی نہیں بولتا۔ میں cartel کی بات کر رہا ہوں۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں، آپ کو بھی ایک سیکنڈ میں سمجھ آ جائے گی، فرض کیجئے کہ اس کی cost ایک روپیہ ہے، میں اس کی cost نکالتا ہوں اور اب میں ٹینڈر float کرتا ہوں تو اس کی bid مجھے -/5 روپے آتی ہے۔ اتنی عقل تو میرے میں ہونی چاہئے کہ میں اس کا آرڈر ڈیڑھ روپے میں کروں، -/5 روپے میں نہ کروں اور میں پھر کہوں کہ میں pool نہیں توڑ سکتا۔ کتنی زیادتی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب یہ نئی رجسٹریشن کھولیں گے، نئے لوگ آئیں گے تو لوگوں کو فائدہ ہوگا۔ کتابیں سستی ہوں گی۔ آپ ان کو یہ کیوں نہیں کہتے کہ یہ نئی رجسٹریشن کو کھولیں؟

جناب سپیکر: آپ یہ پابندی توڑنا چاہتے ہیں یا نہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جی بالکل۔ میں نے already بتایا ہے کہ 400 registered already firms ہیں اور لغاری صاحب نے جو سوال کیا تھا کہ لاہور سے باہر کی

firms اس میں نہیں ہیں تو وہ جو 400 firms ہمارے پاس publishers کی registered ہیں تو ان 400 firms میں لاہور سے باہر کی firms بھی ہیں اور جس طرح شیخ صاحب نے فرمایا اگر محکمے میں سے کوئی بندہ involve ہے تو اس کا بھی ہمیں بتائیں، ہم اس کے خلاف بھی کارروائی کریں گے۔

جناب سپیکر چلیں، اب اس کا ٹائم بھی ختم ہو گیا ہے، بہت مہربانی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہی تو قابلیت کی بات ہے کہ pool کو توڑا جائے۔

جناب سپیکر: جی، مجھے آگے چلنے دیں۔ شیخ صاحب آپ بیٹھیں۔ اب اگلا سوال میاں طارق محمود صاحب کا ہے۔ سوال نمبر بولئے گا۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! سوال نمبر 1320 ہے۔ اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پی پی-113 گجرات، گرلز / بوائز سکولوں کی بنیادی سہولیات کی فراہمی

*1320: میاں طارق محمود: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی-113 کھاریاں ضلع گجرات میں کتنے گرلز و بوائز سکولوں کی چار دیواری نہیں ہے، ان کے نام اور جگہ بتائیں؟

(ب) کتنے سکول ایسے ہیں جن میں ابھی تک بجلی کی سہولت نہیں ہے ان کے نام اور جگہ بتائیں؟

(ج) کیا حکومت پنجاب ایجوکیشن سیکٹر ریفارمز پروگرام کے تحت ایسے سکولوں کی چار دیواری تعمیر کرنے اور بجلی فراہم کرنے کو تیار ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) حلقہ پی پی-113 کھاریاں ضلع گجرات میں مندرجہ ذیل سکولوں کی چار دیواری نہ ہے۔

5۔ بوائز ہائی سکول

1۔ بوائز ایلیمنٹری سکولز

10۔ پرائمری سکولز

فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) حلقہ پی پی-113 میں 01 بوائز ہائی سکول، 01 بوائز ایلیمنٹری سکول، 09 پرائمری سکولز، 20 گرلز پرائمری سکولز میں بجلی کی سہولت نہ ہے ان کے نام کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) فنڈز کی دستیابی پر missing facilities پوری کر دی جائیں گی۔

جناب سپیکر: جی، اس پر اپنا ضمنی سوال کریں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں نے سوال میں یہ پوچھا تھا کہ "کتنے سکول ایسے ہیں جن میں ابھی تک بجلی کی سہولت نہیں ہے ان کے نام اور جگہ بتائیں"؟ اس میں جو لسٹ دی گئی ہے وہ ایوان کی میز پر رکھی گئی ہے۔ میں جناب وزیر تعلیم سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ لسٹ درست ہے، اگر درست ہے تو ایک ایسا سکول ہے جس کا نام "ایلیمنٹری گرلز سکول کرنانہ" ہے اور وہاں پر بجلی کی سہولت نہیں ہے، اس کو کیوں نہیں شامل کیا گیا؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! معزز ممبر نے جو فرمایا ہے اس میں ہمارے پاس ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے یہ details آئی ہیں کیونکہ ان کا یہ سوال پی پی-113 کھاریاں، ضلع گجرات ان کی constituency کے حوالے سے ہے۔ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ اگر یہ بتا رہے ہیں کہ ایک سکول اس میں شامل نہیں ہے تو میں اس کو check کر لیتا ہوں کہ وہ سکول جواب میں کیوں نہیں شامل ہو سکا؟ یہ بتا رہے ہیں کہ یہاں پر بجلی نہیں ہے۔ میرے پاس یہاں پر جو تفصیل آئی ہے کل جب میں نے اس کو اپنے طور پر verify کیا تھا تو اس میں مجھے محکمے کی طرف سے یہ بتایا گیا تھا کہ یہ تفصیل ٹھیک ہے، اگر اس میں کوئی غلطی ہے تو ہم بالکل اس کو دیکھ لیتے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: آپ مہربانی کریں، آپ کا تو سوال ہی نہیں ہے۔

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنے کا حق رکھتی ہوں۔ یہ ہماری پارٹی کے ممبر کا سوال ہے۔

جناب سپیکر: آپ کو پتا ہی نہیں ہے کہ کدھر سے سوال آ رہا ہے۔ آپ بیٹھیں۔ جی، شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب میں منسٹر صاحب کے محکمے نے لکھا ہے کہ فنڈز کی دستیابی پر missing facilities پوری کر دی جائیں گی تو کیا missing facilities کے لئے کوئی فنڈز مختص کئے گئے تھے؟

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں دو ضمنی سوال کر سکتا ہوں، ابھی تو ایک ہوا ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ کے دو سوال ہو سکتے ہیں۔ ابھی آپ کو موقع دیتے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ missing facilities کے لئے بجٹ میں کوئی فنڈز مختص کئے گئے تھے، ان کی کوئی ڈویژن تھی، district wise یا کسی اور طرح، ضلع میں missing facilities کے لئے کتنے فنڈز دیئے گئے تھے؟

جناب سپیکر: شاہ جی! یہ تو آپ خود سوچ سکتے ہیں۔ آپ بس پالیسی بتادیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جی، بالکل بجٹ میں ہم نے missing facilities کے لئے فنڈز مختص کئے تھے اور district wise بھی کئے تھے اور اگر یہ اس کی تفصیل چاہتے ہیں تو یہ fresh question بنتا ہے۔ یہ fresh question کر دیں یا آپ حکم فرما دیں تو کل میں ان کو thoroughly detail provide کر دوں گا۔ میں یہ بھی بتانا چاہوں گا کہ موجودہ سیلاب کی وجہ سے ہمارے ترقیاتی کام properly دوبارہ سے شروع نہیں ہوئے اور جیسا کہ بات ہوئی کہ شاید ہمیں اپنے بجٹ میں cut بھی لگانا پڑے۔

جناب سپیکر: جی، یہ آپ کو بتادیں گے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! یہ total بتادیں کہ انہوں نے بجٹ میں ترقیاتی کاموں کے لئے کتنے پیسے مختص کئے تھے؟ میں تفصیل نہیں پوچھ رہا۔ مجھے بس یہ بتادیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ allocation of budget دیکھیں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! یہ جو لسٹ دی گئی ہے اس میں ایک ہائی سکول ٹھٹھہ پور ہے، یہ کم از کم تیس سال پرانا ہے۔

جناب سپیکر: جب آپ بات کرتے ہیں تو منہ آپ دوسری طرف کر لیتے ہیں تو پھر مجھ تک آواز نہیں پہنچتی۔

میاں طارق محمود: چلیں، میں کوشش کرتا ہوں کہ آپ تک آواز پہنچ جائے۔

جناب سپیکر: جی۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں وزیر تعلیم صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ ٹھٹھہ پور ہائی سکول، محکمہ تعلیم حکومت پاکستان کی یہ پالیسی ہے بلکہ انہوں نے یہ clear کر دیا ہوا ہے کہ ہر ہائی سکول میں کمپیوٹر لیب دی گئی ہے تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ تیس سال پرانا سکول ہے اگر آج تک اس میں بجلی نہیں ہے تو کمپیوٹر لیب کیسے چل رہی ہو گی؟ اگر یہ سب کچھ نہیں ہے تو پانچ ہائی سکول ایسے ہیں جن کی ابھی تک چار دیواریاں ہی نہیں ہیں۔ اگر آگے جائیں تو جو سوال انہوں نے table کیا ہے اس کے جواب میں لکھا گیا ہے کہ گیارہ ایلیمنٹری اور پرائمری سکول ایسے ہیں جن میں بجلی نہیں ہے۔ اس سے ایک لسٹ اور آگے جائیں تو اس میں بیس سکول ایسے ہیں جن میں ابھی تک بجلی کی سہولت نہیں ہے۔ کیا محکمہ تعلیم کے لئے اتنے سکولوں میں بجلی اور چار دیواری نہ ہونا باعث تشویش نہیں، کیا اس سے ضروری کوئی اور کام ہے، یہ اس کے جواب میں صرف اتنا کہہ کر کہ فنڈز کی دستیابی پر missing facilities پوری کر دی جائیں گی مناسب سمجھتے ہیں اور یہ کب پوری کر دی جائیں گی؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! کھاریاں میں جتنے بھی گرلز سکول ہیں ان سب کو ہم نے چار دیواری provide کی ہے۔ اِدھر لسٹ دی ہوئی ہے یہ بوائز سکول کی ہے ان کی ابھی چار دیواری بنی ہے اور جہاں تک بجلی کا تعلق ہے اس میں انہوں نے خاص طور پر ایک سکول کا ذکر کیا ہے، وہ ذرا آبادی سے ہٹ کر ہے، اس کی cost کافی زیادہ آ رہی تھی۔

جناب سپیکر: اصل بات تو وہ یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ جہاں بجلی نہیں ہے وہاں پر computer labs کیسے چل رہی ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! پنجاب میں اس وقت کافی سارے سکول ایسے ہیں جن میں ابھی ہم نے computer labs نہیں دی ہیں۔ جتنے بھی ہمارے ہائی سکول ہیں چار ہزار دو سو اڑسٹھ سکولوں میں ابھی ہم نے computer labs دی ہیں۔ چند سکول ابھی ایسے ہیں جن کی مثال انہوں نے ابھی آپ کے سامنے پیش کی ہے، اس سکول میں بجلی نہیں ہے تو یہاں پر بھی ہم نے ابھی computer lab نہیں دی۔

جناب سپیکر: وہ بیٹری سے چل سکتے ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جہاں پر ہم نے computer labs کی facility دی ہے وہاں UPS کی facility بھی دی ہے۔

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کے وزیر تعلیم فرما رہے ہیں کہ یہ گاؤں سے کافی دور ہے۔ یہ سکول گجرات سٹی سے صرف چار کلو میٹر دور ہے۔ یہ بتادیں کہ یہ گاؤں سے کتنا دور ہے، یہ کہتے ہیں کہ بہت زیادہ دور ہے، یہ کتنا دور ہے؟ صرف یہ بتادیں۔

جناب سپیکر: آپ کو یہ بتانا کوئی ضروری نہیں ہے۔ جی۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ تھوڑا سا ہی دور ہے لیکن یہ گاؤں سے باہر نکل کر ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، اس بات کو چھوڑیں۔

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر! مجھے ضمنی سوال کرنے دیں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: اب اس پر کوئی ضمنی سوال نہیں ہوگا۔

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر! ایک آخری سوال ہے۔

جناب سپیکر: نہیں۔ جی، وسیم قادر صاحب!

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! شکریہ۔ سوال نمبر 1608 ہے۔ اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گورنمنٹ قادریہ سکول واہگہ ٹاؤن لاہور کے مسائل

*1608: جناب وسیم قادر: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گورنمنٹ قادریہ سکول یو سی 37 واہگہ ٹاؤن لاہور کتنے رقبہ پر تعمیر کیا گیا ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ سکول کی زمین پر بااثر لوگوں نے قبضہ کر رکھا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ سکول کی چار دیواری چھوٹی ہونے کی وجہ سے نشئی دیوار پھلانگ کر سکول کے اندر آجاتے ہیں اور سکول کی چیزیں چوری کر کے بیچ دیتے ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ سکول کے سامنے گورنمنٹ کی جگہ خالی ہے کیا حکومت یہ جگہ سکول کو دینے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) رقبہ ایک کنال14مرلے ہے۔

(ب) درست نہ ہے اس لئے کہ سکول کرائے کی عمارت میں چل رہا ہے۔ سکول کی اراضی پر کسی کا قبضہ نہ ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔

(د) سکول کرائے کی عمارت میں چل رہا ہے اس لئے گراؤنڈ نہیں بنایا جا سکتا۔

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! میں سوال کے جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: چلیں، مہربانی۔

میاں محمد رفیق: جناب والا! میرا بھی ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: ضمنی سوال کس پر ہے؟

میاں محمد رفیق: جناب والا! وسیم قادر صاحب کے سوال نمبر1608 پر ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد رفیق: جناب والا! moverنے یہ زحمت گوارا کی اور نہ ہی جواب دینے والوں نے یہ زحمت گوارا کی کہ گورنمنٹ قادریہ سکول یو سی37 کے بارے میں یہ پتا نہیں ہے کہ یہ پرائمری سکول ہے، مڈل سکول ہے یا ہائی سکول ہے، میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ بھوتوں کا سکول ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا! معزز ممبر نے جو سوال پوچھا ہے یہ وسیم قادر صاحب کا حلقہ ہے اور یہ پرائمری سکول ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب والا! میں وزیر موصوف کے جواب سے مطمئن نہیں ہوں۔

جناب سپیکر: آپ تو ہوں گے بھی نہیں۔ جب انہوں نے categorically قادریہ سکول کے بارے میں بتا دیا ہے تو اب آپ کیا پوچھنا چاہتے ہیں؟

میاں محمد رفیق: جناب والا! انہوں نے سوال کے جواب میں اس کا رقبہ لکھا ہے کہ کتنا ہے۔ اس کے ساتھ یہ نہیں لکھا کہ یہ پرائمری سکول ہے، مڈل سکول ہے یا ہائی سکول ہے۔

جناب سپیکر: معزز ممبر نے جو پوچھا ہے اس کا جواب انہوں نے دے دیا ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب والا! میرا سوال یہ تھا کہ یہ پرائمری سکول ہے، مڈل سکول ہے یا ہائی سکول ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا! میں معزز ممبر کو دوبارہ بتا دیتا ہوں، ویسے میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے، یہ میرے محترم بزرگ ہیں، سن نہیں سکے کہ یہ پرائمری سکول ہے۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(ب) میں جو یہ جواب دیا گیا ہے کہ کیا یہ درست ہے کہ سکول کی زمین پر بااثر لوگوں کا قبضہ ہے؟ محکمے نے جواب دیا ہے کہ بااثر لوگوں کا قبضہ نہیں ہے اور یہ درست نہ ہے۔ جہاں تک میری اطلاع کا تعلق ہے کہ یو سی 37 میں یہ سکول کرول باغ کے قریب ہے اور اس کا جو actual owner ہے، جو اس کا اصل مالک ہے وہ ملک سے باہر ہے اور اس پر واقعی لوگوں نے قبضہ کیا ہوا ہے اس لئے میں یہ کہوں گی کہ اس کا جواب درست نہیں ہے۔

دوسرا سوال انہوں نے جز(ج) میں پوچھا ہے کہ کیا یہ بھی درست ہے کہ سکول کی چار دیواری چھوٹی ہونے کی وجہ سے نشئی دیوار پھلانگ کر سکول کے اندر آ جاتے ہیں اور سکول کی چیزیں چوری کر کے بیچتے ہیں۔ یہ بات بالکل صحیح ہے، محکمے نے جواب غلط دیا ہے، اس سکول سے کئی دفعہ ڈیسک چوری ہو چکے ہیں اور تو اور ٹائلٹ میں جو لوہے کے دروازے لگے ہوئے تھے وہ تک چوری ہو چکے ہیں۔ اب انہوں نے اس کی جگہ لکڑی کے پھٹے ٹائپ کے دروازے لگائے ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ وہاں پر کوئی چوکیدار ہے اور کوئی گارڈ ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ محکمے نے کیا جواب دیا ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں اس کی تھوڑی سی تفصیل بتانا چاہوں گا۔ پہلی بات جو انہوں نے جز(ب) کے متعلق کہی ہے کہ "کیا یہ درست ہے کہ سکول کی زمین پر بااثر لوگوں نے قبضہ کیا ہوا ہے"؟ میں یہ وضاحت کرنا چاہوں گا کہ یہ سکول اس وقت کرایہ کی عمارت میں چل رہا ہے اور سکول کی اراضی پر بھی کسی قسم کا کوئی قبضہ نہیں ہے۔ جتنی کرایہ پر ہم نے جگہ لی ہوئی ہے اس میں یہ سکول چل رہا ہے۔ پھر جز(ج) کے بارے میں انہوں نے جو بات کی ہے اس کی تفصیل میں ان کو بتا دوں کہ سکول کے تین اطراف میں بلڈنگ ہے۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ سکول کے اندر

نشئی آ جاتے ہیں اور وہاں سے چوریاں ہوتی ہیں اس کا جواب میں ان کو پیش کر دیتا ہوں کہ سکول کے تین اطراف پر بلڈنگ ہے اور سامنے مغرب کی طرف گیٹ کی دیوار ہے جو کہ چھ فٹ اونچی ہے۔ ہم نے یہ directionدی ہوئی ہے کہ دیوار چھ فٹ اونچی ہونی چاہئے۔ چھ فٹ دیوار کو پھلانگنا اتنا آسان نہیں ہوتا اور شمال کی طرف تھوڑے سے حصے میں دیوار ہے اور ایک چھوٹا گیٹ لگا ہوا ہے باقی اطراف میں بلڈنگ ہے لہذا کوئی نشئی دیوار پھلانگ کر سکول کے اندر داخل نہیں ہو سکتا اور جہاں تک سکول کے اندر چوری کے حوالے سے انہوں نے بات کی ہے ہمارے علم میں as such کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ وہاں پر large scaleپر کوئی چوری ہوئی ہو۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ routine میں توڑ پھوڑ ہوتی ہے وہ ہوئی ہو گی۔ ڈیسک اور دروازوں کی routineکی توڑ پھوڑ ضرور ہوئی ہو گی۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال محترمہ انجم صفدر صاحبہ کا ہے۔

محترمہ انجم صفدر: سوال1759 ہے، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب ایگزامینیشن بورڈ کا قیام و دیگر تفصیلات

*1759: محترمہ انجم صفدر: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب ایگزامینیشن بورڈ کا قیام کب عمل میں آیا، اس بورڈ کے قیام کے اغراض و مقاصد کیا ہیں اور اس کے قیام کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی؟

(ب) امسال پرائمری اور مڈل کے امتحانات میں صوبہ بھر کے کتنے سکولوں کے کتنے طلباء شریک ہوئے اور ان کا رزلٹ کیا رہا؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ امسال بہت سے سکولوں کا نتیجہ انتہائی خراب بلکہ صفر فیصد بھی رہا؟

(د) اگر جز(ج) کا جواب درست ہے تو کیا ایسے سکولوں کے اساتذہ اور ان کے انچارجوں کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی، اگر ہاں تو تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) پنجاب ایگزامینیشن یکم جنوری2006 کو بمطابق مجریہ نمبری No.(PEC)1-1/2006(Schools) مورخہ یکم جنوری2006 کو قائم ہوا(منسلکہ الف) یہ ادارہ یونیسیف کی تکنیکی معاونت سے قائم کیا گیا ہے جس کے اغراض و مقاصد مندرجہ ذیل ہیں۔

1- ان امتحانات یعنی گریڈ5اور گریڈ 8کا انعقاد کروانا جو بورڈ آف انٹر میڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن نہیں لے رہے۔

2- طریقہ ہائے امتحانات کی تحقیق کرنا۔

3- تعلیم کے مختلف پہلوؤں یعنی نصاب، طریقہ تدریس، امتحانات وغیرہ میں تحقیق کا استعمال۔

4- طلبہ کی تعلیم و تربیت کو بہتر بنانے کے لئے اقدامات کرنا۔ پنجاب ایگزامینیشن کمیشن کے قیام سے پیشتر یہ ضلع میں محکمہ تعلیم کے ضلعی افسران جماعت پنجم اور ہشتم کے امتحانات کا انعقاد کرواتے تھے اور ہر ضلع کا امتحانی طریقہ اور معیار مختلف ہوتا تھا۔ ماہرین تعلیم نے ان امتحانات کا جائزہ لیا اور تحقیق کر کے ثابت کیا یہ طریقہ غیر معیاری اور جدید طریقہ ہائے سے بہت کم درجہ پر ہے۔ ماہرین تعلیم نے حکومت پنجاب کو سفارشات پیش کیں کہ ایک ایسا خود مختار ادارہ قائم کیا جائے بین الاقوامی معیار کے مطابق ایلیمنٹری کی سطح پر امتحانات منعقد کروائے اور طلبہ کی ذہنی سطح کا صحیح اور درست اندازلگا کر طلبہ والدین اساتذہ اور دیگر متعلقہ اداروں کو آگاہ کرے تاکہ ان کی صحیح سمت میں ذہنی نشوونما بہتر انداز میں ہو سکے۔

(ب) اس سال پرائمری اور مڈل کے امتحانات میں صوبہ پنجاب کے 73315 پرائمری اور 27235 مڈل سکولوں کے بالترتیب 015،44،10 اور 073،67،7 طلباء و طالبات شریک ہوئے۔ رزلٹ کی ضلع وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے پنجاب ایگزامینیشن کمیشن کے مطابق پرائمری کا رزلٹ 96.03 فیصد اور ہشتم 96.43 فیصد رہا۔

(د) چونکہ مذکورہ بالا سوال کا جواب ہاں میں نہ ہے لہذا کارروائی کا جواز پیدا نہیں ہوتا۔ تاہم وضاحت کی جاتی ہے کہ پنجاب ایگزامینیشن کمیشن ایک مشاورتی اتھارٹی ہے۔ اساتذہ اور انچارج صاحبان یا دیگر اہلکاران کے خلاف کارروائی کرنا اس کے دائرہ اختیار میں نہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ انجم صفدر: جناب والا! جز(ج) میں یہ پوچھا گیا تھا کہ کیا یہ درست ہے کہ امسال بہت سے سکولوں کا نتیجہ انتہائی خراب بلکہ صفر فیصد بھی رہا؟ اس کا جواب انہوں نے دیا ہے کہ یہ درست نہ ہے پنجاب ایگزامینیشن کمیشن کے مطابق پرائمری کا رزلٹ 96.03 فیصد اور ہشتم 96.43 فیصد رہا۔

انہوں نے اس کی کاپی بھی مجھے بھیجی ہے۔ میں نے اس سال کے رزلٹ کے حساب سے پوچھا تھا لیکن انہوں نے مجھے مختلف اضلاع کی جو percentage بتائی ہے یہ نہیں بتایا کہ یہ کون سے سال

کا رزلٹ ہے۔ دوسرا وزیر موصوف سے میرا سوال ہے کہ جن سکولوں کا رزلٹ صفر فیصد ہے ان سکولوں کے اساتذہ اور جو وہاں کے انچارج ہیں ان کے خلاف محکمہ تعلیم نے کوئی action لیا ہے یا نہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! محکمہ نے اس سوال کا جو جواب دیا ہے میں ذاتی طور پر بھی اس سے مطمئن نہیں ہوں اس لئے میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ اس سوال کو آپ pending کر دیں۔ پنجاب ایگزامینیشن کمیشن کا جو ادارہ ہے یہ ہمارا ایک خود مختار ادارہ ہے اس کی تفصیل لے کر میں ان کو properly provide کر دوں گا اس کے لئے مجھے ٹائم درکار ہے۔ یہ بات بالکل ٹھیک ہے کہ ہمارے کچھ اداروں کا رزلٹ zero percent آتا ہے اور جن سکولوں کا رزلٹ zero percent آتا ہے وہاں پر کارروائی بھی کی جاتی ہے، ہیڈ ماسٹروں کو تبدیل کیا جاتا ہے اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ مجھے اس کے لئے ٹائم دے دیا جائے تاکہ میں ان کو proper جواب دے سکوں۔

جناب سپیکر: جی آپ کو ٹائم دے دیتے ہیں۔

محترمہ انجم صفدر: جناب والا! یہ تھوڑی سی وضاحت کر دیں کہ انہوں نے مجھے کون سے سال کا جواب دیا ہے؟

جناب سپیکر: وزیر موصوف نے آپ کو اس سوال کے بارے میں بتا دیا ہے۔ اس سوال کا جواب وہ آپ کو دیں گے۔ اس سوال کو میں pending نہیں کرتا اس کا جواب بھی وہ آپ کو دیں گے اور House کو بھی inform کریں گے۔

محترمہ انجم صفدر: جناب والا! یہ کب جواب دیں گے؟

جناب سپیکر: اسی اجلاس میں بتائیں گے، آپ فکر نہ کریں۔

محترمہ انجم صفدر: پہلے ہی مجھے دو سال کے بعد اس کا جواب ملا ہے، یہ نہ ہو کہ اسمبلی ختم ہو جائے اور پھر اس کا جواب ملے۔

جناب سپیکر: نہیں، ایسا نہیں ہوگا۔ اسمبلی کو ختم نہ کریں، مہربانی کریں۔ وزیر موصوف صاحب بتاتے ہیں کہ کتنے دن کے اندر اس کا جواب آ جائے گا۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب والا! چونکہ یہ بڑا اہم issue ہے اور اگر ان کو میں نے ایسے ہی جواب دینا ہوتا تو دے سکتا تھا۔ مگر میں ان کو exact figures دینا چاہتا ہوں اور میں یہ بھی چاہتا ہوں کہ اس معزز ایوان کو exact پتا چلنا چاہئے کہ پنجاب ایگزامینیشن کمیشن کس طرح

سے کام کر رہا ہے۔اسی لئے میں نے آپ سے request کی تھی کہ اس سوال کو pending کر دیا جائے تاکہ میں کل یا پرسوں exact جواب دے سکوں۔

جناب شیر علی خان: جناب والا!اسی سوال کے اندر میری بھی ایک چھوٹی سی گزارش ہے۔

جناب سپیکر: آپ جلدی سے اپنی بات ختم کر لیں۔

جناب شیر علی خان: جناب والا!انہوں نے جواب میں لکھا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: وزیر موصوف نے کہا ہے کہ میں اس جواب کو تفصیلاً House میں پیش کروں گا۔

جناب شیر علی خان: میں یہ بتانا چاہوں گا کہ جواب میں انہوں نے غلط لکھا ہے۔اس میں لکھا ہے کہ:

(الف) پنجاب ایگز امینیشن یکم جنوری 2006 کو بمطابق مجریہ نمبری No.(PEC)1-1/2006(Schools) مورخہ یکم جنوری 2006 کو قائم ہوا۔۔۔

جناب سپیکر: جس دن education day ہوگا اس دن وزیر موصوف جواب دیں گے۔جی، فرمائیں!

جناب شیر علی خان: جناب والا!انہوں نے اس میں لکھا ہے کہ (الف) پنجاب ایگز امینیشن کمیشن بمطابق مجریہ No.(PEC)1-1/2006(Schools) مورخہ یکم جنوری 2006 کو قائم ہوا اور جو انہوں نے چٹھی ساتھ لگائی ہے اس پر 16 تاریخ لکھی ہوئی ہے۔اب یہ کہیں گے کہ printing mistake ہے۔میں کہتا ہوں کہ printing mistake نہیں ہے انہوں نے غلط جواب دیا ہے اور یہ ان کا record بتا رہا ہے۔

جناب سپیکر: میں یہ وضاحت کر دینا چاہتا ہوں کہ سوال نمبر 768 جو آپ اسمبلی سٹاف کے ذمہ لگا رہے تھے اسمبلی سیکرٹریٹ نے اس کی تحقیق کی ہے، آپ کے محکمے کی طرف سے ہی ایسا جواب آیا ہے، وہ کہہ رہے ہیں ہم قصوروار نہیں ہیں۔

جناب شیر علی خان: جناب والا!ان کا ریکارڈ ہی یہ کہہ رہا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: اس سوال کا جواب آنا ہے، اس کی وضاحت بھی ساتھ ہی آ جائے گی۔آئندہ جس دن محکمہ تعلیم کے سوالات ہوں گے اس سوال کا جواب دوبارہ آئے گا۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا! جس سوال کا یہ بتا رہے ہیں میں اس کو دیکھ لیتا ہوں۔

جناب شیر علی خان: جناب والا! ابھی انہوں نے جس سوال کا جواب دیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: سوال نمبر 1759۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں نے تو پہلے ہی عرض کی ہے کہ میں تو خود ہی اس سوال کے جواب سے مطمئن نہیں ہوں۔

جناب سپیکر: میں نے ان کو بتا دیا ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب والا! میں جواب کی بات نہیں کر رہا بلکہ انہوں نے سوال کے ساتھ جو ریکارڈ دیا ہے اس پر تاریخ اور ہے یہاں پر جو جواب پرنٹ ہوا ہے اس پر تاریخ ہی اور ہے۔ ان کو کم از کم ریکارڈ کے مطابق جواب دینا چاہئے۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔ Question Hour is over now.

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! شیر علی صاحب انتہائی محترم ہیں میں ان سے کہوں گا کہ یہ نوٹیفکیشن کی پہلی لائن ہی پڑھ لیں اس میں یہی لکھا ہوا ہے کہ:

> Dated 01-01-2006 Governor of the Punjab is pleased to constitute an establishment Punjab Examination Commission consisting of governing council on the following composition with immediate effect

ذرا اس کو پڑھ لیں پھر بات کریں۔

جناب سپیکر: آپ اس کو چھوڑ دیں۔ اس پر آرڈر ہو چکا ہے۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): یہ خود تو پڑھتے نہیں ہیں۔ میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

قصور شہر کے سیکنڈری سکولز میں سائنس ٹیچرز نہ ہونے کا مسئلہ

*1817: محترمہ ثمینہ خاور حیات : کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) قصور شہر میں کتنے ایسے سیکنڈری سکولز ہیں جہاں پر سائنس کے اساتذہ نہ ہیں؟

(ب) قصور شہر میں سیکنڈری سکولز میں کب تک سائنس ٹیچرز کی اسامیاں پر کر دی جائیں گی، آگاہ کریں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) قصور شہر میں صرف گورنمنٹ گرلز ہائی سکول قصور میں سائنس ٹیچر کی ایک اسامی خالی ہے۔

(ب) قصور شہر کے سیکنڈری گرلز و بوائز سکولوں میں سائنس اساتذہ کی منظور شدہ کل اسامیاں 22 ہیں جن میں سے 21 اسامیوں پر سائنس اساتذہ کام کر رہے ہیں۔ صرف گورنمنٹ گرلز ہائی سکول قصور میں ایک اسامی خالی ہے جبکہ اس سکول میں تین سائنس ٹیچرز موجود ہیں جو کہ خالی اسامی کی کمی کو پورا کر رہے ہیں البتہ نئی بھرتی کے دوران یہ خالی اسامی پر کرنے کی کوشش کی جائیگی۔

لاہور، پی پی۔145 میں سکولز کی تفصیلات

*1905: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پی پی۔145 لاہور میں بوائز پرائمری مڈل، ہائی اور ہائر سیکنڈری سکولز کے نام اور جگہ کی تفصیل بتائیں؟

(ب) کون کون سے سکولز سرکاری عمارات میں اور کون کون سے پرائیویٹ عمارات میں کام کر رہے ہیں؟

(ج) کن کن سرکاری سکولز کی عمارات نئی تعمیر کی گئی ہیں اور کن کن کی عمارات خستہ / خطرناک حالت میں ہیں؟

(د) خستہ / خطرناک عمارات والے سکولوں کی عمارات کی تعمیر کب تک پنجاب سیکٹر ریفارمز پروگرام کے تحت ہو گی؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) پی پی-145 لاہور میں کل سکولوں کی تعداد 19 ہے جو کہ کچھ یوں ہے۔
ہائر سیکنڈری سکول (کوئی نہیں) ہائی سکول (2) مڈل سکول (4) پرائمری سکول (13) ٹوٹل سکولز کی تعداد (19)

(ب) گورنمنٹ گارڈن پرائمری سکول سلامت پورہ کرائے کی بلڈنگ میں چل رہا ہے۔ باقی تمام سکول سرکاری عمارات میں چل رہے ہیں۔

(ج) (1) سی ڈی جی ایل پرائمری سکول المدینہ ٹاؤن لاہور 2007 میں تعمیر کیا گیا۔

(2) گورنمنٹ پرائمری سکول شادی پورہ کی عمارت renovation اور تین نئے کمرے اور مٹی بھروانے کے لئے مبلغ 24 لاکھ 7 ہزار 700 روپے کا منصوبہ منظور کیا گیا تھا اور estimate کے مطابق کام مکمل ہو چکا ہے۔

(3) 4 نئے سکول تعمیر کئے گئے ہیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ پی پی-145 میں قائم تمام سرکاری سکول کی عمارات خستہ نہ ہیں۔

(د) جز (ج) کی روشنی میں غیر متعلقہ ہے۔

پنجاب ایجوکیشن سیکٹر ریفارمز کے تحت مختص رقم و دیگر تفصیلات

*1906: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) مالی سال 06-2005، 07-2006 اور 08-2007 کے دوران پنجاب ایجوکیشن سیکٹر ریفارمز پروگرام کے تحت کتنی رقم مختص کی گئی تھی، تفصیل سال وار فراہم کی جائے اس میں سے کتنی رقم سال وار غیر ملکی امداد کی تھی؟

(ب) ان سالوں کے دوران کتنی رقم خرچ ہوئی اور کتنی lapse ہوئی یا خرچ نہ ہو سکی؟

(ج) کیا پوری رقم خرچ نہ کرنے پر حکومت نے کسی متعلقہ سرکاری ملازم کے خلاف ایکشن لیا تو کتنے ملازمین کے خلاف ایکشن لیا گیا؟

(د) مالی سال09-2008 میں اس پروگرام کے تحت کتنی رقم مختص کی گئی ہے اور اس کو خرچ کرنے کے لئے حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) حکومت پنجاب کی طرف سے پنجاب ایجوکیشن سیکٹر ریفارمز پروگرام کے تحت مالی سال 06۔2005، 07۔2006 اور 08۔2007 کے لئے علی الترتیب 7677.3 ملین، 6856.5 ملین اور 6855.6 ملین روپے کی رقم مختص کی گئی تھی جس کی تفصیل منسلکہ گوشوارہ میں موجود ہے۔ یہ رقم حکومت پنجاب کی طرف سے PMIU-PESRP کو بجٹ کی شکل میں فراہم کی گئی تھی۔

(ب) پنجاب ایجوکیشن سیکٹر ریفارمز پروگرام کے تحت مالی سال 06۔2005، 07۔2006 اور 08۔2007 کے دوران علی الترتیب 4475.5 ملین ، 1412.4 ملین اور 5,786.8 ملین روپے کی رقم خرچ ہوئی اور انہی سالوں کے دوران جو رقم خرچ نہ ہو سکی وہ بالترتیب 06۔2005،07۔2006 اور 08۔2007 یہ ہے 4475.5، 1412.4 اور 1068.8 ہے جو محکمہ خزانہ کو سرنڈر کر دی گئی۔ یوں کوئی رقم lapse نہیں ہوئی۔ جملہ تفصیل منسلکہ گوشوارہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) حکومت کی طرف سے ایسا کوئی ایکشن نہیں لیا گیا کیونکہ ایسی کوئی بے ضابطگی نہ پائی گئی تھی اس لئے کسی ایکشن کا کوئی جواز نہ تھا۔ صوبائی حکومت جو رقم پنجاب ایجوکیشن سیکٹر ریفارم پروگرام کے تحت ضلعوں منتقل کرتی ہے اور non lapseable ہوتی ہے اس لئے lapse ہونے کا کوئی جواز نہیں ہے اور یہ رقم ongoing سکیم میں اگلے مالی سال میں خرچ کر دی جاتی ہے۔

(د) مالی سال 09۔2008 میں پنجاب ایجوکیشن سیکٹر ریفارمز پروگرام کے تحت 6,189.8 ملین روپے کی رقم مختص کی گئی تفصیل منسلکہ گوشوارہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

گورنمنٹ گرلز ہائر سیکنڈری سکول سنگھ پورہ کی تفصیلات

*2049: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ گرلز ہائر سیکنڈری سکول سنگھ پورہ (باغبانپورہ) لاہور میں طالبات کے کتنے سیکشنز ہیں، ان سیکشنز میں تعلیم حاصل کرنے والی طالبات کی کتنی تعداد ہے؟

(ب) متذکرہ سکول میں طالبات کے لئے کتنے کلاس رومز ہیں نیز ان کلاس رومز میں کیا فرنیچر کی تمام سہولیات میسر ہیں؟

(ج) متذکرہ سکول میں سائنس لیبارٹری کے لئے کتنے کمرے مختص کئے گئے ہیں نیز لیبارٹری میں کیا طالبات کے لئے پریکٹیکل کی تمام سہولیات میسر ہیں؟

(د) متذکرہ سکول میں تعینات اساتذہ کی کتنی تعداد ہے نیز سائنس اور آرٹس کے الگ الگ اساتذہ کی تعداد مع نام، عہدہ اور گریڈ تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) سیکشنز کی تعداد 44 ہے لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
ہائی 2299 ہائر (فرسٹ ائر) 252 ہائر (سیکنڈ ائر) 289 ٹوٹل 2840

(ب) کلاس رومز کی تعداد 44 ہے۔ ان کلاس رومز میں فرنیچر کی تمام سہولیات میسر ہیں۔

(ج) لیبارٹری پانچ کمروں پر مشتمل ہے جس میں ہائر ونگ کے لئے تین کمرے اور ہائی ونگ کے لئے دو مختص ہیں نیز پریکٹیکل کی تمام سہولیات میسر ہیں۔

(د) اساتذہ کی کل تعداد 87 ہے جس میں سائنس کی 5 اور آرٹس کی 22 ہیں تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لاہور میں پی پی-144-143 میں پرائمری سکولوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2050: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی-143-144 میں کتنے پرائمری سکول ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سکولوں میں انگریزی ٹیچرز کی چند اسامیاں خالی ہیں نیز یہ اسامیاں کب سے خالی ہیں، تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکولوں میں انگریزی ٹیچر کی خالی اسامیوں کو پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) حلقہ پی پی-144-143 میں کل 24 پرائمری سکول ہیں۔ فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) گورنمنٹ کی پالیسی کے مطابق تمام انگلش ٹیچر مڈل اور ہائی سکولوں میں شفٹ کر دیئے گئے ہیں۔ پرائمری سکولوں میں انگلش ٹیچروں کی کوئی پوسٹ نہ ہے۔

(ج) جز(ب) کی روشنی میں غیر متعلقہ ہے۔

ضلع راولپنڈی، سائنس ٹیچرز کی ٹرانسفر کی تفصیلات

*2072: انجینئر قمرالاسلام راجہ: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) 30۔جون 2008 کے بعد ضلع راولپنڈی کے ہائی سکولوں سے کتنے سائنس ٹیچرز ٹرانسفر ہوئے ان میں سے کتنے اساتذہ کو مناسب متبادل مہیا کرنے کے بعد تبدیل کیا گیا؟

(ب) جن سکولوں سے یہ اساتذہ تبدیل کئے گئے ان سکولوں میں مناسب متبادل مہیا کرنے میں کتنا وقت درکار ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع راولپنڈی کے ہائی سکولوں میں سے 9 سائنس ٹیچر زنانہ / مردانہ کو متبادل مہیا کئے بغیر تبدیل کیا گیا تھا۔ فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جن ہائی سکولوں سے ایس ایس ٹی (سائنس) ٹیچرز کا تبادلہ کیا گیا تھا ان سکولوں کو متبادل مہیا کر دیئے گئے۔ فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع راولپنڈی میں بغیر عمارات سکولز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2074: انجینئر قمرالاسلام راجہ: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل کلر سیداں ضلع راولپنڈی میں گورنمنٹ گرلز ہائی سکول کلریاں بغیر کسی عمارت کے چل رہا ہے، سکول میں بجلی تک نہیں ہے اور موسم گرما اور سرما کے دوران کلاسز کو کھلے میدان میں بٹھایا جاتا ہے؟

(ب) کیا اس سکول کو ان سکولوں کی فہرست میں شامل کیا گیا ہے جن کی تجدید ہونا باقی ہے اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

(ج) ضلع راولپنڈی میں کتنے سکول بغیر عمارات کے چل رہے ہیں اور یہ صورتحال کب تک بہتر ہو گی؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) گورنمنٹ گرلز ہائی سکول کلریاں تحصیل کلر سیداں ضلع راولپنڈی کا 8 کنال رقبہ ہے اور اس کی عمارت 9 کمروں، 4 واش رومز، برآمدہ اور باؤنڈری وال پر مشتمل ہے۔ اس سکول کے پانچ کمرے محکمہ بلڈنگ کی طرف سے خطرناک قرار دیئے جا چکے ہیں۔ مذکورہ سکول میں بجلی کی سہولت موجود ہے۔

(ب) مذکورہ سکول میں 6 کلاس رومز، ہال، سٹاف روم اور باتھ رومز تعمیر کرنے کے لئے PC-I بنایا گیا ہے جس کی مالیت 9.009 ملین روپے ہے اور یہ بذریعہ EDO/E/D-1/605 مورخہ 2010-02-11 کو ڈسٹرکٹ آفیسر (پلاننگ) کو روانہ کر دیا گیا۔ فنڈز کی دستیابی پر کام شروع ہو جائے گا۔

(ج) ضلع راولپنڈی میں 5 ہائی سکولوں کی اپنی عمارت نہ ہے اور یہ کرائے کی عمارت میں چل رہے ہیں فنڈز کی دستیابی پر ان سکولوں کو اپنی عمارات فراہم کر دی جائیں گی۔ سکولوں کی فہرست درج ذیل ہے:۔

1۔ گورنمنٹ عزیز نیشنل ہائی سکول ڈھیری حسن آباد
2۔ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول ڈھیری حسن آباد
3۔ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول، ٹنچ بھاٹہ
4۔ گورنمنٹ لیاقت گرلز ہائی سکول، مغل آباد
5۔ گورنمنٹ بوائز ہائی سکول، بھاٹہ راولپنڈی

گورنمنٹ گرلز کرسچین ہائی سکول سیالکوٹ کی تفصیلات

*2092: محترمہ نسیم ناصر خواجہ: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز کرسچین ہائی سکول حاجی پورہ سیالکوٹ کو مکمل طور پر کرسچین کمیونٹی کے حوالے کر دیا گیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکول کی مسلم طالبات کا کوئی متبادل انتظام نہ کیا گیا ہے؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مسلم طالبات کے لئے کوئی علیحدہ سکول بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک سکول بن جائے گا؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) کرسچین کمیونٹی کے حوالے نہ کیا گیا ہے۔

(ب) سکول کرسچیئن کمیونٹی کے حوالے ہی نہیں کیا گیا لہذا مسلم طالبات کو کوئی متبادل انتظام کی ضرورت نہ ہے۔ سرکاری سکول تمام کمیونٹیز کے لئے بنائے جاتے ہیں نیز کوئی سرکاری یا غیر سرکاری ادارہ مذہبی بنیادوں پر کسی طالب علم کے ساتھ امتیازی سلوک روا نہیں رکھ سکتا۔

(ج) جز (ب) کے جواب میں مزید وضاحت کی ضرورت نہ ہے۔

پنجاب کے پرائیویٹ تعلیمی اداروں کی من مانیوں کی تفصیلات

*2093: محترمہ نسیم ناصر خواجہ: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کے پرائیویٹ تعلیمی اداروں کے مالکان اپنی منشا اور مرضی کے مطابق جب چاہتے ہیں فیسوں میں اضافہ کر لیتے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت پرائیویٹ تعلیمی اداروں میں دی جانے والی تعلیم اور وصول کی جانے والی فیسوں کے حوالے سے ان اداروں کو چیک کرتی ہے، اگر حکومت چیکنگ کرتی ہے تو اس کے متعلق تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ج) کیا حکومت ایسا قدم اٹھانا چاہتی ہے کہ پرائیویٹ تعلیمی ادارے حکومت کی منشا کے بغیر فیسیں نہ بڑھا سکیں، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) رائج قانون کے تحت پرائیویٹ ادارے مناسب حد تک فیس لے سکتے ہیں۔

(ج) حکومت نیا قانون لا رہی ہے جس میں چیکنگ کا نظام مؤثر کیا جا سکے گا۔

پی ٹی سی اور سی ٹی پاس بے روزگار افراد کی تفصیلات

*2102: جناب وسیم قادر: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 2002 سے قبل پرائمری سکولوں میں میٹرک پی ٹی سی اور مڈل سکولوں میں ایف اے سی ٹی پاس افراد کو ٹیچر بھرتی کیا جاتا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ صوبہ بھر میں میٹرک پی ٹی سی اور ایف اے سی ٹی پاس افراد کی تعداد ہزاروں میں ہے جو اب بھی بے روزگار ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ نے2002 کی بھرتی میں پرائمری اور مڈل سکول ٹیچر کے لئے بنیادی تعلیم بی اے مقرر کر دی ہے؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت پرائمری اور مڈل سکول ٹیچر کے لئے بی اے کی شرط ختم کرنے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) درست ہے۔

(ب) حکومت پنجاب کی نئی ریکروٹمنٹ پالیسی کے تحت محکمہ تعلیم معیار تعلیم کی بہتری کے لئے اعلیٰ تعلیم یافتہ اساتذہ کی بھرتی عین میرٹ کے مطابق کر رہی ہے۔ میٹرک پی ٹی سی اور ایف اے سی ٹی امیدواروں کو چاہئے کہ کوالیفکیشن improve کر کے compete کریں۔

(ج) حکومت پنجاب محکمہ تعلیم نے بچوں کو بہتر تعلیم مہیا کرنے کے لئے اعلیٰ تعلیم یافتہ /ڈگری ہولڈرز جوانوں کو بھرتی کرنے کا فیصلہ کیا ہے جس کے بہتر نتائج برآمد ہو رہے ہیں۔

(د) حکومت کے پاس تعلیمی معیار کو نیچے لانے کے بارے میں کوئی منصوبہ زیر غور نہ ہے۔کیونکہ تعلیمی معیار کو بہتر بنانے کے لئے بہتر تعلیم کے حامل اساتذہ کا تقرر ضروری ہے۔

مراعاتی پیکج کے تحت50 فیصد انگلش ٹیچرز کو سکیل15 دینے کا مسئلہ

*2152: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے ٹیچرز کے دیرینہ مطالبات پر ایک مراعاتی پیکج کا اعلان کیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ پیکج کے تحت50 فیصد انگلش ٹیچرز کو سکیل نمبر15 دیا جانا تھا؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ پیکج کے تحت انگلش ٹیچرز کو سکیل15 دینے کو تیار ہے تو کب تک؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) مذکورہ پیکج کے تحت ضلعی سطح پر50فیصد انگلش ٹیچرز کو سکیل 15 دینے کے لئے باقاعدہ سنیارٹی لسٹیں تیار کر کے کیسز متعلقہ DPC کے سامنے رکھنے کے لئے تیار کئے جارہے ہیں نصف سے زائد اضلاع میں DPC کی میٹنگز ہو چکی ہیں جبکہ باقی میں کام جاری ہے۔

گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول کھڑک تحصیل نوشہرہ، گوجرانوالہ کی اپ گریڈیشن

*2224: محترمہ عائشہ جاوید: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول موضع کھڑک تحصیل نوشہرہ ضلع گوجرانوالہ میں بچیوں کو پرائمری تعلیم مکمل کرنے کے بعد تحصیل کامونکی میں داخلہ لینا پڑتا ہے اور موضع کھڑک سے تحصیل کامونکی کا فاصلہ 12 کلومیٹر ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول موضع کھڑک کو اپ گریڈ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) درست ہے۔

(ب) گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول کھڑک تحصیل نوشہرہ ورکاں ضلع گوجرانوالہ کی زمین صرف 2مرلہ ہے۔ حکومت کی اپ گریڈیشن پالیسی کے مطابق پرائمری سے مڈل سکول بنانے کے لئے20مرلہ زمین کا ہونا ضروری ہے۔ جبکہ سکول مذکورہ کا رقبہ مطلوبہ معیار سے کم ہے۔ اگر مقامی آبادی / مخیر حضرات مطلوبہ زمین فراہم کر دیں تو ضلعی حکومت گرلز مڈل سکول کا اجراء کر سکتی ہے۔

پرائمری سکولوں میں تعینات امام معلمین کی تنخواہ میں اضافہ

*2301: الحاج محمد الیاس چنیوٹی: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 1983 میں پرائمری سکولوں میں امام معلم رکھے گئے، ان کی تنخواہ کتنی تھی، کیا ان کی تنخواہ میں مہنگائی کے حساب سے کوئی اضافہ کیا گیا تھا؟

(ب) ان کی موجودہ تنخواہ کتنی ہے، کیا محکمہ ان کی تنخواہ میں اضافہ کا ارادہ رکھتا ہے، اگر ہاں تو کب تک اور نہیں تو کیوں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) درست ہے۔ان کا اعزازیہ =/250 روپے ماہانہ تھا۔ابھی تک اضافہ نہیں کیا گیا۔

(ب) ان کا موجودہ ماہانہ اعزازیہ =/250 روپے ماہانہ ہے۔
حکومت اپنے دستیاب وسائل کے اندر رہتے ہوئے وقتاً فوقتاً اساتذہ کرام کی تنخواہوں اور دیگر مراعات میں مناسب اضافہ کرتی رہتی ہے جو آئندہ بھی صوبہ کی مالی حالت کو پیش نظر رکھتے ہوئے زیر غور لایا جاتا رہے گا۔

حلقہ پی پی-251 مظفر گڑھ اپ گریڈڈ سکولوں سے متعلقہ تفصیلات

*2317: ملک احمد یار ہنجرا: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی-251 مظفر گڑھ میں گزشتہ پانچ سال میں کتنے بوائز اور کتنے گرلز سکول اپ گریڈ کئے گئے ہیں؟

(ب) ان میں کتنے گرلز اور کتنے بوائز سکولز ہیں؟

(ج) حلقہ پی پی-251 میں ہائی سکولز میں سائنس اساتذہ کی تعداد اور عرصہ تعیناتی بیان کریں؟

(د) کیا حکومت سکولز میں اساتذہ کی کمی اور missing facilities کو پورا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) پی پی-251 میں گزشتہ پانچ سال میں ایک بوائز پرائمری سکول، دو گرلز پرائمری سکول بطور مڈل سکول اپ گریڈ ہوئے اور ایک بوائز ہائی سکول بطور ہائر سیکنڈری سکول اپ گریڈ ہوا ہے۔

(ب) ایک بوائز پرائمری سکول بطور مڈل اور ایک بوائز ہائی سکول بطور ہائر سیکنڈری سکول اور 2 گرلز پرائمری سکول بطور مڈل سکول اپ گریڈ ہوئے ہیں۔

(ج) پی پی-251 میں ہائی سکول بوائز کی تعداد 10 اور اساتذہ کی تعداد 21 ہے جبکہ ہائی سکول گرلز کی تعداد 6 اور اساتذہ کی تعداد بھی 6 ہے۔نیز ان ہائی سکولز میں سائنس اساتذہ کا عرصہ تعیناتی 2 سال سے 10 سال سے اپنے فرائض منصبی سر انجام دے رہے ہیں۔

(د)

(i) ریشنلائزیشن کے ذریعے سٹاف اساتذہ کی کمی سکولوں میں پوری کی جا رہی ہے۔

(ii) ضلع ہذا میں 47 سکولوں کو 09-2008 اور 10-2009 میں missing facilities دی جا رہی ہیں۔ اور ضرورت کے مطابق بھی missing facilities صوبائی حکومت کی گرانٹ کے مطابق مکمل کی جا رہی ہیں۔

راولپنڈی کے ہائی سکولز میں سائنس لیبارٹریز کی سہولیات کی فراہمی

*2332: مسز ناظمہ جواد ہاشمی: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ راولپنڈی کے بیشتر ہائی سکولز میں سائنس لیبارٹریز کی سہولت میسر نہ ہے، وجوہات بیان کریں؟

(ب) اگر یہ درست ہے تو محکمہ تعلیم اس سلسلے میں کیا اقدامات کر رہا ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ درست ہے کہ راولپنڈی کے بیشتر سکولز میں باقاعدہ سائنس لیبارٹریز کی سہولت میسر نہ ہے اس کی بنیادی وجہ فنڈز کی عدم دستیابی ہے۔

(ب) محکمہ تعلیم نے ان سکولز کو missing facilities کی فہرست میں شامل کر کے ہائر اتھارٹیز کو بھیج دیا ہے۔

قصور-پی پی 176 سکولز کی اپ گریڈیشن و دیگر تفصیلات

*2346: ملک اختر حسین نول: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی-176 ضلع قصور میں سال 2002 تا 2007 جو سکول اپ گریڈ کئے گئے ان کے نام اور تفصیل مہیا کی جائے؟

(ب) کیا اپ گریڈ کئے گئے سکولوں کی عمارات مکمل ہو گئی ہیں، اگر ہوئی ہیں تو ہر سکول کی عمارت پر کتنی لاگت آئی ہے اور کیا تعمیر سے قبل ٹینڈر طلب کئے گئے تفصیل دی جائے؟

(ج) کیا اپ گریڈ ہونے والے سکولوں میں عملہ تعینات کر دیا گیا ہے؟

(د) حکومت نے مذکورہ حلقہ کے لئے کتنے فنڈز سکولوں کی عمارات کی مد میں سال 09-2008 میں رکھے ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) حلقہ پی پی۔176 ضلع قصور میں سال 2002 تا 2007 تین سکول اپ گریڈ کئے گئے ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

گورنمنٹ بوائز HSS بھمبہ کلاں، ہائی سے ہائر، گورنمنٹ گرلز HSS بھمبہ کلاں ہائی سے ہائر، گورنمنٹ گرلز ہائی سکول بابلیانہ، اوتاڑ، ایلیمنٹری سے ہائی اپ گریڈ ہوئے ہیں۔

(ب) تینوں عمارتیں مکمل ہو چکی ہیں۔ تفصیل لاگت درج ذیل ہے:۔

1- گورنمنٹ بوائز HSS بھمبہ کلاں، قصور، 6.852 ملین

2- گورنمنٹ گرلز HSS بھمبہ کلاں قصور 6.526 ملین

3- گورنمنٹ گرلز ہائی سکول بابلیانہ اوتاڑ 0.990 ملین۔ کل لاگت سکولز 14.368 ملین، ٹینڈرز اور دیگر کارروائی بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ نے مکمل کی ہے۔

(ج) گورنمنٹ بوائز ہائر سیکنڈری سکول بھمبہ کلاں ضلع قصور، گورنمنٹ گرلز ہائر سیکنڈری سکول بھمبہ کلاں ضلع قصور میں عملہ تعینات کر دیا گیا ہے۔ کلاسز جاری ہیں اور گورنمنٹ گرلز ایلیمنٹری سکول بابلیانہ اوتاڑ کی SNE منظور نہیں ہوئی ہے۔

(د) حکومت نے مذکورہ حلقہ کے لئے سکولوں کی عمارات کی مد میں سال 09-2008 میں 4.770 ملین رکھے ہیں۔

گورنمنٹ بوائز ہائی سکول کھرڑیانوالہ فیصل آباد میں سہولیات کی فراہمی

*2347: ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کھرڑیانوالہ (فیصل آباد) میں گورنمنٹ بوائز ہائی سکول کی چار دیواری نہیں ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکول میں فرنیچر کی سہولت بھی نہیں ہے اور بچے زمین پر بیٹھ کر تعلیم حاصل کرنے پر مجبور ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکول میں دیگر سہولیات (پینے کا پانی، پنکھے اور لائبریری) کا بھی مسئلہ ہے؟

(د) اگر جواب اثبات میں ہیں تو کیا حکومت مذکورہ سکول میں پوائنٹ آؤٹ کی گئی چیزوں کو پورا کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) مذکورہ سکول (گورنمنٹ بوائز ہائر سیکنڈری سکول، کھرڑیانوالہ) کو بنیادی سہولیات کی فراہمی کی سکیم PESRP فیز V برائے سال 10-2009 کے تحت مبلغ 13.653 ملین (capital) + مبلغ 0.800 ملین برائے خرید فرنیچر فنڈز فراہم کئے گئے ہیں جن کے تحت چاردیواری مکمل کر دی گئی ہے۔ تفصیل منسلکہ (الف) (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ سکول نے مبلغ آٹھ لاکھ روپے کے فراہم کردہ فنڈز سے فرنیچر خرید لیا ہے جس سے سکول میں فرنیچر کی کمی دور ہو گئی ہے۔

(ج) مذکورہ بالا فنڈز سکول میں بنیادی سہولیات کی فراہمی کے لئے مہیا کئے گئے ہیں جن سے اب تک مبلغ 5.786 ملین روپے خرچ کر کے بنیادی سہولیات فراہم کی جا چکی ہیں۔ بقایا فنڈز سے تعمیراتی کام جاری ہے۔ سکول میں مہیا کردہ فنڈز سے 8 نئے کلاس روم اور 4 دوبارہ تعمیر کردہ کلاس روم تیار کئے جا رہے ہیں ان میں سے ایک کمرہ میں لائبریری قائم کی جائے گی۔

(د) چاردیواری مکمل کر دی گئی ہے اور فرنیچر کی کمی بھی پوری کر دی گئی ہے۔ پوائنٹ آؤٹ کی گئی باقی چیزوں میں سے بنیادی سہولیات فراہم کی جا چکی ہیں اور کلاس رومز مہیا کردہ فنڈ سے تیار کئے جا رہے ہیں ان میں سے ایک کمرے میں لائبریری قائم کی جائے گی۔

گورنمنٹ گرلز ہائی سکول کھرڑیانوالہ فیصل آباد میں بنیادی سہولیات کی فراہمی

*2348: ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کھرڑیانوالہ (فیصل آباد) میں گورنمنٹ گرلز ہائی سکول کی چاردیواری نہیں ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکول میں فرنیچر کی سہولت بھی نہیں ہے اور بچے زمین پر بیٹھ کر تعلیم حاصل کرنے پر مجبور ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکول میں دیگر سہولیات (پینے کا پانی، پنکھے اور لائبریری) کا بھی مسئلہ ہے؟

(د) اگر جواب اثبات میں ہیں تو کیا حکومت مذکورہ سکول میں پوائنٹ آؤٹ کی گئی چیزوں کو پورا کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) مذکورہ سکول (گورنمنٹ گرلز ہائی سیکنڈری سکول، کھرڑیانوالہ) کو بنیادی سہولیات کی فراہمی کی سکیم PESRP فیز IV برائے سال 09-2008 کے تحت مبلغ 9.939 ملین (Capital)+ مبلغ 0.800 ملین برائے خرید فرنیچر فنڈز فراہم کئے گئے ہیں جن کے تحت چار دیواری مکمل کر دی گئی ہے۔ تفصیل منسلکہ (الف،ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ سکول نے مبلغ آٹھ لاکھ روپے کے فراہم کردہ فنڈز سے فرنیچر خرید لیا ہے جس سے سکول میں فرنیچر کی کمی دور ہو گئی ہے۔

(ج) مذکورہ بالا فنڈز سکول میں بنیادی سہولیات کی فراہمی کے لئے مہیا کئے گئے ہیں جن سے اب تک مبلغ 5.786 ملین روپے خرچ کرکے بنیادی سہولیات فراہم کی جا چکی ہیں۔ بقایا فنڈز سے تعمیراتی کام جاری ہے۔ سکول میں مہیا کردہ فنڈز سے 8 نئے کلاس روم اور 4 دوبارہ تعمیر کردہ کلاس روم تیار کئے جا رہے ہیں ان میں سے ایک کمرہ میں لائبریری قائم کی جائے گی۔

(د) اسمبلی سوال میں پوائنٹ آؤٹ کی گئی تمام چیزوں کو پورا کیا جا رہا ہے۔

حلقہ پی پی-147 لاہور میں قائم تعلیمی اداروں سے متعلقہ تفصیلات

*2405: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی-147 لاہور میں کتنے سکول ہائی ہیں اور کتنے مڈل اور پرائمری علیحدہ علیحدہ تعداد بیان فرمائیں؟

(ب) پی پی-147 لاہور کے گزشتہ پانچ سال میں جن پرائمری سکولوں کو اپ گریڈ کیا گیا، ان کی مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) کیا ان سکولوں میں بچوں کو "پڑھا لکھا پنجاب" کے پروگرام کے ذریعہ کتابیں دی گئیں اگر نہیں تو اس کی وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) حلقہ پی پی-147 لاہور میں کل 27 سکول ہیں جن کی تفصیل یہ ہے۔

ہائی	مڈل	پرائمری	ٹوٹل
16	06	05	27

(ب) سی ڈی جی ایل پرائمری سکول باجا لائن کو مڈل کا درجہ دیا گیا ہے۔

(ج) تمام سکولوں کو کتابیں "پڑھا لکھا پنجاب پروگرام" کے تحت مفت فراہم کی گئی ہیں۔

فیصل آباد چک نمبر66ج،ب دھاندرہ گرلز ہائی سکول میں سائنس ٹیچرز کی اسامیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2435: محترمہ انجم صفدر: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) چک نمبر66ج،ب، دھاندرہ گرلز ہائی سکول فیصل آباد میں سائنس ٹیچرز کی کتنی اسامیاں ہیں؟

(ب) مذکورہ اسامیوں پر تعینات ٹیچرز کے نام کیا ہیں اور کب سے یہاں تعینات ہیں؟

(ج) کیا مذکورہ سکول میں سائنس ٹیچرز کی اسامیاں خالی بھی ہیں اگر ہیں تو کب سے اور کیوں خالی ہیں اور کیا حکومت خالی اسامیوں کو fill کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) مذکورہ سکول میں ریشنلائزیشن سے پہلے سائنس ٹیچر کی ایک اسامی تھی۔ حال ہی میں اس سکول کو ہائر سیکنڈری سکول کا درجہ دے دیا گیا ہے اور ریشنلائزیشن کے تحت ایس ایس (سائنس) کی چار مزید اسامیاں دے دی گئی ہیں۔

(ب) مذکورہ سکول میں ریحانہ نعیم SSE(SC) مورخہ 2009۔09۔24 سے تعینات ہے۔

(ج) مذکورہ سکول میں سائنس ٹیچر کی کوئی اسامی خالی نہ ہے۔

پی پی۔147 رجسٹرڈ و غیر رجسٹرڈ پرائیویٹ سکولز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2464: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) حلقہ پی پی۔147 لاہور میں پرائیویٹ رجسٹرڈ سکولوں کی مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) متذکرہ حلقہ میں کتنے ایسے سکولز ہیں جو رجسٹرڈ نہ ہیں اور حکومت ان کو رجسٹرڈ کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) حلقہ پی پی-147 میں پرائیویٹ رجسٹرڈ سکولوں کی تعداد 53 ہے۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) حلقہ پی پی-147 میں پرائیویٹ غیر رجسٹرڈ سکولوں کی تعداد 07 ہے۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ حکومت نے ان سکولوں کو رجسٹر کروانے کے لئے نوٹس جاری کر دیئے ہیں کہ جلد از جلد سکول رجسٹریشن کے لئے محکمہ تعلیم کو درخواست جمع کروائیں۔ رجسٹریشن کے لئے درخواست دینا مالک سکول کی اپنی ذمہ داری ہے تاہم محکمہ نے تمام ای ڈی او (ایجوکیشن) کو واضح احکامات دیئے ہیں کہ جو لوگ اپنے سکول رجسٹر کروانا چاہتے ہیں موقع پر جا کر ان کی بلا تامل فوری رجسٹریشن کی جائے۔

پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کا قیام و دیگر تفصیلات

*2531: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے پرائیویٹ سکولز سیکٹر کو پروموٹ کرنے کے لئے پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا ہوا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ فاؤنڈیشن کے زیر انتظام بہت سے سکول قائم ہو چکے ہیں، جہاں پر بچوں کو مفت کتابیں، وردی اور تعلیم دی جا رہی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے یہ اقدام بچوں کی شرح داخلہ میں اضافہ کے لئے کیا تھا؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ فاؤنڈیشن کے تحت قائم ہونے والے سکولوں کی وجہ سے پہلے سے موجود سرکاری پرائمری و مڈل سکولوں میں زیر تعلیم بچوں کی شرح داخلہ میں بہت حد تک کمی آئی ہے؟

(ہ) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت سرکاری سکولوں میں طلبہ طالبات کی تعداد میں اضافہ کرنے کے لئے کوئی ٹھوس اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک نہیں تو وجہ کیا ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) درست ہے۔

(ب) جی ہاں! یہ درست ہے۔ پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے زیر انتظام صوبہ پنجاب کے 29 اضلاع میں مجموعی طور پر 2200 پارٹنر سکول کام کر رہے ہیں۔ پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن اپنے پارٹنر سکولوں میں طالب علموں کی ماہانہ فیسوں کی ادائیگی کے علاوہ نصابی کتب کی فراہمی اور اساتذہ کی پیشہ ورانہ استعداد کار میں اضافہ اور سائنس و انگلش کے مضامین کے لئے ماسٹر ڈگری ہولڈر سبجیکٹ سپیشلسٹ کی مفت خدمات بھی مہیا کرتی ہے۔ حال ہی میں پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کی جانب سے اپنے پارٹنر سکولوں کو لائبریری کتب بھی مفت مہیا کی گئی ہیں۔ تاہم یہ واضح رہے کہ پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کی جانب سے طالب علموں کو یونیفارم مہیا نہیں کی جاتی۔

(ج) درست ہے۔

(د) درست نہ ہے۔

(ہ) حکومت نے اس سلسلے میں میٹرک تک مفت تعلیم، مفت کتابیں، بورڈ فیس معاف کی ہوئی ہے۔ 15 پسماندہ اضلاع میں آٹھویں تک کی بچیوں کو -/200 روپے ماہوار وظیفہ بھی دیا جا رہا ہے اس کے علاوہ 109711 کنٹریکٹ اساتذہ کو مستقل کر دیا گیا ہے۔

ضلع راولپنڈی، گورنمنٹ گرلز ہائی سکول گلزار قائد کی تفصیلات

*2535: صاحبزادی نرگس ظفر: کیا وزیر سکول ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول گلزار قائد ضلع راولپنڈی کی عمارت کافی عرصہ سے مکمل ہے تاحال کلاسز کا اجراء نہیں ہوا، اس کی کیا وجوہات ہیں؟

(ب) کب تک کلاسز کا اجراء ہو جائے گا سکول میں سٹاف کی تفصیل کیا ہو گی؟

(ج) اس سکول میں کلاسز کے اجراء میں اگر محکمانہ غفلت شامل ہے تو ان کے خلاف کیا ایکشن لیا گیا ہے، آگاہ فرمائیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول گلزار قائد ضلع راولپنڈی کی عمارت پچھلے سال کے آخر میں مکمل ہو گئی ہے اور وہاں کلاسز کا اجراء بھی ہو چکا ہے۔

(ب) مذکورہ سکول میں کلاسز کا اجراء ہو چکا ہے اور اس میں منظور شدہ اسامیوں کی کل تعداد 20ہے جن میں سے 18اسامیاں پُر ہیں اور 2اسامیاں DMاور SVکی خالی ہیں تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) جواب بالا کی روشنی میں کسی قسم کی غفلت نہ ہوئی ہے اور کسی قسم کے ایکشن کی ضرورت نہ ہے۔

جہلم میں کمیونٹی ماڈل سکول ٹوبہ تحصیل پنڈدادن خان کی تفصیلات

*2543: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیاوزیر سکولزایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) بوائز کمیونٹی ماڈل سکول ٹوبہ تحصیل پنڈدادنخان ضلع جہلم کب بنایا گیا تھا، اس کے مقاصد کیا تھے؟

(ب) اس ماڈل کمیونٹی سکول میں کتنے بچے زیر تعلیم ہیں، تفصیل کلاس وار بتائیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ای ڈی او جہلم نے مذکورہ بوائز کمیونٹی ماڈل سکول کو گورنمنٹ گرلز ہائی سکول ٹوبہ میں ضم کر دیا ہے، اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) کیا حکومت اس سکول کو ضم کرنے کے فیصلے کو واپس لینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سکولزایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) اس سکول کا اجراء مورخہ 1995-11-14کو ہوا اور مورخہ 2010-04-1کو ایلیمنٹری کا درجہ دیا گیا۔ علاقے کے بچوں، بچیوں کے لئے بہتر تعلیمی سہولیات کی فراہمی کے لئے یہ سکول کھولا گیا۔

(ب)

نرسری	اول	دوم	سوم	چہارم	پنجم	ہشتم	میزان
47	50	35	40	33	38	25	268

(ج) سکول کو ضم نہیں کیا گیا۔

(د) جز (ج) کے جواب کے بعد مزید وضاحت کی ضرورت نہ ہے۔

پنجاب کے مشنری اداروں کی تفصیلات

*2592: محترمہ جوئیس روفن جولیس: کیاوزیر سکولزایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جب پنجاب کے مشنری تعلیمی ادارے nationalize کئے گئے تھے اس وقت مسیحیوں کی آبادی کے تناسب سے سو فیصد طالب علم زیر تعلیم تھے اور مسیحی اساتذہ بھی برسر روزگار تھے؟

(ب) اب nationalization کے 35 سالہ دورانیہ میں مسیحی طالب علموں کی مشنری اداروں میں کتنے فیصد تعداد ہے اور اگر کم ہوئی ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سکولزایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) درست نہ ہے۔ 1972 سے قبل پنجاب کے 23 اضلاع میں 1643 مشنری ادارے قائم تھے جہاں مسیحیوں کی آبادی زیادہ تھی۔ سٹاف زیادہ تر مسیحی تھا مگر طلباء میں کچھ تعداد مسلمانوں کی بھی تھی۔ 1972 میں نیشنلائزیشن کے بعد حکومت نے کسی طالب علم یا استاد کو ادارہ چھوڑنے پر مجبور نہیں کیا تاہم ان اداروں کے حکومتی تحویل میں آنے سے مسلمان طلباء اور سٹاف کی تعیناتی بھی ہونے لگی۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) نیشنلائزیشن کے بعد آبادی کی شہروں اور دیہاتوں میں منتقلی کی بناء پر اور پھر مشنری اداروں کا خالص مشنری درجہ بحال نہ رہنے کی وجہ سے مسیحی طلباء کا رجحان بٹ گیا اور انہوں نے مختلف اداروں میں داخلہ لینا شروع کر دیا۔ اس وقت پنجاب کے تمام اداروں میں مسیحی طلباء کو داخلے کے یکساں حقوق حاصل ہیں اور وہ اپنی رہائش کے قریبی سکولوں میں داخل ہو کر آزادی سے تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ جو مشنری ادارے دوبارہ de-nationalize ہوئے ہیں یا اس عرصہ میں نئے مشنری ادارے قائم ہوئے ہیں وہاں البتہ مسیحی طلباء کی تعداد زیادہ ہے۔

پی پی۔106 میں پرائمری، مڈل، ہائی سکولوں کی تفصیلات

*2601: چودھری محمد اسد اللہ: کیاوزیر سکولزایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حلقہ پی پی۔106 میں کچھ پرائمری، مڈل اور ہائی سکولوں کی چار دیواری اور ایک سے زیادہ کمرے نہ ہیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو ان سکولوں کے نام مع موجودہ پوزیشن کیا ہے نیز ان سکولوں کی چار دیواری اور مزید کمرے کب تک تعمیر کر دیئے جائیں گے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) درست ہے۔

(ب) سنگل روم اور چار دیواری کے بغیر سکولز کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ فنڈز کی دستیابی پر چار دیواری اور کمرے تعمیر کر دیئے جائیں گے۔

غیر نشان زدہ سوال اور اُس کا جواب

رحیم یار خان گورنمنٹ پرائمری سکول بستی مورن کی اپ گریڈیشن کا مسئلہ

89 مخدوم سید احمد محمود: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ سکول بستی مورن تحصیل صادق آباد ضلع رحیم یار خان کافی عرصہ سے پرائمری سکول چلا آرہا ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سکول سے کئی کئی کلو میٹر دور تک کوئی مڈل اور ہائی سکول نہ ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکول کی اپ گریڈیشن کے معیار پر پورا اترتا ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکول کو اپ گریڈ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجوہات بتائی جائیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ مذکورہ سکول کے نزدیک تین کلو میٹر کے فاصلے پر گورنمنٹ ماڈل سکول صادق آباد، گورنمنٹ ہائی سکول اجمل باغ، پانچ کلو میٹر کے فاصلے پر گورنمنٹ مڈل سکول چک نمبر 145/پی اور گورنمنٹ ہائی سکول چند رامی واقع ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔ مذکورہ سکول اپ گریڈیشن کے معیار پر پورا نہ اترتا ہے۔

(د) مذکورہ سکول کے طلباء کی تعداد اپ گریڈیشن کے معیار سے بہت کم ہے اس کے نزدیک ترین مڈل اور ہائی سکول پہلے سے موجود ہیں لہذا مذکورہ سکول اپ گریڈیشن کے لئے موزوں نہ ہے۔

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: محترمہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ میں نے ان کو floor دیا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں معزز وزیر سے یہ استدعا کرنا چاہتی ہوں کہ یہ تیاری کرکے آیا کریں۔

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی۔ No comments دیکھیں! وہ کتنا fair چل رہے ہیں لیکن آپ اس میں interfere کر رہی ہیں۔ جی، رانا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ 12۔اکتوبر 1999 کو ایک ڈکٹیٹر نے پاکستان کی جمہوری حکومت پر شب خون مارا اور آج گیارہ سال ہو گئے ہیں کہ وہ جمہوریت جو ہم نے 12۔اکتوبر 1999 کو چھوڑی تھی۔ آج پاکستان اس کا خمیازہ بھگت رہا ہے۔ پاکستان کے نو قیمتی سال لینے والا مشرف اب پاکستان چھوڑ کر بھاگ گیا ہے۔ آج پورا پاکستان اور بطور سیاسی کا ممبر میں مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ مشرف جس نے مسلح افواج کے درمیان بغاوت کی، وہ مشرف جس نے۔۔۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے سیاسی بھگوڑے، سیاسی بھگوڑے کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: آپ کیا کر رہے ہیں؟ میں آپ کو بھی floor دوں گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): وہ مشرف جس نے لال مسجد کی بچیوں کو شہید کیا، وہ مشرف جس نے پاکستان کے آبی ذخائر کو انڈیا کے سامنے بیچا، آج پاکستان کی انڈسٹری تباہ ہو چکی ہے، آج پاکستان میں لوڈشیڈنگ ہے، آج پاکستان کی آرمی حالت جنگ میں ہے۔ میں اپنے تمام معزز بہنوں، بھائیوں اور پارلیمنٹیرین سے مطالبہ کروں گا کہ یہ پاکستان جمہوریت کے نام پر بنا تھا، یہ اسلام کے نام پر بنا تھا۔ یہ کسی بندوق کی نوک پر نہیں بنا تھا اور اس پاکستان کی بقا بھی جمہوریت میں ہے۔ میں میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ جنہوں نے ایک آمر کے سامنے سر نہیں جھکایا اور آج پاکستان کے اندر جمہوریت قائم ہے۔ مشرف پاکستان سے بھاگ گیا، شوکت عزیز بھاگ گیا اب وہ نہیں آئیں گے۔ وہ پاکستان کی 17 کروڑ عوام کے مجرم ہیں، پاکستان کا آئین معطل کرنے پر مشرف کے خلاف آرٹیکل 6 کے تحت مقدمہ درج کیا جائے اور اسے سزا دی جائے۔ آج پاکستان کا ہر شہری مشرف کی گرفتاری کا مطالبہ کرتا ہے۔ انشاء اللہ یہ پاکستان رہنا ہے، یہ اسلام کے نام پر بنا تھا،

جمہوریت کے نام پر بنا تھا اور جتنے معزز ممبران بیٹھے ہیں یہ بھی پاکستان کے اندر جمہوری نظام کا استحکام چاہتے ہیں۔ ہم سب کو اپنا اپنا تاریخی کردار ادا کرنا ہے، علامہ اقبال اور قائداعظم کے افکار کی پابندی کرنی ہے۔

جناب سپیکر: جی، بہت مہربانی۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اس میں کوئی دوسری رائے ہی نہیں ہے کہ جمہوریت سے بڑی کوئی نعمت نہیں ہے لیکن مجھے اپنے بھائیوں کی باتیں سن کر حیرت ہوتی ہے کہ ان کے قول وفعل میں کتنا تضاد ہے۔ مشرف یا کوئی بھی آمر، کوئی بھی ڈکٹیٹر سب قابل نفرت ہیں، چاہے وہ سول ڈکٹیٹر ہوں، چاہے وہ وردی والے، بوٹوں والے ڈکٹیٹر ہیں۔ میرے بھائی مجھے بتائیں کہ آپ کی کیا مجبوریاں ہیں جن کی وجہ سے آپ نے ایک ڈکٹیٹر کو پھولوں کے ہار پہنا کر رخصت کیا؟

جناب سپیکر: محترمہ! پلیز اب بس کریں۔

محترمہ سیمل کامران: میں ان سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ ان کی وہ کون سی مجبوریاں ہیں؟---

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! ابھی مشرف کی باقیات موجود ہیں۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

خواجہ محمد اسلام: پوائنٹ آف آرڈر۔

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): پوائنٹ آف آرڈر۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ کیا کرتے ہیں؟ دونوں نے تقریریں کر لی ہیں، اب آپ مہربانی کریں۔ اگر آپ نے اس پر کوئی قرارداد لانی ہے تو لائیں لیکن ایسے کیا کرتے ہیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے floor دیا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں۔ میں نے floor نہیں دیا۔ اپنی طرف سے ہی ایسے نہ کیا کریں۔

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر دو منٹ لوں گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ ابھی ٹھہریں۔

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آج کوئی ایسی متنازعہ بات نہیں کرنا چاہتا جس سے اسمبلی میں بیٹھے ہوئے ہمارے کسی بھائی یا بہن کو تکلیف ہو لیکن بطور پاکستانی as a part of the government میں اس اسمبلی کا حصہ ہوں۔ میرا یہ ضرور حق بنتا ہے چونکہ میرے خاندان نے اس ملک پاکستان کے لئے بہت قربانیاں دی ہیں۔ میں میو راجپوت فیملی سے تعلق رکھتا ہوں اور ہمارے میو راجپوت فیملی کا ایک گھر بھی ایسا نہیں ہے جس کے بزرگوں نے اپنا خون اس ملک کی بنیادوں میں نہ بھرا ہو۔ میرے اپنے خاندان کے چوبیس لوگوں کا خون اس ملک کی بنیادوں میں ہے لیکن میں آج پاکستان کی بات کرنا چاہتا ہوں۔ میں آج اس ملک کے سسٹم کی بات کرنا چاہتا ہوں، ہمیں چاہئے کہ آج ہم سب مل کر پاکستان کی بات کریں، اس قوم کی بات کریں، اس قوم کے ان بچوں کی بات کریں جس قوم کی مائیں اپنی تین تین بیٹیوں کو زہر دے کر اس لئے مار دیتی ہیں کہ انہوں نے چھ دن سے روٹی نہیں کھائی۔ آج 12-اکتوبر ہے پرویز مشرف ڈکٹیٹر نے۔۔۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔ بہت شکریہ

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! مجھے ان پر افسوس ہے کہ یہ مشرف کے ساتھی بن رہے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ ان کی طرف اشارہ نہیں کر سکتے۔ آپ مجھ سے بات کریں۔ پلیز! آپ بس کریں۔ بہت شکریہ

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): میری استدعا ہے کہ ان کو پھانسی پر لٹکایا جائے۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ۔۔۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ کی مہربانی۔ آپ اس ہاؤس کا کچھ خیال کریں۔ بڑی مہربانی۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! پھر ایجنڈا کیسے تکمیل تک پہنچے گا؟ جی، شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ہم آمریت کے سب سے بڑے victim ہیں لیکن آپ ہمیں بات کرنے کی بھی اجازت نہیں دے رہے۔ یہاں تقریریں بھی ہو رہی ہیں اس طرف سے بھی ہو گئی ہیں اور ادھر سے بھی ہو گئی ہیں۔ تحریک استحقاق سے زیادہ ضروری ہے کہ 12-اکتوبر کے حوالے سے آپ ایک

ڈکٹیٹر، ایک آمر کے خلاف سب کو بات کرنے کا موقع دیں تاکہ ہم اپنی قوم پر وہ دن اجاگر کر سکیں جب اس پر نحوست کے بادل منڈلائے تھے لہذا ہمیں اس پر بات کرنے کی اجازت دیں۔ تحاریک استحقاق کوئی ضروری نہیں وہ کل take up ہو جائیں گی، نہ بھی ہوئیں تو کوئی بات نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میری اس سلسلے میں یہ گزارش ہو گی کہ اگر ہاؤس کی یہ sense بنتی ہے تو پھر آج کے دن کے حوالے سے میں ایک Resolution پیش کر دیتا ہوں۔ اس پر جو معزز ممبران بات کرنا چاہیں وہ کر لیں اور اس کے بعد اس پر voting ہو جائے گی۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! یہ ٹھیک ہے، راناصاحب قرارداد پیش کر دیں لیکن اس پر ہم سب لوگ بات کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے 12-اکتوبر 1999 میں جمہوریت کے خاتمے اور آمریت کے سیاہ دور کے آغاز کے سلسلے میں ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: آج کے دن کے حوالے سے یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے 12-اکتوبر 1999 میں جمہوریت کے خاتمے اور آمریت کے سیاہ دور کے آغاز کے سلسلے میں ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے 12-اکتوبر 1999 میں

جمہوریت کے خاتمے اور آمریت کے سیاہ دور کے آغاز کے سلسلے میں ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: جی، راناصاحب! اب آپ اپنی قرارداد پیش کریں۔

قرارداد

آئین کی پامالی اور غداری کے مرتکب ڈکٹیٹر پرویز مشرف کو وطن واپس لاکر مقدمہ چلانے کا مطالبہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ نمائندہ ایوان آج 12-اکتوبر کی مناسبت سے، آج ہی کے دن 1999 میں جمہوریت کے خاتمے اور آمریت کے سیاہ دور کے آغاز کو پاکستان کی تاریخ کا بدترین سانحہ قرار دیتا ہے۔ یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ آئین کی پامالی اور غداری کے مرتکب ڈکٹیٹر پرویز مشرف کو انٹرپول کے ذریعے فوری طور پر وطن واپس لاکر مقدمہ چلایا جائے کیونکہ اس ڈکٹیٹر نے ماضی میں آئین، ریاست اور عوام کے خلاف سنگین جرائم کا ارتکاب کیا ہے اور اب وہ بیرون ملک پاکستان کی قومی سلامتی کے منافی بیان دے کر ملکی مفادات کو ناقابل تلافی نقصان اور ٹھیس پہنچا رہا ہے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ نمائندہ ایوان آج 12-اکتوبر کی مناسبت سے، آج ہی کے دن 1999 میں جمہوریت کے خاتمے اور آمریت کے سیاہ دور کے آغاز کو پاکستان کی تاریخ کا بدترین سانحہ قرار دیتا ہے۔ یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ آئین کی پامالی اور غداری کے مرتکب ڈکٹیٹر پرویز مشرف کو انٹرپول کے ذریعے فوری طور پر وطن واپس لاکر مقدمہ چلایا جائے کیونکہ اس ڈکٹیٹر نے ماضی میں آئین، ریاست اور عوام کے خلاف سنگین جرائم کا ارتکاب کیا ہے اور

اب وہ بیرون ملک پاکستان کی قومی سلامتی کے منافی بیان دے کر ملکی مفادات کو ناقابل تلافی نقصان اور ٹھیس پہنچا رہا ہے۔"

MRS SEEMAL KAMRAN: Sir, I oppose it.

جناب سپیکر: محترمہ سیمل کامران صاحبہ نے اس قرارداد کو oppose کیا ہے اس لئے انہیں اس پر بات کرنے کا حق ہے۔ جی، فرمائیں!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! مجھے اس قرارداد سے کوئی اختلاف نہیں ہے۔ میں تو یہ کہتی ہوں کہ 1999 سے نہیں بلکہ قیام پاکستان سے لے کر آج تک اس ملک میں جتنے بھی ڈکٹیٹر گزرے ہیں، چاہے وہ وردی اور بوٹوں والے ڈکٹیٹر تھے یا وہ جمہوریت کے رُوپ میں سول ڈکٹیٹر شپ تھی ہمیں ان سب کو condemn کرنا چاہئے کیونکہ جمہوریت سے بڑی کوئی نعمت نہیں ہے۔ میں وزیر قانون سے یہ درخواست کروں گی کہ جہاں پر انہوں نے یہ ذکر کیا ہے کہ پرویز مشرف کو انٹرپول کے ذریعے پاکستان میں واپس لایا جائے وہاں پر ان الفاظ کا اضافہ کیا جائے کہ "وہ لوگ جنہوں نے ان کے ساتھ سیاسی deals کیں، وہ لوگ جنہوں نے ان کو گلاب کے پھولوں کے ہار پہنا کر، گارڈ آف آنر دے کر اسلام آباد سے رخصت کیا ہے"۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔ آپ نے اس قرارداد کو oppose کیا ہے لہذا اسی قرارداد کے حوالے سے بات کریں۔ (قطع کلامیاں)

Order please, Order please. محترمہ! یہ مناسب نہیں ہے، آپ تشریف رکھیں۔ ان کا مائیک بند کر دیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اس طرح میرا مائیک بند نہیں ہو سکتا۔

جناب سپیکر: کیوں بند نہیں ہو سکتا، کیا آپ میری authority کو challenge کر رہی ہیں؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں نے اس قرارداد کو oppose کیا ہے So I have a right to speak.

جناب سپیکر: محترمہ! آپ بات کر چکی ہیں۔ اگر آپ relevant رہیں گی تو میں آپ کو اجازت دوں گا ورنہ نہیں دوں گا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں بہت مؤدبانہ طریقے سے گزارش کرتی ہوں کہ میں کسی کے دل و دماغ کے مطابق بات نہیں کر سکتی۔ میں نے اپنے دل و دماغ کے مطابق بات کرنی ہے۔ مجھے اس

قرارداد میں جو چیز غلط لگی ہے میں نے اسے point out کر دیا ہے۔ میں نے یہ قرارداد اس لئے oppose کی ہے کہ جو لوگ اس کے movers ہیں وہ دوہرے معیار کی سیاست کرتے ہیں۔ ان کے قول و فعل میں تضاد ہے۔ ان کو ایسی باتیں کرنے کا کیا right ہے جبکہ وہ اسی شخص کے ساتھ سیاسی deals کرتے رہے ہیں، اس کے ساتھ معاہدے کر کے رات کی تاریکیوں میں بھاگتے رہے ہیں، یہ وہی لوگ ہیں جو کہ اسی ڈکٹیٹر کو عزت و احترام دے کر، اس کے ساتھ deal کر کے N.R.O. جاری کرواتے رہے ہیں۔ ان کے قول و فعل میں تضاد ہے اسی لئے یہ پچھلے تین سالوں میں عوام کو کچھ deliver نہیں کر سکے ہیں۔ آج بھی انہوں نے اپنی غلطیوں سے کچھ نہیں سیکھا۔ آج بھی یہ وہی غلطیاں دہراتے جا رہے ہیں۔ صرف قرارداد پاس کرنے سے جمہوریت نہیں آتی ہے۔

(اس مرحلہ پر وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف ایوان میں تشریف لائے)

(معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "دیکھو دیکھو کون آیا، شیر آیا شیر آیا" کے نعرے)

جناب سپیکر: محترمہ! آپ اپنی بات جلدی مکمل کر لیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہاں ہاؤس سے ایک متفقہ قرارداد پاس کر دینے سے جمہوریت نہیں آتی۔ جمہوریت تب آئے گی جب آپ ملک میں خوشحالی لے کر آئیں گے، آپ صوبے کے حالات کو بہتر کریں اور آپ لوگوں کو prove کریں کہ ہم اس ڈکٹیٹر سے بہتر ہیں۔ جمہوریت ڈکٹیٹر شپ سے بہتر ہوتی ہے لیکن اس وقت جو صوبے کا حال ہے وہ بہت قابل افسوس ہے اور صوبہ کہاں سے کہاں پہنچ گیا ہے۔ ایک غریب آدمی کو ایسی جمہوریت نہیں چاہئے کہ اس کے پیٹ میں پہلے جو دو روٹی کے نوالے جاتے تھے وہ بھی چھن جائیں۔ یہاں پر انہوں نے ہاؤس کو مچھلی منڈی بنایا ہوتا ہے۔ یہ coalition partners ہر روز ایک دوسرے کی عزتیں اچھال رہے ہوتے ہیں۔ یہ کس قسم کی جمہوریت ہے؟

جناب سپیکر! یہ ایوان کوئی سیاسی اکھاڑا نہیں ہے کہ ایک دن یہاں پر بابر اعوان، وزیر قانون آتا ہے اور وہ اپنا شکوہ کر کے چلا جاتا ہے اور دوسرے دن پنجاب کے وزیر قانون جواب شکوہ کر رہے ہوتے ہیں۔ یہاں تو ہاؤس کا قیمتی وقت ضائع کیا جاتا ہے۔ اس صوبے کے پاس لوگوں کی فلاح کے لئے پیسے نہیں ہیں، overdraft پر یہ صوبہ چل رہا ہے اور یہ مقروض صوبہ ہے۔ اگر یہ اجلاس چل رہا ہے تو اس میں لوگوں کی فلاح کے لئے بات کرنی چاہئے۔ ہم آئے دن 1999 کو روتے رہے ہیں۔ ہم نے ان غلطیوں سے کیا سبق سیکھا ہے، کیا ہم نے اپنے attitude کو تبدیل کیا ہے؟ آج بھی ہم سیاسی جماعتیں ایک دوسرے کو برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ ایسا کیوں ہے، جب ہم سب پاکستانی ہیں، ہم اس

ملک کے باشندے ہیں تو پھر ہم پہلے پاکستان کی بات کیوں نہیں کرتے؟ آج بھی ہم اپنی اپنی ضد پر اڑے ہوئے ہیں۔ایک ڈکٹیٹر کو ڈیڈی کہنے والے لوگ، خود ایک ڈکٹیٹر کو روحانی باپ کہنے والے لوگ اس تیسرے ڈکٹیٹر کی مذمت کرتے ہیں کیونکہ ان سے ان کی نہیں بنتی،ان سے ان کو personal grudges ہیں۔یہ اپنا ماضی کیوں بُھول جاتے ہیں؟ یہ چاہتے ہیں کہ ان کے 1999 سے پہلے کے سارے کام صاف ہو جائیں،delete ہو جائیں۔یہ چاہتے ہیں کہ Ctrl-Alt+delete press کر دیں اور ساری دنیا کی ان کے حوالے سے یادداشت صاف ہو جائے۔ایسا نہیں ہوتا۔اگر ہم اپنے آپ کو بہتر ثابت کرنا چاہتے ہیں تو وہ ہم اپنے قول وفعل سے ثابت کر سکتے ہیں۔قرار دادیں پاس کر دینے سے،ایک دوسرے کی پگڑیاں اچھال کر ہم اپنے آپ کو ان ڈکٹیٹروں سے،ان بوٹوں والوں سے بہتر ثابت نہیں کر سکتے۔وہ بوٹوں والے کبھی خود آ کر نہیں بیٹھتے۔ہم سیاست دان رات کی تاریکیوں میں ان سے جا کر ملاقاتیں کرتے ہیں۔ہم سیاست دان ان کو اپنے مقاصد کے لئے استعمال کرتے ہیں تو پھر ہم انہیں blame کیوں کریں؟ ہم وہ سیاست دان ہیں جو کہ ایک دوسرے کی ٹانگیں کھینچنے کے لئے جا کر ان ڈکٹیٹروں سے ملاقاتیں کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، خلیل طاہر سندھو صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میں حیران ہوں کہ آپ نے جب اس Resolution کے لئے voting کروائی اور سب نے اس کو unanimously pass کیا۔اپوزیشن کے لوگوں نے بھی یہ قرار داد اس آمر کے خلاف پاس کی جس نے عافیہ صدیقی کو امریکہ کے حوالے کیا، جس نے لال مسجد میں قرآن پاک پڑھتی ہوئی بچیوں کو شہید کروایا، جس نے 12-اکتوبر 1999 کو شب خون مارا اور ملک کے ایک منتخب وزیر اعظم اور خوشحالی کے پیامبر کو ہتھکڑیاں لگوائیں،آج یہ اس کی بات کرتے ہیں اور میں اس پر بے شمار لعنت بھیجتا ہوں۔وہ اپنی کتاب کے صفحہ نمبر 299 پر لکھتا ہے کہ میں نے 659 لوگ پکڑے اور 298 لوگ امریکہ کو ڈالروں کے عوض بیچ دیئے۔وہ مشرف، وہ لعنتی مشرف ان کو مبارک ہو کیونکہ ہمیں ایسا آمر نہیں چاہئے بلکہ ہمیں جمہوریت چاہئے اور یہ جس طرح کی سیاست کر رہے ہیں کہ ان کے بڑے تو اس کے خلاف بیان دے رہے ہیں جو ساری زندگی اس سے مفاد اٹھاتے رہے اور آج پنجاب کی خوشحالی کی بات کرتے ہیں جب کالا باغ ڈیم کا مسئلہ تھا، چاروں صوبوں میں ان کی حکومت تھی اور مرکز میں بھی ان کی حکومت تھی ان کو اس وقت اس بات کی جرأت نہیں ہوئی کہ کالا باغ ڈیم بنانے کی بات کریں۔میں یہاں پر برہنہ سچائیاں بیان کر

رہا ہوں اور ہمیں ان برہنہ سچائیوں کا سامنا کرنا پڑے گا لہذا میں اس کی پُرزور مذمت کرتا ہوں اور میرا خیال ہے کہ next election میں عوام ان کی مذمت کے علاوہ ان کی مرمت بھی کریں گے۔ یہ کیا بات ہوئی کہ آج عافیہ صدیقی کی ماں اور عافیہ کی بہن سڑکوں پر رو رہی ہیں۔ کشمیر کی یتیم بچیاں لال مسجد میں قرآن پاک پڑھ رہی تھیں انہیں بھی انہوں نے شہید کروایا تو خوشحالی کا سفر روکنے والے اس آمر پر ہم بے شمار لعنتیں بھیجتے ہیں اور میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں:

اُتوں وڈیاں ہور وی سنگنا ہو جانا ایں
ظلم دا بُوٹا وڈھنا ای تے مڈوں وَڈھ
ایویں بوکے کڈھ کڈھ پیا مشقت کرنا ایں
کھوہ نوں کرنا ای پاک تے وچوں کتا کڈھ

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: خواجہ صاحب! کچھ خیال کریں، مہربانی کریں۔ آپ اجازت کے بغیر نہیں بول سکتے۔ ساجدہ میر صاحبہ! میں نے پہلے قائد حزب اختلاف کو موقع دینا ہے اس کے بعد آپ کی بات ضرور سنوں گا۔ جی، قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں آپ کا بہت مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع عنایت فرمایا اور خصوصاً اس وقت مجھے موقع عنایت فرمایا جب قائد ایوان محترم میاں محمد شہباز شریف صاحب یہاں تشریف فرما ہیں اور آپ نے مجھے میرے privilege کے مطابق اجازت دی۔ ہر ایک کی اپنی رائے ہوتی ہے اور یہ بھی جمہوریت کے اندر ہے کہ دوسرے کی رائے کا احترام کیا جائے۔ مسلم لیگ (ن) کی طرف سے جو بھی آراء آئی ہیں یا آئیں گی ہم ان آراء کا احترام کرتے ہیں اور یہ ان کی اپنی آراء ہیں لیکن ہم اپنی رائے رکھتے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج کا دن واقعی جمہوریت کی تاریخ میں ایک سیاہ دن تھا اس کو condemn کرنے کے ساتھ ساتھ ہمیں اس قرارداد کے اندر وہ تینوں تواریخ لکھنی چاہئیں تھیں جن تواریخ کو وہ مارشل لاء لگے تھے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! ایک منٹ میری بات سنئے۔ اگر آپ اس حوالے سے Resolution یا کوئی اور چیز لانا چاہتے ہیں تو آپ کی مرضی ہے آپ اگر اس کو تحریک کے طور پر لے کر آئیں گے۔۔۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! ہم وہ بھی لا سکتے ہیں، ہمیں ایسی کوئی چیز لانے سے کوئی منع نہیں کرتا لیکن چونکہ میں یہاں پر کچھ گزارشات کرنا چاہتا ہوں۔ 12-اکتوبر کو جب

جنرل مشرف نے take over کیا تو اس کے بعد وہ تین سال تک سیاہ و سفید کا مالک رہا اور اس وقت کچھ political forces ملک سے باہر تھیں اور کچھ ملک کے اندر تھیں انہوں نے اپنا pressure on رکھا اور وہ election کروانے پر مجبور ہوا اور election کروانے کے بعد کچھ جماعتیں ایم ایم اے، مسلم لیگ (ق) اور ایم کیو ایم نے حکومت بنائی اور کچھ جماعتیں جیسے پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ (ن) اپوزیشن میں بیٹھیں۔ اس کے بعد وہ pressure on رہا تو اس نے severe قسم کی غلطیاں بھی کیں، مرکز میں بھی کچھ غلطیاں کیں، جب میڈیا نے ان غلطیوں کو اجاگر کیا اور اس وقت vibrate media ہو چکا تھا جس کو اسی دور میں ہی شروع کیا گیا تھا اس کے بعد جنرل مشرف نے جب دوسرا election کرایا تو اس میں ماسوائے جماعت اسلامی اور عمران خان کے تمام پارٹیوں نے حصہ لیا تو اس election کے نتیجے میں حکمران جماعت اپوزیشن میں آ گئی اور اپوزیشن کی پارٹیاں حکمران بن گئیں اور یہ دونوں election جنرل مشرف نے کروائے تھے اور اس کے سارے کے سارے beneficiaries اس وقت یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس وقت اگر میں یہ کہوں تو یہ بعید نہیں ہوگا کہ اس وقت یہ House 371 ارکان سے بھرا ہوا ہے تو اگر technically کہا جائے تو تین آمروں کی باقیات کسی نہ کسی عہدے کی شکل میں یہاں پر بیٹھی ہوئی ہیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ رویّوں کی وجہ سے ان ایوانوں کے مقدر میں تسلسل ختم ہونا لکھا جا چکا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ رویّوں میں کوئی تبدیلی نظر نہیں آتی۔ آج ایک طرف یوم سیاہ منایا جا رہا ہے تو ملک کے اندر 12-اکتوبر 1999 والے رویّے ہی کار فرما ہیں حکومت اور عدلیہ کا اسی طرح کا ٹکراؤ ہے۔ اتحادی جماعتیں ایک دوسرے کے خلاف Long Marches کی دھمکیاں دے رہی ہیں یعنی ایک دوسرے کے خلاف صف آراء ہیں۔ جب حکومتی پارٹیاں ایک دوسرے کے خلاف صف آراء ہو جائیں تو مجھ سے زیادہ زیرک اشخاص یہاں پر تشریف فرما ہیں اور میرے سامنے بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے ہی ہیں۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ابھی کچھ نہیں بگڑا، انتقامی کارروائیوں کو ختم کیا جائے۔ میں نے کبھی floor پر یہ بات نہیں کی، میں خود انتقامی کارروائیوں کا شکار ہوں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: چودھری شفیق صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ Leader of the Opposition بول رہے ہیں پھر آپ ان کو interrupt کرتے ہیں، یہ اچھی بات نہیں ہے. Let him speak جی، چودھری صاحب!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! جب کوئی crime ہوتا ہے تو اس کو ڈھونڈنے کا سب سے پہلا طریق کار یہ ہوتا ہے کہ اس کا beneficiary کون ہے؟ NRO ایک سیاہ

قانون ہے اور NRO کے beneficiaries کو تلاش کیا جائے تو اس سے بنوانے والے اس کو لے کر آئیں گے تو سارے کے سارے سامنے آ جائیں گے۔ NRO کا دینا اور اس کو Guard of Honour کے ساتھ بھیج دیا جانا اور پھر یہاں پر سب کچھ سیاہ و سفید کے مالک ہوتے ہوئے صرف یوم سیاہ منانا اور اس کے خلاف کسی قسم کا کوئی مقدمہ درج نہ کرنا، عوام پوچھتے ہیں کہ ہم ہی اب target ہیں۔ میں انتقامی کارروائیوں کی بات کر رہا تھا میرے بھائی یہاں پر کھڑے ہو گئے تو میں خاموش ہو گیا شاید یہ چیز حکمرانوں کے علم میں نہ ہو کہ مجھے target کیا جاتا ہے لیکن میں یہ سمجھتے ہوئے کہ یہ جو مجھے target کیا جا رہا ہے یہ چھوٹے چھوٹے officers کی جرأت نہیں ہے تو دھیان اسی طرف جاتا ہے لیکن میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ شاید روّیے تبدیل ہو چکے ہوں اور یہ افسران شاید اپنے طور پر کر رہے ہوں اس لئے ہم خاموش رہتے ہیں اور میں نے آج تک اس کا ذکر نہیں کیا میں indirect ذکر کر رہا ہوں کہ اگر Leader of the Opposition محفوظ نہیں ہے تو پھر یہاں پر کون محفوظ ہے؟ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس قرارداد میں تینوں ڈکٹیٹروں کے نام لکھے جائیں۔ میں جناب قائد ایوان کا خصوصاً اس بات پر مشکور ہوں کہ انہوں نے تحمل کے ساتھ میری باتیں سنیں۔ بہت بہت شکریہ

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ رفعت سلطانہ ڈار صاحبہ!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں سب سے پہلے اپنے وزیر اعلیٰ صاحب کو یہاں ہاؤس میں آنے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ آج کا دن جو یوم سیاہ کے طور پر منایا جا رہا ہے، وہ اس لئے منایا جا رہا ہے کہ ایک ڈکٹیٹر نے ملک میں وہ فسادات شروع کرائے، ہر گھر کو تباہ کیا، قرآنی ادارے جلا دیئے اور وہ اس گھر کو آگ لگا کر باہر دوڑ گیا۔ اب وہ دوبارہ اس ملک میں آنے کی جرأت کر رہا ہے، گھسنے کی جرأت کر رہا ہے۔ وہ اس لئے جرأت کر رہا ہے کہ اس کو ڈھیل دی گئی ہے۔ میں کہتی ہوں کہ اسے ڈھیل نہیں ملنی چاہئے۔ مجھے ایک بات کا افسوس ہے کہ ہاؤس میں کسی نے آواز نہیں اٹھائی۔ میں نے دو چار دن پہلے ٹی وی کی پٹی پر یہ پڑھا کہ مشرف نے بیان دیا ہے کہ نواز شریف اور شہباز شریف کے طالبان کے ساتھ تعلقات ہیں۔ یہ بڑے دکھ کی بات ہے کہ اس پر آواز کیوں نہیں اٹھائی گئی؟ یہ زبان اسی وقت روک دی جاتی کہ انہوں نے ایسے الفاظ کیوں استعمال کئے ہیں۔ ان شریف انسانوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر میں پناہ دی اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہوئے دن گزارے۔ اب پاکستان آنے کے لئے

مشرف امریکہ، برطانیہ کی جوتیاں چاٹ رہا ہے۔ ہم اس پر پُرزور احتجاج کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس انسان کو فوری طور پر arrest کر کے لایا جائے اور جو بھی سزا ہو وہ دی جائے۔

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے اپنے وزیر اعلیٰ صاحب سے ایک اور درخواست کرنا چاہتی ہوں کیونکہ وہ ہمدردانہ دل رکھتے ہیں، یہ عوام کے محترم وزیر اعلیٰ ہیں، ان کو خادم اعلیٰ بھی کہتے ہیں اس لئے میں اپنے خادم اعلیٰ سے مؤدبانہ گزارش کرتی ہوں کہ فیصل آباد میں اس وقت ایک تحریک زوروں پر ہے کہ فیصل آباد میں ہائیکورٹ بنچ کا قیام نہایت ضروری ہے اس لئے وکلاء بھی سڑکوں پر نکل آئے ہیں یہاں تک کہ وکلاء نے خود سوزی کی دھمکیاں بھی دے دی ہیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ وکلاء جس طرف رخ کر لیتے ہیں تو کبھی واپس پلٹ کر نہیں دیکھتے اور وہ کام ہو کر رہتا ہے اس لئے ایسی نوبت نہیں آنی چاہئے کہ فیصل آباد میں دنگا فساد شروع ہو جائے۔ میری وزیر اعلیٰ صاحب سے گزارش ہے کہ فوری طور پر فیصل آباد میں ہائیکورٹ بنچ کا قیام عمل میں لایا جائے کیونکہ غریبوں کو یہاں لاہور آنے میں بڑی تکلیف ہوتی ہے۔ اب میں زیادہ وقت نہیں لیتی۔ میری یہ استدعا قبول کی جائے۔ شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز و اشتمال (سردار شیر علی خان گورچانی): جناب سپیکر! میں بھی بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: میں آپ کی بات سنوں گا۔ سردار صاحب کھڑے ہیں پہلے انہیں بات کرنے دیں۔ جی، سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب!

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں۔ ہمارے نوجوان ساتھی کو ضرور موقع دیجئے گا کہ وہ بھی اس ڈکٹیٹر کے ہاتھوں بہت سارے مظالم کا سامنا کرتے رہے ہیں۔ ان کے والد اور باقی خاندان کے افراد ظلم کا نشانہ بنتے تھے۔ آج یہاں جب وزیر قانون نے آپ کی اجازت سے یہ قرارداد پیش کی تو (ق) لیگ کی طرف سے ایک خاتون ممبر نے اس قرارداد کو oppose کیا اور جب آپ نے ان کو تقریر کرنے کا موقع دیا تو انہوں نے کہا کہ مجھے اس قرارداد سے تو اتفاق ہے لیکن ان تین ڈکٹیٹروں کا نام بھی لینا چاہئے کہ جنہوں نے ماضی میں اس ملک پر آئین کو توڑ کر مارشل لاء نافذ کیا تھا۔ میں آپ کی وساطت سے ان سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا انہوں نے اس دور کو دیکھا ہے یا اس ہاؤس میں کتنے ایسے ممبر بیٹھے ہیں جنہوں نے ایوب خان کا مارشل لاء دیکھا ہے، یحییٰ کا مارشل لاء دیکھا ہے، جس نے ضیاء کے مارشل لاء میں جیل بھگتی اور پرویز مشرف کے دور میں بھی جیل بھگتی۔ ان میں سے یہاں کتنے بیٹھے ہیں۔ میں ان چاروں ڈکٹیٹروں کو دیکھ چکا ہوں۔ میں اس وقت

بھی اسمبلی کا ممبر تھا جو اس وقت West Pakistan Assembly کہلاتی تھی۔ مجھے تو وہ دن بھی یاد ہے کہ جب محترمہ فاطمہ جناح جنہیں قوم نے مادر ملت کا خطاب دیا وہ اس آمر کے خلاف الیکشن میں کھڑی ہوئی تھیں۔ میں پوچھ سکتا ہوں کہ یہاں کتنے لوگ ہیں یا یہاں بیٹھنے والوں کے کتنے بزرگ تھے جنہوں نے اس ڈکٹیٹر کے خلاف محترمہ فاطمہ جناح کا ساتھ دیا تھا۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ جی، سردار صاحب!

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! یہ درست ہے کہ وہ سارے کے سارے مارشل لاء ڈکٹیٹر قوم کے مجرم ہیں، یہ درست ہے کہ انہوں نے ملک کے ساتھ زیادتیاں کیں، انہوں نے آزادی کو ختم کیا، انہوں نے صحافت پر پابندی لگائی، اس وقت میڈیا محدود ہوتا تھا لیکن جو تھا اس پر بھی انہوں نے قید لگائی، گفتار پر قید لگائی اور سیاست پر قید لگائی۔ یہ سب باتیں درست ہیں لیکن کیا عالمی سطح پر کوئی ایسا ملک ہے کہ جس میں چیف جسٹس آف پاکستان کو گرفتار کیا گیا۔ (شیم، شیم)

کیا کہیں ایسی کوئی مثال ملتی ہے کہ ان کے بچوں کو سکول جانے سے روک دیا گیا ہو اور کہیں ایسی کوئی مثال ملتی ہے کہ ساٹھ ججوں کو قلم کی ایک جنبش سے برخاست کر کے گھر بھیج دیا گیا ہو؟ یہ اس قوم اور ملک کے ساتھ وہ مظالم ہیں جن کی ماضی میں بھی مثال نہیں ملتی۔ آج اس کے دفاع میں جو یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ان کا حساب لیا جائے اور پھر اس کا حساب لیا جائے تو آپ کو کس نے روکا تھا کہ جب آپ اس ڈکٹیٹر کے سائے تلے اسی اسمبلی میں rule کر رہے تھے اور یہاں آپ نے دس مرتبہ اس کو وردی میں elect کرنے کے دعوے کئے تھے، آپ کو کس نے روکا تھا کہ ماضی کے ڈکٹیٹروں کا حساب نہ لیں، آپ کو کس نے کہا تھا کہ ان ڈکٹیٹروں کا نام نہ لیں؟ اگر یہ اس وقت نام لیتے تو ہم اس قرارداد پر ان کے ساتھ ہوتے۔ یہ اس وقت تو ملٹری ڈکٹیٹر کی عیش لوٹ رہے تھے۔ ان کی چاروں صوبوں میں حکومت تھی اور مرکز میں بھی ان کی حکومت تھی۔

جناب والا! آج یہاں کالا باغ ڈیم کا ذکر ہوتا ہے تو اس وقت ان کو کیا ہو گیا تھا؟ جیسا کہ سرائیکی میں کہتے ہیں کہ اس وقت ان کو سانپ سونگھ گیا تھا اور یہ کالا باغ ڈیم کی بات نہیں کر سکے۔ ان کو آج یہ سارے قومی مفادات یاد آ رہے ہیں۔ ہمیں افسوس اس بات کا ہوتا ہے کہ اگر میری جماعت نے کسی وقت میں غلطی کی تھی تو میرے قائدین اس کی معذرت کر چکے ہیں اور انہیں احساس ہے کہ مارشل لاء نے ملک کا نقصان کیا ہے۔ ہم یہ بات کہنے میں حق بجانب ہیں اور یہ آج اس کو تسلیم نہیں کرتے کہ ان کے دور

میں جو نقصانات ہوئے ہیں اس سے ملک بیس سال پیچھے چلا گیا ہے اور ان نقصانات سے نکلنے میں مزید بیس سال لگیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہاں مساجد میں گھس کر لوگوں کو صرف گرفتار نہیں کیا گیا بلکہ قتل کیا گیا، بچیوں کو قتل کیا گیا، حفاظِ قرآن کو قتل کیا گیا اور کیا کیا مظالم یہاں کئے گئے۔ ان ڈکٹیٹروں کے دور انتہائی منحوس دور تھے میں ماضی میں بھی کہتا رہا ہوں اور بار بار کہتا رہوں گا لیکن ایسا منحوس دور نہیں تھا کہ قرآن شہید کئے گئے ہوں اور حفاظِ قرآن شہید کئے گئے ہوں۔ مساجد کے اندر خون بہایا گیا ہو۔ ایسا دور مسلمانوں کے کسی ملک میں نہیں آیا جو ان کے دور میں دیکھا گیا ہے۔ میں آج بڑے دکھ سے یہ کہتا ہوں کہ اسی ہاؤس کا سہارا لیتے ہوئے دس مرتبہ وردی میں elect کرنے کی باتیں کی گئیں اور یہاں قرارداد منظور کی گئی۔ ہم تو قرارداد اس کی مذمت کرنے کے لئے لائے ہیں اور یہ اس کی مذمت نہیں کرنا چاہتے کیونکہ اسی ہاؤس میں ان کا جو لیڈر رہے یا کم از کم تھا آج یہ اس سے بھی انحراف کر چکے ہیں۔ جب لندن میں وہ پریس کانفرنس بلاتا ہے تو ان کی پارٹی کے کچھ لوگ اس وقت بھی وہاں موجود تھے لیکن وہ اس کی پریس کانفرنس میں نہیں جاتے۔ چاروں صوبوں کے وزرائے اعلیٰ انہی کے تھے اور چاروں گورنر ان کے لیڈر کے مقرر شدہ تھے لیکن آج اس دور کے چاروں وزرائے اعلیٰ میں سے کتنے ان کے ساتھ ہیں، انہوں نے وزیر اعظم یکے بعد دیگرے دو تین، چار یا پتا نہیں کتنے بنائے تھے، بتائیں کہ ان میں سے کتنے ان کے ساتھ ہیں؟ ان کو خود احساس ہونا چاہئے، میں ایک لفظ "شرم" کا کہنے لگا تھا لیکن میں آپ کے احترام میں نہیں کہتا۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! ان کو خود احساس ہونا چاہئے کہ ایسا منحوس دور پاکستان کی تریسنٹھ سالہ تاریخ میں پہلے کبھی نہیں آیا۔ ہماری پاکستان مسلم لیگ (ن) کی قیادت اور پوری پارٹی انشاء اللہ العزیز اس عہد کے ساتھ قائم ہے کہ ہمارا خون کا آخری قطرہ اس ملک کی خاطر بہہ جائے گا لیکن ان کے ڈکٹیٹر کو ہم یہاں نہیں آنے دیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہاں ایک اور چیلنج کرتا ہوں کہ اگر منحوس پرویز مشرف اپنی شہریت کا حق استعمال کرنا چاہتا ہے تو میں یہ درخواست کروں گا کہ وہ یہاں آئے اور پنجاب میں آکر اترے کیونکہ پنجاب میں پاکستان مسلم لیگ (ن) اور پاکستان پیپلز پارٹی کی مخلوط حکومت ہے لہذا

اسے کوئی نہیں روکے گا، اسے کوئی گرفتار نہیں کرے گا، کوئی اس کو دوسرے جہاز پر چڑھا کر جدہ نہیں بھیجے گا۔۔۔

(معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "مشرف کا جو یار ہے، غدار ہے غدار ہے" کی نعرہ بازی)

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: میرے خیال میں یہاں اُس کا کوئی یار نہیں ہے۔ جی، کھوسہ صاحب!

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! اس نے دعویٰ کیا ہے کہ وہ یہاں آئے گا اور پاکستان کی سیاست میں حصہ لے گا۔ وہ جہاں سے اپنے کاغذات نامزدگی فائل کرنا چاہے تو میں آپ کی وساطت سے اس floor پر کھڑے ہو کر اسے چیلنج دے رہا ہوں کہ وہ پنجاب کے کسی بھی حلقے سے انتخاب کے کاغذات نامزدگی جمع کرائے۔۔۔

(اذان ظہر)

جناب سپیکر: جی، کھوسہ صاحب!

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے مسلم لیگ (ن) کی طرف سے پرویز مشرف کو یہ چیلنج دینا چاہتا ہوں کہ وہ پنجاب کا کوئی بھی حلقہ انتخاب چُن لے۔

جناب سپیکر: اس کی اہمیت تو آپ خود ہی بڑھا رہے ہیں۔

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! نہیں بلکہ میں اس کی اہمیت اِن کو بتانا چاہتا ہوں کہ وہ بے شک ان کے موجودہ قائد چودھری پرویز الٰہی کا حلقہ لے لے تو اگر یہ آج بھی اس کو اپنا قائد سمجھتے ہیں تو میں اپنی قیادت سے request کروں گا کہ وہ مسلم لیگ (ن) کا ایک ادنیٰ کا ممبر بھی کھڑا کریں گے تو پھر بھی انشاء اللہ العزیز اس کو منہ کی کھانا پڑے گی اور اس کو پاکستان میں منہ چھپانے کی جگہ بھی نہیں ملے گی۔

جناب سپیکر: یہ آپ کو کس نے اطلاع دی ہے کہ اس نے انتخاب کے لئے کھڑے ہونا ہے؟ انشاء اللہ وہ اس قابل ہی نہیں ہو گا۔

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): ہم چاہتے ہیں کہ ایک دفعہ قوم اس کو اپنا فیصلہ سنا دے۔ بہت شکریہ

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: کائرہ صاحب! پہلے مجھے یہ قرارداد پیش کر لینے دیں اس کے بعد میں سب کی بات سنتا ہوں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں نے بھی کچھ بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کو بھی موقع دوں گا ابھی ٹھہریں۔ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ نمائندہ ایوان آج 12-اکتوبر کی مناسبت سے آج ہی کے دن 1999 میں جمہوریت کے خاتمے اور آمریت کے سیاہ دور کے آغاز کو پاکستان کی تاریخ کا بدترین سانحہ قرار دیتا ہے۔ یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ آئین کی پامالی اور غداری کے مرتکب ڈکٹیٹر پرویز مشرف کو انٹرپول کے ذریعے فوری طور پر وطن واپس لا کر مقدمہ چلایا جائے کیونکہ اس ڈکٹیٹر نے ماضی میں آئین، ریاست اور عوام کے خلاف سنگین جرائم کا ارتکاب کیا ہے اور اب وہ بیرون ملک پاکستان کی قومی سلامتی کے منافی بیان دے کر ملکی مفادات کو ناقابل تلافی نقصان اور ٹھیس پہنچا رہا ہے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

(نعرہ ہائے تحسین)

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز و اشتمال (سردار شیر علی خان گورچانی): پوائنٹ آف آرڈر۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں بھی کھڑی ہوں۔

جناب سپیکر: طریقے سے چلتے ہیں کیونکہ بڑی دیر پہلے برخوردار اٹھا تھا اور میں نے اس وقت ٹائم نہیں دیا تھا۔ ان کے بعد کائرہ صاحب پھر ڈاکٹر صاحبہ اور ان کے بعد باری باری چلتے جائیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز و اشتمال (سردار شیر علی خان گورچانی): بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میں انتہائی معذرت کے ساتھ اپنے بزرگ سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ کی تقریر کے بعد بات کر رہا ہوں۔ جب 12-اکتوبر 1999 کو جنرل پرویز مشرف نے ملک میں مارشل لاء لگایا تو اس نے میرے خاندان گورچانی قبیلے پر ظلم کے پہاڑ توڑے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے قائدین کے ساتھ ثابت

قدم رکھا اور مشرف کے آگے نہ جھکے۔ 25- جولائی 2005 کو رینجرز کے آٹھ سو لوگوں کے ہمراہ ایک حاضر سروس بریگیڈئر میرے گھر کو گھیرے میں لے کر میرے والد سردار پرویز اقبال گورچانی صاحب کو ہتھکڑی لگا کر اپنی گاڑی میں بٹھا کر لے گیا اور رات کو ڈیرہ غازی خان کے سرکٹ ہاؤس میں ان کی آنکھوں پر پٹی باندھ کر ایک صوفے پر بٹھائے رکھا اور اگلے دن ان کو نامعلوم مقام پر لے گئے۔ تین مہینے بارہ دن تک میرے والد صاحب کا کوئی پتا نہیں تھا کہ آیا وہ زندہ بھی ہیں یا ان کو مار دیا گیا ہے۔ آج یہ جو بات کرتے ہیں تو ان کی پارٹی کے پچھلے دور کا سابقہ فنانس منسٹر جس کا باپ قومی اسمبلی میں Chief Whip تھا، وہ میرے پاس آیا اور مجھے آکر کہا جنرل گارنٹی مانگتا ہے تم وائٹ پیپر پر لکھ دو کہ تم مسلم لیگ (ن) چھوڑ دو گے، نواز شریف کا ساتھ چھوڑ دو گے تو تمہارے والد صاحب کل ہی واپس آ جائیں گے۔ میں سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب کا تہہ دل سے مشکور ہوں کیونکہ اس وقت یہ خود میرے گھر میرے پاس آئے تھے، تسلی دی تھی اور قائدین کا پیغام دیا تھا کہ گورچانی صاحب آپ کی مہربانی کہ آپ ہمارے ساتھ کھڑے ہوئے ہیں تو انشاء اللہ تعالیٰ ظلم کی یہ سیاہ رات جلد چھٹ جائے گی۔

جناب سپیکر! تین ماہ اور بارہ دن کے بعد میرے والد صاحب کو جس سوٹ میں لے کر گئے تھے اسی سوٹ میں سرگودھا میں release کیا گیا اور ایک کرنل جو ابھی بھی حاضر سروس ہے، نے آکر مجھ سے معذرت کی تو میں نے کہا کہ میرے والد صاحب کا قصور کیا تھا؟ اس نے جواب دیا کہ سردار صاحب! وہ آپ کو بھی پتا ہے اور ہمیں بھی پتا ہے۔ آپ کے والد صاحب بے گناہ ہیں اور آپ انہیں ساتھ لے جائیں۔ (شیم، شیم)

جناب سپیکر! میں زیادہ ٹائم نہیں لینا چاہتا اور صرف یہاں پر یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جس طرح اس نے ہمارے قائد میاں محمد نواز شریف صاحب کی حکومت کا 12-اکتوبر 1999 کو تختہ الٹا اور ایک آئینی حکومت کو برطرف کیا تو پرویز مشرف کے اوپر اس کا بھی پرچہ دینا چاہئے اور میں وفاقی حکومت سے پُرزور مطالبہ کرتا ہوں کہ انٹرپول کے ذریعے پرویز مشرف کو واپس لائے اور میرے والد صاحب کے اغواء کا مقدمہ بھی پرویز مشرف کے خلاف درج کیا جائے اور میں اس کا مدعی بنوں گا۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، تنویر اشرف کائرہ صاحب!

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): شکریہ۔ جناب سپیکر! آج اس قرارداد اور اس سیاہ دور کے حوالے سے میں بات کرنا چاہتا ہوں کہ جب ہم سیاست کی بات کرتے ہیں تو جمہوریت کے لئے جو پاکستان پیپلز پارٹی کی قربانیاں ہیں وہ کسی اور کی نہیں۔ جب آئین بنا تو ہماری جماعت پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت تھی

اور ہم نے جمہوریت کے لئے کام کیا لیکن جب بھی اقتدار میں نہیں رہے تو سارا وقت ہم نے جمہوریت کے لئے اور آمریت کے خلاف جدوجہد جاری رکھی جس کے لئے شہید ذوالفقار علی بھٹو نے اپنی جان کا نذرانہ دیا اور اس جمہوریت کی خاطر اور آمریت کے خلاف شہید محترمہ بے نظیر بھٹو نے اپنا خون دیا۔

جناب سپیکر! یہ وہ پارٹی ہے جس نے ہمیشہ جمہوریت کی خاطر اپنی قربانیاں جاری رکھیں اور جمہوریت کی خاطر کام کیا۔ اگر ہم مقدمات کی بات کریں جو صدر پاکستان کے خلاف، جو وزیراعظم کے خلاف تھے، وہ بھی آمریت تھی اور آمریت کا ہم آج بھی مقابلہ کرتے ہیں اور ہمیشہ ہم آمریت کے خلاف رہیں گے اور جو ڈکٹیٹر پہلے آئے ہیں اور آئندہ کوئی بھی ڈکٹیٹر آنے کی کوشش کرے گا تو پاکستان پیپلز پارٹی انشاء اللہ اس کے خلاف سیسہ پلائی دیوار بن کر کھڑی ہو گی۔

جناب سپیکر! آج این آر او کی بات ہوتی ہے تو کون سا ایسا مقدمہ ہے جو کہ politically motivated ہے؟ آج اگر اپوزیشن میں یہ بیٹھے ہیں تو این آر او کی وجہ سے ہی بیٹھے ہیں، آج اگر جنرل پرویز مشرف یا آمریت سے چھٹکارا ہوا تو یہ این آر او کی وجہ سے ہوا۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ کسی بھی ادارے کے سہارے سے آئے ہیں اور نہ ہی ہم کسی ادارے کے سہارے رہیں گے۔ پاکستان پیپلز پارٹی نے ہمیشہ عوام کی سیاست کی اور آئندہ بھی ہمیشہ انشاء اللہ عوام کی سیاست کرے گی۔ ہم جیلوں سے ڈرتے ہیں نہ آمروں سے ڈرتے ہیں بلکہ ہم عوام کے ساتھ ہیں چونکہ عوام ہی طاقت کا سر چشمہ ہیں اور ہم ہمیشہ انہی کے ساتھ رہیں گے۔ شکریہ

جناب سپیکر: نور خان نیازی صاحب!

جناب علی حیدر نور خان نیازی: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اس موضوع پر مجھے اظہار خیال کا موقع دیا۔ آج میں اس معزز ایوان کو اس سیاہ دن کی قرارداد مذمت منظور کرنے پر بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ جس دن اس ملک میں جمہوریت اور جمہوری حکومت کے اوپر شب خون مارا گیا اور جس دن ایک جرنیل نے اس ملک میں بندوق کے زور پر جمہوری حکومت کو ہٹا کر قبضہ کر لیا۔

جناب سپیکر! میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ آج یہ اس ایوان میں جو قرارداد مذمت منظور کی ہے وہ کم از کم ہمیں ایک سو بار دوبارہ منظور کرنی چاہئے تاکہ اس پنجاب اسمبلی پر ماضی میں جو ایک دھبہ لگ گیا تھا کہ اس نے ایک باوردی جرنیل کے حق میں دس بار اسے وردی میں منتخب کرنے کی قرارداد منظور کی تھی

تاکہ ہم اس دھبے سے اس اسمبلی کو دھو کر سو بار اس قرارداد کو منظور کر کے اس داغ سے ہم نجات حاصل کر سکیں۔

جناب سپیکر! میں آج اس ملک کے اندر جب دہشت گردی ہوتے دیکھتا ہوں، میں آج اس ملک میں جب سانحہ داتا دربار ہوتے دیکھتا ہوں، میں آج اس ملک میں جب سانحہ کربلا گامے شاہ ہوتے دیکھتا ہوں، میں آج اس ملک میں جب مہنگائی کے طوفان کو دیکھتا ہوں، میں آج اس ملک میں جب توانائی کے بحران کو دیکھتا ہوں اور میں آج اس ملک کے عوام کو درپیش جتنی مصیبتیں اور مصائب دیکھتا ہوں تو میرے دل میں صرف یہ آتا ہے کہ کاش! 12-اکتوبر 1999 کو ایک جرنیل نے اس ملک پر قبضہ نہ کیا ہوتا تو شاید ہم ان مشکلات کا شکار آج نہ ہوتے اور ہمارا ملک ان مشکلات سے شاید آج نہ گزر رہا ہوتا۔ میرے اپوزیشن کے بھائی بہنیں آج یہ اعتراض کر رہے ہیں تو میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ یہ بار بار ماضی کی بات کرتے ہیں اور ماضی کے ڈکٹیٹروں کی بات کرتے ہیں تو آئیں آج ہم ایک نئے پاکستان کی بنیاد رکھیں۔ جن جن لوگوں نے کسی ڈکٹیٹر کی اگر کوئی حمایت کی تو ہر ایک یہ کہہ چکا ہے کہ انہوں نے غلطی کی تو آپ لوگ اپنی غلطی کیوں تسلیم نہیں کر رہے اور آپ اس کا ساتھ کیوں نہیں دیتے؟ کم از کم آپ لوگ اس بات کو تسلیم تو کریں کہ آج اس ملک پر جو مصیبتیں ہیں وہ آپ لوگوں کی غلط پالیسیوں کی وجہ سے ہیں۔ آئیں آج اس ملک کی ایک نئی بنیاد رکھیں اور تمام سیاسی جماعتیں مل کر اس ملک میں یہ عہد کریں کہ آئندہ ہم کسی غیر جمہوری قوت کے کسی غیر جمہوری اقدام کا ساتھ نہیں دیں گے اور اس ملک کے اندر آئندہ کسی ڈکٹیٹر اور کسی جرنیل کو قبضہ کرنے نہیں دیں گے۔ آیئے ہم ایک نئے پاکستان کی بنیاد رکھیں۔

جناب سپیکر! آج بھی میری یہ بہنیں اور بھائی کسی نئے جرنیل کے انتظار میں بیٹھے ہیں تو میں انہیں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اب وہ دور گزر گیا۔ اب اس ملک کی سیاسی جماعتیں بیدار ہو چکی ہیں، اب اس ملک میں میڈیا بیدار ہو چکا ہے اور اب اس ملک کی عدلیہ آزاد ہے تو اب یہ کسی نئے جرنیل کا انتظار کرنا چھوڑ کر جمہوریت اور جمہوری قوتوں کا ساتھ دیں کیونکہ ان کی کسی نئے جرنیل کے آنے کی خواہش کہ وہ انہیں پھر اقتدار میں بٹھائے گا، کبھی یہ خواہش پوری نہیں ہو سکے گی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میرے پاس یہ rules کی کتاب ہے جس میں کہیں نہیں لکھا کہ ایک قرارداد پاس کرنے کے بعد اس طرح تقاریر کی جائیں۔ آپ مجھے بتادیں کہ کیا اس کی اجازت ہے یا اس ایوان کو ہم نے point scoring کے لئے جلسہ گاہ بنانا ہے یا ان rules کے مطابق کارروائی کو آگے بڑھانا ہے؟ مہربانی کر کے مجھے یہ بتایا جائے کیونکہ یہ سب لوگ اس وقت نمبر ٹانکنے کے لئے ایسی باتیں کر رہے ہیں اور مہربانی کر کے اس practice کو discourage کریں۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! مجھے افسوس ہی ہوتا ہے اور میں افسوس ہی کر سکتا ہوں کیونکہ جب rules معطل ہوں تو پھر ایسے ہی ہوتا ہے اور کیا آپ کو اس کا پتا نہیں ہے؟ جی، ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

نہ میں تولہ نہ میں ماشا
ہن گل رتیاں تے آئی ہو

آج اس ایوان میں اس شعر کو بار بار پڑھنے کا مقصد اس کے فلسفے کو بیان کرنا ہے۔ بات وہی ہے جو کہی گئی اور محسن بھائی نے بھی کہی ہے کہ یہاں ہر کوئی اپنے آپ کو تولنے کے چکروں میں ہے۔ یہ کرتے کرتے جو تولہ تھا وہ رتیوں پہ آ گیا۔ بات جسٹس کی ہوئی ہے اور بات تولنے کی ہوئی ہے۔ ہم اس قرارداد کے حق میں اس حد تک ضرور ہیں کہ یہاں پر جسٹس کی بات ہوئی اور ایک غلط کردار ادا کرنے والے آمر کے خلاف یہ باتیں لائی گئیں۔ شکر ہے کہ اڑھائی سال کے بعد یہ اور کچھ نہیں تو ایک resolution تو لائے۔ اس کی تائید کرتے وقت ہماری پارٹی اس چیز کی demand بھی کرتی ہے کہ اس کے ساتھ ساتھ جتنے بھی آمروں نے پہلے یہاں پر یہ سب کچھ کیا ان کی بھی اسی طرح بلوائی کی جائے اور ان کی بھی غلطیوں کو اسی طرح تولہ جائے۔ ان کا تولہ، رتی اور ماشا بھی دیکھا جائے کہ انہوں نے کیا کیا؟ اس وقت تو افسوس مجھے یہ ہو رہا ہے کہ اگر یہ resolution لائی گئی ہے اس میں ایک لفظ غلط ہے اور وہ لفظ "انٹرپول" ہے۔ ہمیں انٹرپول کی ضرورت کیوں پڑی؟ آج معید اور مبین کا خون پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ اس حکومت کی ہتھکڑیوں میں طاقت نہیں، ان کے پاس انصاف نہیں، ان کی پولیس ختم ہے، لوگوں کو انصاف نہیں مل رہا ہے، خون بہہ رہا ہے، چوریاں ہو رہی ہیں، چیک bounce کر رہے ہیں، جھوٹ پر جھوٹ بولا جا رہا ہے اور انٹرنیشنل پولیس کو بلایا جا رہا ہے کہ آؤ ہمیں بچاؤ۔ کاش! انہوں نے یہ کہا ہوتا کہ پنجاب میں مقدمہ درج ہوگا ہم ان کا ساتھ دیتے۔ یہاں ادھر جو کچھ ہوا ہے، جو تمام آمروں نے کیا ہے

ان کے بارے میں ہم ان کا ساتھ دیتے۔ انٹرپول کا لفظ بولتے وقت آپ نے اپنی کمزوری کا اقرار کیا ہے اور دکھ کی بات یہ ہے کہ صرف بھائی نے بھائی کو، یہ جو coalition میں بھائی بھائی بنے ہیں ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے لئے اور power politics کا پتا پھینکنے کے لئے اس resolution کو لایا گیا ہے۔ میں دیکھوں گی کہ کیا اس resolution کے پاس ہونے کے بعد یہ حکومت پنجاب مقدمہ بھی قائم کرے گی، این آر او کے تمام مقدمے (ن) لیگ نے قائم کئے تھے اور کس نے قائم کئے تھے؟ آج اکٹھے ہو کر بیٹھنے سے اپنی مزید کمزوری کا یہ اعتراف ہے۔ دوبارہ نئی resolution لائیں، تمام آمروں کی بات کریں اور اپنی ہتھکڑیوں میں لوہا ڈال دیں۔ آپ تو بہت بڑے لوہے کی سٹیل انڈسٹری کے مالک ہیں، کیا وہاں ہتھکڑیاں نہیں بنیں جو ہم انٹرپول کو آواز دیتے ہیں؟ آپ لوگوں نے جتنا مشرف کا قد اونچا کیا ہے اتنا کسی اور نے نہیں کیا۔ ہر بات مشرف پر، بارش ہوئی تو مشرف نے کی، بریک ڈاؤن ہوا تو مشرف کی وجہ سے ہوا، آپ نے کیا ٹھیک کیا؟ اڑھائی سال سے تیسرا سال آگیا، تین بجٹ ختم ہو گئے لیکن صرف آئی تو ایک resolution اور وہ بھی نامکمل۔ ہم آپ سے demand کرتے ہیں کہ دوبارہ resolution لائیں ہم اس کی بھی تائید کریں گے لیکن اس میں کچھ اپنی طاقت کی بات کریں۔ صرف بھائی بھائی کو نیچا دکھانے کے لئے اس قسم کی resolution لا کر ایک political کارڈ نہ پھینکیں۔ لائیں اور مقدمہ درج کریں۔ میں شہباز شریف کو چیلنج کرتی ہوں کہ کب اس نے عدالت میں جا کر یہ مقدمہ لانا ہے؟ اب تو "نواز عدلیہ" موجود ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: محترمہ! میری بات سنیں، احترام کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں، آپ کی مہربانی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں احترام کرتی ہوں لیکن یہ میرے جذبات تھے، یہ چیلنج ہے کہ آپ مقدمہ درج کریں۔

جناب سپیکر: محمد علی لالیکا!

میاں محمد علی لالیکا: شکریہ۔ جناب سپیکر! آج 12-اکتوبر کا دن، آپ نے کہا کہ میں مشرف کا نام اپنی زبان سے لینا گوارہ نہیں کرتا لیکن جہاں رحمان کا ذکر ہوتا ہے وہاں شیطان کا ذکر بھی ہوتا ہے۔ یہاں میں ایک بات کا ذکر کرتا چلوں کہ مشرف دور میں جب پولیس آرڈیننس 2002 آیا جس میں مجسٹریسی نظام کو ختم کیا گیا اور اس کے ساتھ ساتھ ایسے ایسے اثرات قوم کو بھگتنے پڑ رہے ہیں۔ میں آپ سے گزارش کرتا چلوں کہ میرے حلقہ چشتیاں میں جو پولیس گردی کا واقعہ ہوا، میں میڈیا کے دوستوں سے بھی یہ وضاحت چاہوں گا کہ وہاں پر پولیس گردی کو دکھایا گیا کہ یہاں پر ڈاکو مارے گئے ہیں لیکن حضور

اس
کے حقائق بالکل برعکس ہیں، وہاں ڈاکو نہیں بلکہ وہاں شریف شہری مارے گئے ہیں جن کے خلاف کوئی ایف آئی آر درج نہ تھی۔

جناب سپیکر! یہ واقعہ ایک معمولی جھگڑے پر ہوتا ہے اور دفعہ 337 لگتی ہے۔ امیراں بی بی جو غریب خاتون ہے اور تنور پر روٹیاں لگاتی ہے۔ اس کے بیٹے کے ساتھ اس محلے کے غنڈے لڑتے ہیں اور اس کے against وہ خاتون انصاف کی بھیک مانگنے کے لئے ڈی ایس پی چشتیاں کے پاس جاتی ہے، ایف آئی آر درج کرواتی ہے اور درخواست دیتی ہے۔ درخواست نمبر 513-5-C مورخہ 04-10-2010 لیکن اس کے against اس کو انصاف نہیں ملتا۔ وہ خاتون پھر جاتی ہے 22-A کے تحت ڈسٹرکٹ۔۔۔

جناب سپیکر: یہ آپ قرارداد کے بارے میں کیا کہہ رہے ہیں؟۔۔۔

میاں محمد علی لالیکا: جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ مشرف کا کالا قانون جو وہ پولیس آرڈیننس 2002 لے کر آیا یہ ناگزیر ہو چکا ہے۔ آج اس میں ترمیم کی جائے اور سابقہ مجسٹریسی نظام کو بحال کیا جائے۔ وہ خاتون 22-A کے تحت ایڈیشنل سیشن جج کی عدالت میں درخواست دائر کرتی ہے اور اس کو 14-10-2010 کو بحث کے لئے رکھ لیا جاتا ہے۔ اس دوران جو واقعہ پیش آتا ہے وہ یہ ہے کہ 10-10-2010 کو پولیس کہتی ہے کہ تم عدالت کے آرڈر نہ لے کر آؤ، تم ہمارے پاس 10 تاریخ کو تھانے میں آؤ ہم پنچائیت رکھتے ہیں۔ افسوس کی بات ہے کہ 9 اور 10 تاریخ کی درمیانی رات کو ساڑھے دس بجے سے لے کر 11 بجے تک پولیس نے ان کے گھر میں غنڈہ گردی کی۔ سادہ کپڑوں میں ملبوس پولیس کے اہلکار دفعہ 337 کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ان کی چادر اور چار دیواری کا تقدس پامال کرتے ہوئے ان کے گھروں میں جاتے ہیں۔ وہاں جا کر اس خاتون کے بیٹے کو پہلے فائر کر کے ہلاک کرتے ہیں اس کے بعد اس کا بوڑھا خاوند اس کو نہیں معلوم کہ پولیس اہلکار ہیں یا سادہ کپڑوں میں ڈاکو ہیں۔ وہ اس کے against فائرنگ کرتا ہے جس سے تین چار پولیس کے اہلکار جاں بحق ہوتے ہیں۔ اس بزرگ، بوڑھے اور اس تنور پر روٹیاں لگانے والی کے خاوند کو پولیس کی طرف سے یقین دہانی کرائی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ ہم آپ کے خلاف قانونی کارروائی کریں گے کوئی انتقامی کارروائی نہیں کریں گے آپ ہتھیار پھینک دو۔ جب وہ ہتھیار پھینکتا ہے تو کیا ہوتا ہے؟ ڈی ایس پی آرڈر دیتا ہے کہ اس کو encounter کر دیا جائے۔

جناب سپیکر! میں آپ سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ خدارا میں وزیر اعلیٰ پنجاب اور چیف جسٹس آف پنجاب ہائیکورٹ کو درخواست کرتا ہوں کہ اس معاملے کی جوڈیشل انکوائری کی جائے۔ یہ وہی ایک آمر کا دیا ہوا سیاہ قانون ہے جو اب ناگزیر ہو چکا ہے کہ آئین میں ترمیم سازی کی جائے۔ آئین میں ترمیم کر کے پولیس آرڈیننس 2002 کے اس سیاہ قانون کے خلاف میں اس ہاؤس کی وساطت سے اپیل کرتا ہوں کہ اس خاتون کو۔۔۔

جناب سپیکر: آپ میری بات سنیں۔

میاں محمد علی لالیکا: جناب سپیکر! میں اپنی بات کو ختم کر رہا ہوں۔ میں کوئی political game نہیں کر رہا ہوں۔ وہاں پر جو یہ واقعہ ہوا ہے اس کے خلاف پورا شہر سوگ میں ہے۔ یہ واقعہ سیالکوٹ کے واقعہ سے کم نہ ہے۔ پولیس کے اہلکاروں کے لئے تو تیس تیس لاکھ روپے دیئے جاتے ہیں اور جنہوں نے دہشت گردی کی، جنہوں نے غنڈہ گردی کی اور اس خاتون کے لئے جو تنور پر روٹیاں لگاتی ہے جس سے اس کا لخت جگر چھین لیا گیا، جس سے اس کے سر کا تاج چھین لیا گیا۔ میں عرض کرتا ہوں کہ ہم نے بھی خدا کو جان دینی ہے، ہم نے بھی اپنے اعمال نامے آگے دکھانے ہیں۔ میں آج اگر اس ایوان میں منتخب ہو کر آیا ہوں تو ان غریبوں کی وجہ سے اور ان بیواؤں کی وجہ سے آیا ہوں۔ میری وزیر اعلیٰ پنجاب سے استدعا ہے کہ خدارا آپ خود اس جگہ پر جائیں۔ میری استدعا اپنے سینئر وزیر راجہ ریاض صاحب سے بھی ہے جو ہمارے پارلیمانی لیڈر ہیں کہ وہ بھی خود تشریف لے کر جائیں کیونکہ اس خاتون کا، اس یتیم بچی کا کوئی پُرسان حال نہیں ہے۔ میں استدعا کرتا ہوں خادم اعلیٰ پنجاب سے کہ ان کے لئے نوکریوں کے مواقع فراہم کئے جائیں۔ میں آخر میں پھر یہی بات کہوں گا کہ خدارا، خدارا، خدارا اس پولیس آرڈیننس 2002 کے خلاف آئین سازی کریں اور اس میں ترمیم کریں۔ پولیس جو اس وقت بے لگام گھوڑا بن چکی ہے اس کے خلاف ہمیں کچھ کرنا ہوگا۔ یہ کالا قانون اسی مشرف، اسی شیطان، اسی آمر اور اسی ڈکٹیٹر کا دیا ہوا ہے۔ خدارا اس میں ترمیم کریں اور اب ترمیم کرنا ناگزیر ہو چکی ہے۔ شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرے بھائی نے چشتیاں کے incident کے حوالے سے جو بات کی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں وہ توجہ دلاؤ نوٹس لائیں پھر اس کا جواب دیا جائے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر یہ توجہ دلاؤ نوٹس لے آئیں تو پھر بھی اس واقعہ کی پوری تفصیلات اس معزز ایوان کے سامنے پیش کر دی جائیں گی لیکن چونکہ اس وقت وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب جو اپنے چیمبر میں موجود ہیں انہوں نے یہ بات سنی ہے۔ انہوں نے یہ کہا ہے کہ اس معاملے کی جوڈیشری انکوائری کروائی جائے گی اور جو لوگ ذمہ دار ہوں گے ان کو قرار واقعی سزا دی جائے گی۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ Very good, very good۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر!۔۔۔

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: رانا افضل خان صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ جی۔

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! آپ کے حکم کے مطابق۔۔۔

جناب سپیکر: آرڈر۔ پلیز، آرڈر۔ میری بات سنیں جو participate کرنا چاہتے ہیں منسٹر صاحب ان کا نام بول رہے ہیں۔

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ہمارے پاس ستائیس لوگوں کے نام آئے ہیں اور جیسا کہ آپ نے فرمایا تھا تو سیکرٹری تعلیم اور دیگر سٹاف کمیٹی روم (اے) میں ہے، جو لوگ rationalization اور ہماری دیگر پالیسی پر بات کرنا چاہتے ہیں تو وہ کمیٹی روم (اے) میں تشریف لے آئیں اور آ کر بات کر لیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ ذرا ان کے نام بول دیں۔

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میرے پاس دیگر نام ہیں، ملک اعتبار صاحب، عائشہ جاوید صاحبہ، نور خان صاحب، ملک احمد یار ہنجرا صاحب، میاں نصیر احمد صاحب، احمد خان صاحب، انجینئر قمر الاسلام صاحب، میاں طارق صاحب، مہر اشتیاق صاحب، اللہ رکھا صاحب، رمضان صدیق بھٹی صاحب، دیبا مرزا صاحبہ، راحت اجمل صاحبہ اور شمیلہ اسلم صاحبہ، انجم صفدر صاحبہ، نسیم خواجہ صاحبہ، محمودہ چیمہ صاحبہ، رائے محمد اسلم کھرل، میاں محمد اعظم چیلہ صاحب، سید حسن مرتضیٰ صاحب اور شیر علی خان صاحب!

جناب سپیکر: جی، چودھری شیر علی خان کا نام آگیا ہے لیکن محسن لغاری صاحب کا نام نہیں آیا۔ محسن لغاری صاحب اور آمنہ الفت صاحبہ کا نام بھی شامل کر لیں کیونکہ آمنہ الفت صاحبہ کا سوال بھی تھا۔

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! محمد محسن خان لغاری اور محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کا نام بھی شامل کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، رانا محمد افضل خان صاحب!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ آج جو 12-اکتوبر کے حوالے سے بحث ہو رہی تھی تو اس میں پہلے قائد حزب اختلاف اور اس کے بعد محترم وزیر خزانہ نے یہ بات کی کہ آج کی اسمبلی NRO کی مرہون منت ہے اور اگر NRO نہ آیا ہوتا تو آج ہم یہاں اسمبلی میں نہ ہوتے۔۔۔

جناب سپیکر: میں ان کی بات سن نہیں پایا ہوں اور میں نے ویسے بات سنی نہیں ہے یا میری توجہ اور طرف تھی۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! اس سے پہلے مشرف نے لندن میں یہی بیان دیا کہ میں نے اپنے جو جمہوری قدم تھے اس کے تیسرے فیز میں NRO کی وجہ سے الیکشن کروایا۔۔۔(شور وغل)

MR. SPEAKER: Order, order.

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! وہ کوئی لوہے کی بنی ہوئی چیز نہیں تھی جو ہٹ نہیں سکتی تھی جس کی وجہ سے آج جمہوریت بحال ہوئی ہے۔ میرا صرف کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اس گندے راستے سے گزرنے کی بجائے اگر ہم چھ سات مہینے اپنی سیاسی جدوجہد اور جاری رکھتے تو پرویز مشرف کو بہر حال جانا ہی تھا۔ اگر آج ہم سیاسی لوگ یہ بات کرتے ہیں کہ اس NRO کی وجہ سے ایک الیکشن ہوا، اس کے اندر تمام لوگوں نے حصہ لیا تو اس میں انہوں نے اس چیز کو accept نہیں کیا کہ وہ ڈکٹیٹر ہے، عوام نے فیصلہ دیا کہ اس کا وجود غلط ہے، اس کی پارٹی اور اس کے وجود کو ہٹا دیا جائے تو آج ہم NRO کے مرہون منت نہیں ہیں۔ آج جو NRO گندہ راستہ اختیار کیا گیا ہے اس پر ہماری جنگ جاری ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں کچھ باتیں ایسی ہیں جو کورٹ میں ہیں، ان کو نہ چھیڑا جائے۔

رانا محمد افضل خان: یہ کہہ دینا کہ آج ہم NRO کے مرہون منت ہیں یہ غلط تاثر دیا جا رہا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، مولانا چنیوٹی صاحب بھی بڑی دیر سے کھڑے ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں کافی دیر سے کھڑی ہوں اور آپ نے کہا تھا کہ میں آپ کو کچھ دیر بعد ٹائم دیتا ہوں تو مہربانی کریں۔۔۔

جناب سپیکر: سارے ممبرز کافی دیر سے کھڑے ہوئے ہیں اور پتا نہیں کتنی کتنی دفعہ کھڑے ہوتے ہیں اور میں اپنے حساب سے دیکھ رہا ہوں۔۔۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میری باری کب آئے گی؟

جناب سپیکر: آپ کی باری بھی رکھیں گے، میرے ساتھ لڑتے کیوں ہیں؟ سب کو باری دیں گے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ 12-اکتوبر کے حوالے سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ پرویز مشرف نے رات کے اندھیرے میں ایک چلتی ہوئی جمہوری حکومت پر شب خون مارا اور جہاز والا ایک ڈرامہ رچایا جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں تھا اس کی پہلی فوٹو جو اخبارات کی زینت بنی، اس نے اپنی بغل میں کتے اٹھائے ہوئے تھے۔۔۔

جناب سپیکر: جناب سرفراز خان صاحب کہیں تشریف رکھتے ہیں؟ اگر وہ لابی میں ہیں تو پانچ منٹ بعد میرے چیمبر میں تشریف لے آئیں۔ جی، الحاج محمد الیاس چنیوٹی صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! اس نے بغل میں کتے دبائے ہوئے تھے اور اپنے لئے اس نے کمال اتاترک کو آئیڈیل قرار دیا اور وہ کمال اتاترک جس نے ترکی کی بچیوں کے سروں سے دوپٹے اتارے اور عربی زبان کو تبدیل کیا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایسا شخص جس نے پاکستانی بے گناہ لوگوں کو پکڑ پکڑ کر امریکہ کے حوالے کیا، جامع حفصہ کی بے گناہ بچیوں، علماء کو مروایا اور عدلیہ پر شب خون مارا۔ اس کے خلاف آج جو قرارداد پاس کی گئی ہے میں اس کی بھرپور تائید کرتا ہوں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایسا شخص ملک وملت کا غدار ہے اور کسی طریقے سے اس کو پاکستان کی سیاست میں اجازت نہیں دی جا سکتی۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ! ویسے آپ سے پہلے میرے پاس جو چٹ آئی ہوئی ہے وہ محترمہ نرگس ظفر کی ہے لیکن پہلے آپ بول لیں کیونکہ آپ بڑی ہیں اس لئے میں floor آپ کو دے رہا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ صغیرہ اسلام): جناب سپیکر! شکریہ۔ آج 12-اکتوبر کے حوالے سے۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ میں نے آپ سے ایک گھنٹہ پہلے پوائنٹ آف آرڈر مانگا تھا اور اس وقت بھی آپ نے مجھے یہی اشارہ کیا تھا کہ لیکن اب آپ نے جو کیا ہے یہ بڑی زیادتی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میں نے کون سا اشارہ کیا ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں آپ کے اشارے سمجھتا ہوں، مجھ سے زیادہ اس پورے ہاؤس میں آپ کے اشارے کوئی نہیں سمجھتا۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ صغیرہ اسلام): جناب سپیکر! 12-اکتوبر کے حوالے سے اس ہاؤس میں جو آج قرارداد پیش کی گئی ہے میں خود بھی اس قرارداد کی حمایت کرتی ہوں۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ جمہوریت کسی بھی قوم کے لئے روح کی حیثیت رکھتی ہے اور جب بھی کسی جمہوری حکومت کو ختم کیا جائے تو اس سے بڑی بدقسمتی کسی قوم کی نہیں ہو سکتی۔

جناب سپیکر! جمہوری حکومت کو چاہے تو بوٹ والے ختم کریں یا جمہوری حکومت کو جمہوریت کے چیمپئن بیٹھے ہوئے ہیں وہ ختم کریں تو میرا خیال ہے کہ یہ ایک جیسی بات ہے۔۔۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ! اپنی بات جاری رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ صغیرہ اسلام): جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں آپ کو یہاں آنے پر خوش آمدید کہتی ہوں۔ یہاں آج یہ بحث ہو رہی تھی کہ مشرف نے کس طرح جمہوری حکومت ختم کی۔ یقینی بات ہے کہ وہ ڈکٹیٹر تھا تو ڈکٹیٹر کا کام ہمیشہ جمہوری حکومت کو ختم کرنا ہی ہوتا ہے لیکن اس کے علاوہ اس نے جو بھی اقدامات کئے وہ قابل مذمت ہیں۔ سب سے پہلا تکلیف دہ اقدام لال مسجد میں قرآن مجید اور حافظ قرآن کی بے حرمتی تھا۔

جناب سپیکر! اس نے اس ملک میں ہیروئن جیسی لعنت روشناس کرائی، اس نے یہاں پر دہشت گردی کا چرچا کروایا کیونکہ وہ ایک ڈکٹیٹر اور آمر تھا لیکن جب ہم ایک ڈکٹیٹر کی تعریف کرتے ہیں تو ہم دوسرے ڈکٹیٹر کو بھول جاتے ہیں۔ میرا خیال کہتا ہے کہ ضیاء الحق سے بڑا ڈکٹیٹر کوئی نہیں تھا جس نے اس ملک میں جمہوریت کو ختم کیا، اس نے ملک میں جمہوری اداروں کو ختم کیا، اس نے ذوالفقار علی بھٹو (شہید) جیسے عظیم انسان کو عدلیہ کے ذریعے قتل کروایا۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ یہ جو

ایک عدلیہ کے ذریعے قتل کرانا تھا یہ ایک انتہائی دکھ کی بات تھی اور وہی عدلیہ نے اس بات کو تسلیم بھی کیا کہ یہ ایک سیاسی قتل تھا۔

جناب سپیکر! پاکستان پیپلز پارٹی تاریخ کی وہ واحد پارٹی ہے جنہوں نے ہمیشہ ڈکٹیٹروں سے مار کھائی اور پاکستان پیپلز پارٹی کے جتنے زیادہ لوگ پھانسی پر لٹکائے گئے وہ ایک ڈکٹیٹر کی حکومت میں ہوئے۔ جتنے زیادہ پھانسیوں پر لٹکے، جتنے زیادہ کوڑے کھائے اور جیلیں برداشت کیں وہ پاکستان پیپلز پارٹی کے لوگ تھے۔ اسی ضیاء الحق کی قبر پر کھڑے ہو کر آج جمہوریت کے چیمپئن یہ کہتے ہیں کہ میں شہید ضیاء الحق کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ یہ ہمارے چہروں کے دہرے معیار ہیں۔ ایک طرف ایک ڈکٹیٹر کو ہم شہید کہتے ہیں، دوسرے ڈکٹیٹر کو ہم ڈکٹیٹر کہتے ہیں۔ ڈکٹیٹر، ڈکٹیٹر ہوتا ہے چاہے وہ ضیاء الحق ہو یا مشرف ہو جو ملک میں جمہوریت کی پٹری کو چلنے نہ دے اس سے بڑا ڈکٹیٹر بھی کوئی اور نہیں ہوتا۔ آئے دن اس جمہوری حکومت کے خلاف جس طرح پراپیگنڈا کیا جا رہا ہے یہ قابل مذمت ہے۔ مجھے دُکھ اس بات پر ہے کہ ہم یہاں coalition گورنمنٹ میں بیٹھے ہوئے ہیں، ہم سے تو آج تک کبھی کسی بات میں مشورہ نہیں کیا گیا۔ اگر مرکز میں ایک چپڑاسی بھی لگایا جاتا ہے تو اس کے اوپر لانگ مارچ کی دھمکی دی جاتی ہے۔ لانگ مارچ اتنا آسان نہیں ہے، انہیں شاید یہ نہیں پتا کہ پاکستان پیپلز پارٹی ان لانگ مارچوں سے ڈرتی ہے اور نہ ہی ڈرنے والی ہے۔ انہیں کہیں کہ اپنے روّیوں کو تبدیل کریں کیونکہ یہ بھی سب سے بڑا ڈکٹیٹر شپ کا ایک انداز ہے کہ جمہوری حکومت کے خلاف آئے دن کوئی نہ کوئی نیا پراپیگنڈا کیا جائے۔ میں ان ڈکٹیٹروں کو جو بوٹوں کے ساتھ آئے ان کی بھی مذمت کرتی ہوں اور ان کی بھی مذمت کرتی ہوں جو دہرے معیار رکھتے ہیں اور جو جمہوری حکومت کے خلاف بات کرتے ہیں اور آئے دن لانگ مارچ کی دھمکیاں دیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے سب کے نام لکھ لئے ہیں۔ میں سب کو floor دوں گا۔ اب نرگس ظفر صاحبہ ہیں۔ ان کے بعد خواجہ اسلام صاحب ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! مجھے ایک ضروری بات کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! ان کے بعد میں آپ کو floor دیتا ہوں۔

جناب اعجاز احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں بھی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ بھی ہیں۔ یہ سپیکر صاحب کے ہاتھ سے لکھے ہوئے نام ہیں۔ جی، شیخ صاحب! فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرا نام اس میں یقیناً نہیں ہو گا کیونکہ میں نے نام نہیں دیا ہوا۔ میں نے کوئی ایک گھنٹہ بیس منٹ پہلے پوائنٹ آف آرڈر مانگا تھا اور میں نے اب آپ سے یہ عرض کرنی ہے کہ اگر تو وہ کل والی Adjournment Motion جو کہ بہت اہم تھی اس پر کوئی کام ہونا ہے، اگر اس کے بعد آپ نے House adjourn کرنا ہے تو میں صرف ایک بات کی اجازت چاہوں گا وہ میں کر لوں اس کے بعد پھر ظاہر ہے کہ آپ House adjourn کر دیں گے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں بات کر لوں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بالکل آپ بات کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ ہم یہاں اس لئے آتے ہیں اور عوام نے ہمیں اس لئے ووٹ دیئے تھے کہ ہم ان کا خیال کریں۔ جب چیف منسٹر صاحب یہاں تشریف فرما تھے تو میں نے اس وقت ٹائم مانگا تھا لیکن مجھے اس وقت ٹائم نہیں دیا گیا۔ میں صرف دو معاملات کی طرف توجہ چاہوں گا۔ اس وقت تو کوئی منسٹر صاحب بھی نہیں ہیں لیکن آپ الحمدللہ ساری بات سمجھ جاتے ہیں۔ کل نیو کیمپس کینال بنک روڈ پر سات گھنٹے ٹریفک بند رہی۔ یہ لاہور کی main artery ہے، جو کچھ وہاں ظلم ہوا کتنی ambulances تھیں، کیا حال ہوا؟ آج کسی نے اس پر بات نہیں کی، وہ لاہور کی main entrance ہے اور وہاں کتنا بُرا حال ہوا آپ تصور نہیں کر سکتے۔ رات ایک بجے تک لوگ پھنسے رہے ہیں۔ نجانے کتنے مریض تھے، لوگوں کا کیا حال ہوا، عورتوں اور بچوں کا کیا حال ہوا؟ وہاں کوئی پوچھنے والا نہیں تھا۔ ہوا یہ تھا کہ پنجاب یونیورسٹی کے طلباء نے بسیں کھڑی کر کے سڑک بلاک کر دی تھی اور وہاں وائس چانسلر کے خلاف دھرنا دیا گیا تھا۔ آپ بھی لاہور سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہم اس کی widening نہیں کر سکے کیونکہ "لاہور بچاؤ" ایک این جی او ہے اس نے سپریم کورٹ میں درختوں کے کاٹنے کے خلاف ایک stay order لیا اور اس کو دو سال ہو گئے ہیں۔ پنجاب حکومت اس سڑک کی widening نہیں کر سکی کیونکہ اس پر ایک status quo ہے۔ آپ سمجھتے ہیں کہ لوگوں نے کل وہاں پر کیا language استعمال کی، کیا حالات تھے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ نہر کے اوپر آسٹریلین طرز کا ایک فلائی اوور بنایا جائے اور اس کا کوئی حل نہیں ہے۔ یہ ہمیشہ کے لئے بہت بُرا مسئلہ ہے۔ جس لاہور کی entrance کا یہ حال ہے exit کا کیا حال ہو گا؟ تمام سکیمیں ادھر بن رہی ہیں اور کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ EME

society کہاں تک چلی گئی ہے، رائیونڈ روڈ کہاں تک چلا گیا ہے اور لاہور کی main entry کیا ہے۔ کل ساتھ گھنٹے ٹریفک بند رہی ہے۔ ایک بات تو یہ تھی۔ آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے میری بات سُن لی۔

دوسری بات میں یہ کرنا چاہتا ہوں کہ کل سات جوان لڑکیاں ملت پارک تھانہ فیصل آباد نے برآمد کی ہیں جن کو زنجیروں سے جکڑا ہوا تھا اور جن پر جنسی تشدد کیا جا رہا تھا۔ آپ کی مہربانی ہے، آپ کو یاد ہوگا کہ کچھ دن پہلے میں نے لاہور کے گیسٹ ہاؤسز پر اور پورے پنجاب کے گیسٹ ہاؤسز پر یہ کہا تھا کہ یہ نوجوان لڑکیاں جس میں ہر ضلع کا، ہر شہر کا بھی علم میرے پاس ہے، میرے پاس figures ہیں کہ ظلم بڑھتا جا رہا ہے، اب یہ لڑکیاں اس اسلامک سٹیٹ میں جس کو ہم نے اللہ کی بڑائی کی خاطر اور اسلام کے نام پر حاصل کیا تھا کہ اللہ ہمیں ملک دے دے اور یہاں پر یہ کام ہو رہا ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ خُدا کے لئے گیسٹ ہاؤسز کی رجسٹریشن کر دی جائے۔ یہ ناممکن ہے کہ کسی تھانیدار کو یہ پتا نہ ہو کہ کون Brothel Houses چلاتا ہے، کون منشیات بیچتا ہے۔ اس واقعے کو ایک ٹیسٹ کیس بنا لیں۔ آج میری صرف یہی دو گزارشات ہیں اس پر آپ کچھ کر دیں۔ مجھے پتا ہے کہ گورنمنٹ کی طرف سے کوئی نہیں بیٹھا لیکن آپ دردِ دل رکھتے ہیں لوگوں کے لئے بھی اور پنجاب کے پورے عوام کے لئے بھی۔ آپ مجھے بتائیں جس شخص نے میو ہسپتال پہنچنا تھا، جناح ہسپتال پہنچنا تھا، گنگارام پہنچنا تھا اس کا کیا حال ہوا ہو گا۔ جو پنڈی، پشاور، خانیوال یا ملتان سے چلا ہو گا، اس کا کیا حال ہوا ہو گا؟ کل جو حال تھا خدانہ کرے کسی ایمرجنسی میں اگر روڈ بلاک ہوا لاہور سے کوئی نکل سکے گا اور نہ آ سکے گا۔ یہی میری دو گزارشات ہیں۔ آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے سُن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب! میں نے آپ کی جو تحریک التوائے کار کل سے آج پر رکھی تھی اس کو پھر اس لئے رکھ رہا ہوں کیونکہ میں بھی اور ہاؤس بھی یہ سمجھتا ہے کہ یہ بہت اہمیت کی حامل ہے اور خاص طور پر آج ہمیں ان کا قبلہ درست کرنے کی ضرورت ہے۔ میں اس کو کل پر جب آپ کی تحاریک التوائے کار شروع ہوں گی تو اس کو کل پر لے جائیں گے تاکہ اس پر یہاں پر کوئی بات بھی ہو سکے اور اس پر کوئی عمل بھی ہو سکے۔

شیخ علاؤالدین: جی، بہت شکریہ۔ آپ کے آنے سے چند منٹ پہلے یہاں ایک صاحب چشتیاں کے ایم پی اے نے جو کچھ بتایا ہے وہ بھی اسی کا حصہ ہے اور میں کچھ اور بھی figures دوں گا۔ آپ اسے کل پر رکھ دیں۔ شکریہ

جناب اعجاز احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

سردار خالد سلیم بھٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ سارے ممبران تحمل سے بیٹھیں چونکہ نرگس ظفر صاحبہ کو floor دیا ہوا تھا اب وہ بات کریں گی۔

جناب اعجاز احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: خان صاحب! میں آپ کو ان کے بعد floor دیتا ہوں۔ میں نے already floor نرگس ظفر صاحبہ کو دیا ہوا ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میں نے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنی ہے۔ میں نے تقریر نہیں کرنی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اب یہ Chair کا اختیار ہے کہ وہ کب آپ کو پوائنٹ آف آرڈر دے۔ میں ان کے بعد آپ کو floor دوں گا۔

صاحبزادی نرگس ظفر: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں 12-اکتوبر کے حوالے سے بات کرنا چاہتی ہوں کہ 12-اکتوبر کے حوالے سے جو قرارداد پیش کی گئی ہے اس کی میں مکمل حمایت کرتی ہوں۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! میں نے صرف یہ پوچھنا ہے کہ اس کے بعد تحاریک التوائے کار چلنی ہیں یا نہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں گی۔ بالکل چلیں گی۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! مجھے ایک ضروری بات کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کو میں floor دیتا ہوں، کیا ہو گیا ہے؟

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! بہت ضروری بات ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ان کے بعد آپ کو floor دیتے ہیں۔ جی، محترمہ!

صاحبزادی نرگس ظفر: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں 12-اکتوبر کے حوالے سے بات کرنا چاہتی ہوں کہ 12-اکتوبر کے حوالے سے جو قرارداد پیش کی گئی ہے میں اس کی مکمل حمایت کرتی ہوں۔ پاکستان پیپلز پارٹی ایک جمہوریت پسند جماعت ہے اور پاکستان پیپلز پارٹی نے جمہوریت کے لئے جو قربانیاں دی ہیں۔

وہ سیاسی تاریخ میں اس کا روشن باب ہے اور ایک سیاسی کا ممبر کی حیثیت سے میں 12۔اکتوبر 1999 کے جنرل پرویز مشرف کے اقدام کی بھرپور مخالفت کرتی ہوں۔ ہم لوگوں کو عوام نے منتخب کیا ہے۔آج کے دن ہم نے اپنی کارکردگی بھی دیکھنی ہے کہ جمہوریت پسند قوتوں نے کس طرح deliver کیا ہے۔ ہمیں شخصی فیصلے نہیں کرنے چاہئیں بلکہ عوامی فیصلوں کو تقویت دینی چاہئے۔آئین توڑنے والوں کے خلاف آرٹیکل 6 کے تحت مقدمہ چلائیں، جمہوریت کو مضبوط کرنے کے لئے پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت نے دیگر جماعتوں کے ساتھ مل کر اپنے اختیارات اٹھارہویں ترمیم کے ذریعے پارلیمنٹ کو منتقل کئے ہیں چونکہ پاکستان پیپلز پارٹی جمہوری سیاسی جماعت ہے اور پارلیمنٹ کی بالادستی پر یقین رکھتی ہے۔ ہماری قائد شہید محترمہ بے نظیر بھٹو نے اس آمریت کے خلاف جدوجہد کی ہے اور اپنی جان کا نذرانہ دے کر جمہوریت کو بحال کیا ہے۔آج کی قرارداد کی مذمت میں نے اپنی پارٹی کے حوالے سے پیش کی ہے۔بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، خواجہ اسلام صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب والا! میں نے بھی بات کرنی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں، سب کی باری آجائے گی، آپ بے فکر رہیں۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! آج پوری قوم سراپا احتجاج ہے اور وہ یوم سیاہ منا رہی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ پاکستان کے عوام کی بدقسمتی ہے کہ آج اس بدنما tumor کے واپس آنے کی بات کر رہے ہیں جنہوں نے پاکستان مسلم لیگ کی دوتہائی اکثریت والی حکومت کو شب خون مارتے ہوئے اور پاکستان کے آئین کو بوٹوں تلے روندتے ہوئے اس پر غاصبانہ قبضہ کیا۔ میں تو یہ کہنا چاہوں گا کہ اس شخص کو اتنی عبرت ناک سزا ملنی چاہئے کہ جو تاریخ کا بدنما tumor تھا اس کو تاریخ اتنے ہی زور سے سزا دے۔ میں اس کے ساتھ ساتھ یہ کہنا چاہوں گا کہ پاکستان میں جو کچھ اس نے لال مسجد میں کیا، پاکستان میں یتیم بچیوں کے ساتھ جو کچھ کیا اور اس نے جو پاکستان مسلم لیگ (ن) کو نشانہ بنایا آج پاکستان مسلم لیگ (ن)، میں سمجھتا ہوں کہ یہ بانگ دہل کہہ رہی ہے کہ:

جس دھج سے کوئی مقتل میں گیا
وہ شان سلامت رہتی ہے

پاکستان مسلم لیگ (ن) میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف اور پاکستان مسلم لیگ (ن) کا ہر کا ممبر میں یہ سمجھتا ہوں کہ جنہوں نے آئی ایس آئی، ایم آئی اور پاکستان کی شاید کوئی جیل بھی ایسی نہیں ہو گی جو مسلم لیگ (ن) کے کارکنوں نے نہ دیکھی ہو گی۔ ابھی میرے بھائی بات کر رہے تھے کہ یہ NRO کی وجہ سے بیٹھے ہوئے ہیں۔ نہیں، میں یہ بات ببانگ دہل کہتا ہوں کہ یہ مسلم لیگ (ن) کے کارکنوں کی قربانیاں اور مسلم لیگ (ن) کے کارکنوں کی اس محنت کے نتیجہ میں آج یہاں پر بیٹھے ہیں۔ میں یہ بات بھی یہاں پر کہنا چاہوں گا کہ آج سے ہم نے یہ عہد کرنا ہے کہ آج کے بعد کسی ڈکٹیٹر کو پاکستان میں آنے کی تو دور کی بات ہے یہ سوچنا بھی نہیں چاہئے۔ یہ مسلم لیگ (ن) اور پاکستان صرف اور صرف جمہوریت کے لئے بنا ہے۔ اس کا مستقبل صرف اور صرف جمہوریت میں پنہاں ہے۔ میں اسی بات پر اکتفا کروں گا اور اس کے ساتھ ہی میں یہ عرض کروں گا کہ شیخ علاؤالدین صاحب نے جو یہ کہا ہے، فیصل آباد میں تھانہ نشاط آباد میں یہ واقعہ ہوا ہے میں اس کی تفصیل منگوا رہا ہوں اور انشاء اللہ تعالیٰ کل تحریک التوائے کار لائیں گے۔ میں آپ سے یہ درخواست بھی کروں گا کہ اس پر بھی نوٹس لیا جائے۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا منور غوث صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ کو موقع دیتا ہوں۔

میاں محمد رفیق: جناب والا! میں نے بھی بات کرنی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! تشریف رکھیں۔ پہلے تھوڑا سا گورنمنٹ بزنس مکمل کر لیں۔ House کا بزنس مکمل کر کے میں آپ کو ابھی floor دیتا ہوں۔

میاں محمد رفیق: جناب والا! میں نے میٹنگ میں شرکت کرنی ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ کو تھوڑی دیر میں floor دیتا ہوں۔ اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ اس میں پہلی تحریک التوائے کار نمبر 104/2010 محترمہ رفعت سلطانہ ڈار صاحبہ کی ہے۔ یہ تحریک پیش ہو چکی ہے۔ رانا صاحب! یہ آج جواب کے لئے pending ہوئی تھی۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب والا! یہ پہلے بھی pending کروائی گئی تھی، اب پھر یہ نہ کہہ دیں کہ اگلے دن کے لئے pending کرتے ہیں۔ چھ مہینے تو پہلے ہی اس تحریک التوائے کار کو ہو گئے ہیں، چھ مہینے اب اسی طرح گزر جائیں گے۔

اعظم مجید میڈیکل کمپلیکس فیصل آباد کے ڈاکٹر کی غفلت اور لیبارٹری کی غلط رپورٹ سے سینکڑوں مریضوں کی جان کو خطرہ

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آج ان کو جواب دیتے ہیں۔ یہ تحریک التوائے کار نمبر 104/2010 ہے اس کے متعلق عرض ہے کہ بچی علیشا کو ایک پرائیویٹ ہسپتال اعظم مجید میڈیکل کمپلیکس سوساں روڈ فیصل آباد میں پیٹ کی تکلیف کے باعث داخل کروایا گیا، اس کا معائنہ کرنے کے بعد ڈاکٹر نے appendix کا درد بتاتے ہوئے آپریشن تجویز کیا تاہم لیبارٹری کی TLC کی مشکوک رپورٹ کے باعث یہ آپریشن نہ کیا گیا۔ اس ضمن میں مزید عرض ہے کہ appendix کے مریض کے آپریشن کا کلینیکل معائنہ پر ہی تعین کیا جاتا ہے۔ لیبارٹری اور الٹرا ساؤنڈ کی رپورٹ صرف ڈاکٹر کو diagnose مزید confirm کرنے کے لئے مددگار ہوتا ہے۔ تاہم اس بات کا خیال ضرور کیا جاتا ہے کہ غیر ضروری آپریشن نہ کیا جائے۔ مزید برآں اس امر کا تعین کرنا کہ لیبارٹری رپورٹ صحیح ہے یا نہیں بہت مشکل ہے کیونکہ اس کے لئے blood sample کی خصوصیات مختلف اوقات میں مختلف ہوتی ہیں۔ ماضی میں پرائیویٹ ہسپتال اور لیبارٹری کو چیک کرنے کے سلسلہ میں قانون موجود نہ ہونے کی وجہ سے ایسے ہسپتالوں اور لیبارٹریوں کے خلاف تادیبی کارروائی کرنا ممکن نہ تھا۔ تاہم جہاں تک اس واقعہ کا تعلق ہے اس سلسلے میں ای ڈی او (ہیلتھ) فیصل آباد کے ذریعے معاملہ کی چھان بین کی جا رہی ہے اور کسی کوتاہی کے مرتکب شخص ڈاکٹر کے خلاف مروجہ قوانین کے تحت کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔ ایسے ناخوشگوار واقعات کا تدارک کرنے کی غرض سے وزیراعلیٰ پنجاب کی خصوصی ہدایات کے تحت ہیلتھ کیئر کمیشن بل پنجاب اسمبلی سے پاس کروایا گیا ہے جس کے تحت قانون سازی کا عمل جاری ہے۔ اس کے تحت پرائیویٹ ہسپتال اور لیبارٹریوں کی کارکردگی اور معیاری services کو مہیا کرنے اور check and balance کا سسٹم متعین کیا جا رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! اس کا سسٹم بہتر کر رہے ہیں جس طرح وزیر قانون صاحب نے بتایا ہے---

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب والا! کیسے سسٹم ٹھیک ہونا ہے؟ مجھے بتائیں تو سہی۔ کیا ڈاکٹروں کو الٹا لٹکائیں گے یا ان کو چائے پلائیں گے؟ چھ مہینے تو پہلے ہی ہو چکے ہیں---

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! الٹا لٹکانا ہے یا چائے پلانی ہے؟

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: بچے جوان ہو گئے مگر ڈاکٹر جوں کے توں ہی رہے۔ اگر ان کو پوچھ لیا ہوتا تو بہتر ہوتا، نجانے انہوں نے اس کے بعد بھی کتنے لوگوں کی چیر پھاڑ کی ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! تحریک التوائے کار کے اندر جو طریق کار ہے اس کے اوپر گورنمنٹ کا جو stance ہے وہ سامنے آگیا ہے اس کو مزید بہتر کریں گے اگر آپ کو دوبارہ محسوس ہو تو آپ اس کو دوبارہ پیش کر دیجئے گا۔ بہت شکریہ

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب والا! اس ڈاکٹر کو بلا کر اس کی لیبارٹری کو ختم کرنا چاہئے۔ یہ سسٹم میں آنا چاہئے۔ لیبارٹری تو ختم نہیں ہوئی اور وہ سسٹم تو جاری ہے۔ اس کے علاوہ پھر ہم کون سا سسٹم لائیں گے ؟ یہ لیبارٹری کا معاملہ ہے اور لیبارٹری نے یہ واضح طور پر بتایا ہوا ہے---

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ نے---

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب والا! آپ بجا فرما رہے ہیں اور آپ کبھی غلط نہیں بولیں گے میں ہی غلط ہوں جو یہ تحریک التوائے کار پیش کر رہی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، آپ بالکل غلط نہیں ہیں۔ حکومت کی طرف سے جو جواب آیا ہے وہ جواب آپ نے سن لیا ہے اور سمجھ لیا ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب! میں نے سمجھ لیا ہے ایک دفعہ پھر وہ سنا دیں تو شاید پتا چل جائے کہ سسٹم میں کیا تبدیلی لانی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، وہ in writing اس کی کاپی آپ کو دے دیں گے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: نہیں۔ جناب! آپ میری بات تو سنیں۔ میں مؤدبانہ گزارش کرتی ہوں کہ جو ایسی لیبارٹریاں ہیں ان کو بالکل ختم کر دیا جائے۔ ہم نے ان کو چھوٹ دے رکھی ہے اس لئے وہ اپنی من مانیاں کرتے جا رہے ہیں۔ چھ مہینے گزر گئے میری تو بچی بڑی ہو گئی اور پتا نہیں ان چھ مہینوں میں کتنے بچوں کو انہوں نے ذبح کیا ہو گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! قانون کے مطابق اس پر بحث نہیں ہو سکتی۔ آپ نے ایک تحریک move کی، اس پر حکومت کی طرف سے جواب آگیا ہے---

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب والا! میں جواب سے مطمئن ہی نہیں ہوں۔ آپ کہتے ہیں کہ نظام بدلیں گے، میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ آپ کیسے نظام بدلیں گے ؟

جناب ڈپٹی سپیکر: اب اس کا جو طریق کار ہے وہ دوسرا ہے۔ وزیر قانون صاحب آپ کچھ کہنا چاہیں گے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں محترمہ کو یہ بات عرض کی گئی ہے اور یہ ان کو میں سمجھتا ہوں کہ باور کروانے کی ہے کہ واقعی پرائیویٹ ہسپتالوں میں، پرائیویٹ کلینکس پر لیبارٹریوں پر کوئی already system ایسا موجود نہیں ہے جس کے تحت ان کو اس طرح کی سزا دی جا سکے کہ جس پر ان کا صحیح معنوں میں احتساب ہو سکے یا لیبارٹریوں کو بند کیا جا سکے یا پرائیویٹ کلینک کو بند کیا جا سکے۔ اسی سارے معاملے کو regulate کرنے کے لئے ہیلتھ کیئر بل لایا گیا ہے اور اس پر پورا ایک سال محنت ہوئی ہے، اس کی ایک ایک شق پر ڈاکٹر صاحبان نے اعتراض کیا، جلوس نکالے اور یہاں پورا سال اس مسئلے پر disturbance رہی لیکن بالآخر یہ پنجاب گورنمنٹ کی اور وزیر اعلیٰ پنجاب کی اور ایک commitment تھی کہ ہم نے اس قسم کا قانون ہر قیمت پر لانا ہے تو بالآخر پچھلے اجلاس میں یہ ہیلتھ کیئر بل پاس ہوا ہے۔ اب اس کے تحت جو ادارے ہیں جو کہ ان چیزوں کو regulate کریں گے، monitor کریں گے، وہ بنائے جا رہے ہیں جو نہی وہ in place ہوتے ہیں اور وہ انشاء اللہ تعالیٰ اس سال کے آخر تک، دسمبر تک in place ہو جائیں گے تو پھر آپ کے پاس ایک سسٹم ہو گا کہ اگر کسی پرائیویٹ لیبارٹری، پرائیویٹ کلینک اور پرائیویٹ ہسپتال کے خلاف کوئی شکایت آتی ہے تو۔۔۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: تو اس کو فوری طور پر بند کر دیا جائے گا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): پہلے درجہ پر تو اس کو بند نہیں کیا جا سکے گا۔ بہر حال ایسی penalties ہیں کہ اگر کوئی ایک دفعہ اپنے آپ کو درست نہیں کرتا تو next time اس کو close کیا جا سکتا ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! اس پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا، میں آپ کو بعد میں floor دے دوں گا۔ پلیز! تشریف رکھیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: فوری طور پر وہ لیبارٹری seal کر دی جائے۔ وزیر قانون بتائیں کہ ان کے لئے ایسا کیا قانون بنائیں گے ؟

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ قانون بنادیا گیا ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب والا! پھر وہ لاگو کیوں نہیں کیا گیا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ان کو ملیں، وہ آپ کو سارا سمجھاتے ہیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب والا! میری دفعہ یہ نرمی کی گولیاں کھا لیتے ہیں۔ اس کو آپ پڑھ کر تو دیکھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، اب اس میں پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔ پلیز تشریف رکھیں۔ تحریک التوائے کار پر کچھ نہیں ہو سکتا۔ تشریف رکھیں۔ یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے اور اب اس کے بعد اگلی تحریک التوائے کار نمبر 514/2010 چودھری ظہیر الدین خان، سردار محمد یوسف خان لغاری اور یہ سب لوگوں نے move کی ہوئی ہے، یہ تحریک التوائے کار بھی pending کی گئی تھی، اس کا جواب آ چکا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! یہ pending نہیں تھی، یہ تو ابھی پڑھنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ پہلے پڑھی جا چکی ہے، اس کو pending کیا گیا تھا اور اس کا جواب ابھی آنا تھا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر 514 کا معاملہ وفاقی حکومت سے متعلق بنتا تھا انہوں نے اپنے جواب میں یہ کہا ہے کہ The Afghanistan Pakistan Transit Trade Agreement پر ابھی تک دستخط نہیں ہوئے۔ افغان وزیر تجارت ڈاکٹر انوار الحق احدی نے افغان وفد کے ہمراہ مذاکرات کے ساتویں دور کے لئے 16 تا 18- جولائی 2010 کو اسلام آباد کا دورہ کیا تاکہ APTA جس پر دونوں ممالک مئی 2009 سے غور کر رہے ہیں کو حتمی شکل دی جا سکے۔ APTA کے بارے میں حقائق کچھ اس طرح سے ہیں کہ 1965 کے معاہدے کے مطابق افغانستان کو بھارتی سامان کی ترسیل پاکستان کے علاقے سمندری راستے سے ہو رہی ہے۔ نئے معاہدے کے مطابق یہ برقرار رہے گی اس بارے میں میڈیا میں بہت سی افواہیں ہیں کہ افغانستان کو بھارت سے سامان کی درآمد واہگہ بارڈر سے کرنے کی اجازت دے دی گئی ہے جو کہ غلط ہے۔ 1965 کے معاہدے کے مطابق افغانستان کی اشیاء بھارت کو واہگہ کے راستے برآمد کی جاتی ہیں، اب افغانی ٹرکوں کو واہگہ تک آنے اور سامان کو وہیں اتارنے کی اجازت دی گئی ہے۔ وہاں سے بھارت کو سامان کی ترسیل باقاعدہ نگرانی کے

تحت کی جائے گی۔یہ رعایت باہمی طور پر دی گئی ہے۔اب پاکستانی ٹرک بھی برآمدگی سامان افغانستان کے راستے وسطی ایشیائی ریاستوں تک لے جاسکیں گے۔نئے معاہدے کے بارے میں مذاکرات کے دوران غیر روایتی تجارت یعنی سمگلنگ جو کہ ہماری معیشت پر اثرانداز ہو کر ہماری مقامی صنعت اور آمدن کے ذرائع کو نقصان پہنچا رہی ہے اس مسئلہ پر پاکستان کی تشویش کا اظہار کیا گیا ہے۔ہم نے گفت وشنید کے اوائل میں ہی افغان دوستوں کو آگاہ کر دیا تھا کہ معاہدہ اسی صورت میں قابل قبول ہو گا جب ہم ٹرانزٹ ٹریڈ کا دونوں ممالک میں موجود مفاد پرست عناصر کے ہاتھوں غیر قانونی استعمال روکنے کے لئے مؤثر اقدامات کریں گے۔وزارت تجارت پر اعتماد ہے کہ ہماری بین الاقوامی ذمہ داریوں اور سمندری راستے کے بغیر زمینی سرحدوں میں گھرے ہوئے ملک افغانستان کے بین الاقوامی حقوق کے تناظر میں نیا معاہدہ اس خطے میں امن اور آشتی کو فروغ دینے کا باعث بنے گا۔

جناب سپیکر! یہ جواب وزارت تجارت کی طرف سے موصول ہوا ہے چونکہ افغانستان land lock country ہے اس لئے اسے اقوام متحدہ کے regulations اور انٹرنیشنل لاء کے تحت بھی حق حاصل ہے کہ وہ پاکستان کے ذریعے سے تجارت کر سکتا ہے اور ہم اسے انٹرنیشنل رولز اور لاء کی رو سے روک نہیں سکتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب کے جواب کے ساتھ ہی یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 515/10 جناب محمد محسن خان لغاری صاحب کی ہے وہ بھی اسی سے identical ہے لہذا وہ Rules of Procedure کے سیکشن 83(d) کے تحت dispose of کی جاتی ہے۔ اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 516/2010 میاں محمد رفیق صاحب کی ہے اور یہ pending ہوئی تھی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ابھی اس کا جواب موصول نہیں ہوا لہذا اسے اگلے ہفتے تک کے لئے pending کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ اگلے ہفتے کے لئے pending کریں یا اگلے اجلاس کے لئے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگلے ہفتے کے لئے pending کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! تحریک التوائے کار نمبر 516/2010 اگلے ہفتے کے لئے pending کی جاتی ہے۔رانا صاحب! میں نے تحاریک التوائے کار شروع ہونے سے پہلے شیخ علاؤالدین صاحب کی

تحریک التوائے کار جو کل سے آج پر pending کی تھی اسے کل تک کے لئے pending کر دیا ہے تاکہ اس پر بات ہو سکے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 2010/587 بھی شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔شیخ صاحب موجود نہیں ہیں لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 2010/588 چودھری علی اصغر منڈا صاحب کی ہے۔

تعلیمی بورڈوں کا انرولمنٹ کی مد میں -/700 روپے وصول کرنے سے طلباء وطالبات کو پریشانی کا سامنا

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے تعلیم کو عام اور سہل کرنے کے لئے میٹرک کے امتحان کے لئے رجسٹریشن فیس ختم کر دی تھی لیکن پنجاب بورڈز کمیٹی آف چیئرمین کے فیصلے اور حکومت پنجاب کی ہدایت کا حوالہ دیتے ہوئے لاہور بورڈ نے نوٹیفکیشن نمبر 34 ڈی ایس ایف مورخہ 2-اگست 2010 کے تحت سیکنڈری سکول سالانہ امتحان 2010 و مابعد مبلغ -/450 روپے فی کس سرٹیفکیٹ فیس عائد کی ہے جس کا قبل ازیں کوئی وجود نہیں تھا۔علاوہ ازیں وزیر اعلیٰ کی معاف کردہ رجسٹریشن فیس کو انرولمنٹ فیس کے نام سے مبلغ -/700 روپے فی کس کی شرح سے وصول کیا جا رہا ہے۔داخلہ فارم کی قیمت مبلغ -/50 روپے سے بڑھا کر -/100 روپے کر دی گئی ہے۔اسی طرح امتحانی فیس برائے سائنس مضامین -/350 روپے سے بڑھا کر -/600 روپے اور برائے آرٹس -/550 روپے کر دی گئی ہے۔اس طرح ہر شعبے میں نہ صرف 100 فیصد یا اس سے زیادہ اضافہ کر دیا گیا ہے بلکہ سرٹیفکیٹ فیس کے نام سے ایک اضافی بوجھ غریب طلباء وطالبات کے والدین پر ڈال دیا گیا ہے جس سے تعلیمی انحطاط میں اضافہ ہو گا بلکہ غریب والدین کے لئے پریشانیاں پیدا ہوں گی۔یہ معاملہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے بلکہ معاشرے کی اکثریت سے متعلقہ ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار اگلے ہفتے تک کے لئے pending فرما دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، یہ تحریک التوائے کار اگلے ہفتے تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 589/2010 محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی ہے۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 590/2010 بھی محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی ہے لیکن وہ موجود نہیں ہیں لہذا یہ بھی dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 592/2010 بھی محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی ہے یہ بھی dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 593/2010 بھی محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی طرف سے ہے یہ بھی dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 603/2010 محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کی ہے، موجود نہیں ہیں لہذا یہ تحریک التوائے کار بھی dispose of کی جاتی ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 604/2010 بھی محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کی ہے یہ بھی dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 607/2010 سید حسن مرتضیٰ صاحب کی ہے، موجود نہیں ہیں لہذا یہ بھی dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 609/2010 چودھری ظہیر الدین، سردار محمد یوسف خان لغاری صاحب اور باقی سب کے نام ہیں ڈاکٹر صاحبہ آپ کا نام بھی ہے لہذا آپ یہ پیش کر دیں۔

تعلیمی بورڈوں کی جانب سے مبلغ -/450 روپے برائے اجراء اسناد مقرر کرنے سے طلباء و طالبات کو پریشانی کا سامنا

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 12-اگست 2010 کی خبر کے مطابق بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن لاہور کے حکام نے امتحانات میں کامیابی حاصل کرنے والے امیدواران کی اسناد کے اجراء کے ضمن میں -/450 روپے کی جو فیس اچانک مقرر کی ہے اس پر والدین نے شدید تحفظات کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ افسروں کے اگر دفتری اخراجات پورے نہیں ہوتے تو پنجاب حکومت سے فنڈز لیں۔ پنجاب حکومت بھی اس کا کوئی نوٹس لے جبکہ بورڈ ملازمین نے بھی اس کی مخالفت کی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ یہ کروڑوں روپے کی رقم بورڈ حکام کے اعلیٰ افسروں کے شاہانہ اخراجات پورے کرے گی۔ غریب ملازمین کو اس میں سے کچھ نہیں ملے گا۔ اس خبر سے طلباء میں خصوصاً اور عوام میں عموماً تشویش پائی

جاتی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب! اس کا جواب آیا ہوا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار منڈا صاحب کی تحریک کے ساتھ identical ہے لہذا اسے بھی اگلے ہفتے تک کے لئے pending فرمادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک التوائے کار بھی اگلے ہفتے تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 610/2010 رانا منور حسین صاحب کی ہے۔رانا صاحب موجود نہیں ہیں لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 611/2010 بھی رانا منور حسین صاحب کی ہے یہ بھی dispose of کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 612/2010 چودھری ظہیر الدین خان صاحب، سردار محمد یوسف خان لغاری اور باقی نام بھی ہیں۔ سیمل کامران صاحبہ کا نام موجود ہے وہ تحریک پیش کریں۔

پولیس ویلفیئر فنڈ سے آئی جی آفس پر خطیر رقم خرچ کرنا

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 13-اگست2010 کی خبر کے مطابق چھوٹے درجے کے پولیس ملازمین کی فلاح و بہبود کے لئے قائم پولیس ویلفیئر فنڈز سے آئی جی پنجاب طارق سلیم ڈوگر کے حفاظتی انتظامات پر رقم خرچ کی جارہی ہے۔ تفصیل کے مطابق آئی جی آفس کی تزئین و آرائش پر اب تک 15 ملین روپے خرچ کئے جا چکے ہیں۔ ایک ایڈیشنل آئی جی نے کہا کہ اس وقت پنجاب پولیس بار بار یہ کہہ رہی ہے کہ بڑھتے ہوئے جرائم کے خاتمے کے لئے جدید ترین آلات کی ضرورت ہے۔ یہ بات ناقابل قبول ہے کہ اتنی رقم تزئین و آرائش پر خرچ کر دی جائے۔ اس خبر سے عوام میں تشویش پائی جاتی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک کو next week تک کے لئے pending فرمادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔یہ تحریک التوائے کار نمبر 612/10، اگلے ہفتے تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 613/10 چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی طرف سے ہے وہ موجود نہیں ہیں اس لئے اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔اس کے بعد اگلی تحریک التوائے کار نمبر 614/10 بھی چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی طرف سے ہے اسے بھی dispose of کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 620/10 محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحب کی ہے وہ موجود نہیں ہیں اس لئے dispose of کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 627/10 چودھری ظہیرالدین خان، سردار محمد یوسف خان لغاری اور دوسرے بہت سے ممبران کی طرف سے ہے اسے کون پیش کرے گا؟

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! اگر اجازت ہو تو میں پیش کرتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پیش کریں۔

یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز لاہور کا ماسٹر ڈگری کے پروگرام ختم کرنے سے ڈاکٹروں کو پریشانی کا سامنا

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 21-اگست 2010 کی خبر کے مطابق یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز نے ایک صدی سے جاری ماسٹر آف سرجری، ڈاکٹر آف میڈیسن اور ماسٹر آف فلاسفی پروگرام ختم کرنے کا اعلان کیا ہے جس سے مستقبل میں قوم میڈیکل، سرجری اور دیگر شعبوں میں مہارت رکھنے والے ڈاکٹروں سے محروم ہو جائے گی۔ڈاکٹر برادری نے اس کے خلاف بھرپور تحریک شروع کرنے کی دھمکی دے دی ہے اور وزیر اعلیٰ پنجاب سے مطالبہ کیا ہے کہ ہیلتھ یونیورسٹی کے اس اقدام کا فوری نوٹس لیں۔لاہور جنرل ہسپتال میں منعقدہ اجلاس میں زیر تعلیم ایم ایس، ایم فل اور ایم ڈی طلبہ اور ینگ ڈاکٹرز کی بڑی تعداد نے شرکت کی اور متفقہ طور پر ڈاکٹر عمران باجوہ اور ڈاکٹر رائے کھرل پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی جو وزیر اعلیٰ پنجاب سے ملاقات کر کے ہیلتھ یونیورسٹی کے اس ملک دشمن فیصلہ سے آگاہ کرے گی کیونکہ یونیورسٹی کا فیصلہ کسی طرح سے بھی ملکی مفاد میں نہیں ہے۔اجلاس میں یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز کے اس فیصلہ کو ملک اور قوم دشمنی پر مبنی قرار دیتے ہوئے تشویش کا اظہار کیا گیا کہ مذکورہ

پروگرام ایک صدی سے جاری ہیں اوران شعبوں میں سپیشلائزیشن کرنے کے بعد ڈاکٹر ملک کے اندر اور بیرون ملک خدمات انجام دے رہے ہیں۔اس وقت جبکہ وطن عزیز میں تجربہ کاراور سپیشلائزیشن کرنے والے ڈاکٹروں کی پہلے ہی کمی ہے،یونیورسٹی کا فیصلہ کسی طرح بھی ملکی مفاد میں نہیں ہے۔اجلاس میں فیصلہ کیاگیاکہ اگر مذکورہ یونیورسٹی نے فیصلہ واپس نہ لیاتوڈاکٹر برادری اس کے خلاف بھرپور تحریک چلائے گی۔اس خبر سے عوام اور ڈاکٹر صاحبان میں تشویش پائی جاتی ہے لہذااستدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پرایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر!یہ درست نہ ہے کیونکہ یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز نے ماسٹر آف سرجری،ڈاکٹر آف میڈیسن اور ماسٹر آف فلاسفی پروگرام ختم نہیں کئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر قانون صاحب کی طرف سے on the floor of the House یقین دہانی آ گئی ہے کہ یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز نے ماسٹر آف سرجری،ڈاکٹر آف میڈیسن اور ماسٹر آف فلاسفی پروگرام ختم نہیں کئے اس لئے یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 628/10 بھی چودھری ظہیر الدین خان صاحب، سردار محمد یوسف خان لغاری اور دوسرے معزز ممبران کی طرف سے ہے۔اسے کون پیش کرے گا؟

باغبانپورہ لاہور کے ایس ایچ او کا جرائم پیشہ افراد کی سرپرستی کرنے پر شہریوں کا احتجاج

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 20۔اگست 2010 کی خبر کے مطابق باغبانپورہ لاہور کے علاقے میں جرائم پیشہ افراد نے شہریوں کا جینا محال کر دیا ہے اور ایس ایچ او باغبانپورہ جرائم پیشہ افراد کی سرکوبی کرنے کی بجائے مبینہ طور پر سرپرستی کر رہا ہے۔اہلیان باغبانپورہ کے مطابق دہشت گردی،لڑائی جھگڑوں،ناجائز اسلحہ اور اغواء کے مقدمات میں ملوث محمد عاصم،قسمت خان،ماجد علی،میاں فاروق، شفاعت علی،ناصر عباس،تنویر سعید،محمد امجد،محمد عظیم،محمد وسیم وکی،واجد خان،محمد اعجاز،اقبال حیدر اور برطرف شدہ پولیس کانسٹیبل فیضان بلا نے علاقے میں گینگ تشکیل دے رکھا ہے۔ان ملزمان کے خلاف تھانہ قلعہ گجر سنگھ،تھانہ ہربنس پورہ،تھانہ باغبانپورہ،تھانہ گجرپورہ میں اداکارہ صائمہ خان پر قاتلانہ

حملے اور ناجائز اسلحہ کے بارہ مقدمات درج ہیں جبکہ وسیم وکی کے خلاف تھانہ باغبانپورہ میں ڈکیتی، فیضان بلا کے ون ویلنگ اور قاتلانہ حملوں اور حفیظ کے خلاف تھانہ مناواں میں لڑکی کے اغواء کے مقدمات بھی درج ہیں۔اہل علاقہ کا کہنا ہے کہ مذکورہ اشتہاری ملزمان ہر وقت ایس ایچ او باغبانپورہ ملک مبشر کے ساتھ پائے جاتے ہیں۔پولیس اور جرائم پیشہ افراد کے گٹھ جوڑ کی وجہ سے شہریوں کی زندگی اجیرن ہو چکی ہے۔اہلیان باغبانپورہ نے آئی جی پنجاب سے اپیل کی ہے کہ ایس ایچ او باغبانپورہ ملک مبشر اور اشتہاری ملزموں کی سرکوبی کی جائے۔اس خبر سے اہل باغبانپورہ لاہور میں خصوصاًاور عوام میں بالعموم تشویش پائی جاتی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناءاللہ خان):جناب سپیکر!اس تحریک کا تعلق Law and Order سے ہے۔Law and Order پر بحث کے لئے دن fix تھا لیکن سیلاب پر بحث ذرا طویل ہو گئی ہے، یہ دن اب refix ہونا ہے اس لئے ایسی تمام تحاریک کہ جن کا تعلق Law and Order کے ساتھ ہے ان کو اگر dispose of کر دیا جائے تو مناسب ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے، چونکہ Law and Order کے حوالے سے بحث ہونی ہے اس لئے اس تحریک کو dispose of کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 630/10 محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی طرف سے ہے وہ موجود نہیں ہیں لہذا اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 631/10 محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی ہے اسے بھی dispose of کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 632/10 بھی محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی ہے اسے بھی dispose of کیا جاتا ہے۔تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

مسودہ قانون

(جو متعارف ہوا)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم غیر سرکاری ارکان کی کارروائی شروع کرتے ہیں۔آج کے ایجنڈے پر درج ذیل کارروائی ہے:

(1) مسودہ قانون جو پیش کیا جائے گا۔

(2) مفاد عامہ سے متعلق قرار دادیں۔

توسب سے پہلے محترمہ سیمل کامران

May move the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2010 (Bill No. 22 of 2010)

مسودہ قانون (ترمیم) استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 2010

MRS SEEMAL KAMRAN: Sir, I move;

> "That leave be granted to introduce the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2010."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That leave be granted to introduce the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2010."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose it.

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب نے اس کو oppose کیا ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! قوانین لوگوں کو facilitate کرنے کے لئے بنائے جاتے ہیں۔ یہ amendment پنجاب اسمبلی کے معزز ممبران کو جو نمبر پلیٹ مہیا کی جاتی ہیں اس کے حوالے سے ہے۔ Privileges Act,1972 میں یہ تحریر کیا گیا ہے کہ معزز ممبران نمبر پلیٹ کو within three days اسمبلی سیکرٹریٹ میں واپس جمع کروائیں گے۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ صوبہ پنجاب صرف لاہور کی حد تک محدود نہیں ہے۔ پنجاب اٹک سے لے کر رحیم یار خان اور راجن پور تک پھیلا ہوا ہے۔ بعض اوقات کچھ لوگ اپنی نجی مصروفیات کی وجہ سے یا out of country ہونے کی وجہ سے three days میں وہ نمبر پلیٹ واپس نہیں کر سکتے۔ روایت یہی رہی ہے کہ کوئی تین دن میں واپس کر دیتا ہے، کوئی چار دن میں واپس کر دیتا ہے لیکن بات یہ ہے کہ جب قوانین بنائے جاتے ہیں تو وہ logical and implementable ہونے چاہئیں۔ خصوصی طور پر ایک legislator کو اس طرح سے force نہیں کرنا چاہئے کہ وہ نہ چاہتے ہوئے بھی قوانین کو violate کرے اس لئے میری گزارش

یہ ہے کہ ان three days کو seven days میں تبدیل کر دیا جائے،اس کو amend کر دیا جائے۔اس طرح معزز ممبران کوایک reasonable time مل جائے گااور وہ اپنی اس ذمہ داری کو بروقت ادا کر سکیں گے۔بجائے اس کے کہ وہ نہ چاہتے ہوئے بھی rules کو violate کریں اور ایک گناہ ان کے ہاتھوں سرزد ہو جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! اس میں محترمہ نے جو بات کی ہے کہ اگر کوئی بیرون ملک گیا ہو یا otherwise کوئی circumstances ہوں تو پھر کیا صورتحال ہو گی؟ اس حوالے سے یہ عرض ہے کہ اگر کوئی بیرون ملک گیا ہے یا پھر کوئی otherwise circumstances ہوں تو وہ reasonable cause دے سکتا ہے، اسمبلی سیکرٹریٹ میں یہ نمبر پلیٹ جمع کروانی ہوتی ہے اور یہاں پر as such کوئی penalty بھی نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ تین دن کا وقت کافی reasonable ہے اس میں تین کو سات کرنے سے purpose serve نہیں ہوتا۔

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved and the question is:

> "That Leave be granted to introduce the Provincial Assembly of the Punjab Privileges Amendment Bill 2010."

(The motion was lost.)

قراردادیں
(مفاد عامہ سے متعلق)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب مفاد عامہ سے متعلق قراردادیں لیں گے۔ اس میں سب سے پہلے زیرالتواء قراردادیں ہیں ان میں پہلی قرارداد ڈاکٹر محمد اشرف چوہان کی ہے لیکن ان کی request آئی ہوئی ہے کہ میری قرارداد 19-اکتوبر تک pending کی جائے تو یہ قرارداد 19-اکتوبر تک pending کی جاتی ہے۔اس کے بعد اگلی زیرالتواء قرارداد محترمہ سیمل کامران کی ہے۔ وہ اپنی قرارداد پیش کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میری یہ resolution pending ہوئی تھی اور اس وقت بھی اس کا جو portion oppose کیا گیا تھا وہ یہ تھا کہ by passes کو Limited Access Roads declare کیا جائے تو کچھ honourable Members نے اس portion کو oppose کیا تھا تو اس

کے بعد یہی decide ہوا تھا کہ اس کو چھوڑ کر باقی pending resolution ہو جائے گی لیکن یہاں پر وہی repeat resolution ہو گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ نے اسمبلی سیکرٹریٹ کو نوٹس دینا تھا تو پھر اس قرارداد میں amendment ہونی تھی، آپ نے نوٹس ہی نہیں دیا اس کو اب 19۔اکتوبر کے Private Members Day کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ آپ اس کا نوٹس دے کر اس میں باقاعدہ amendment کروائیں۔ اس کے بعد آج کے ایجنڈے کی قرار دادیں لیتے ہیں۔ پہلی قرارداد جناب محمد نوید انجم کی ہے وہ اسے پیش کریں۔

پی پی۔147 لاہور میں قائم ڈسپنسریوں کو اپ گریڈ کرنے کا مطالبہ

جناب محمد نوید انجم: میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"یہ ایوان حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ پی پی۔147 لاہور کے علاقوں فتح گڑھ اور سلامت پورہ میں واقع ڈسپنسریوں جو قیام پاکستان سے قبل قائم ہیں کو upgrade کر کے beds 15/20 کے ہسپتال بنائے جائیں کیونکہ اس علاقہ میں کوئی سرکاری ہسپتال نہ ہے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ پی پی۔147 لاہور کے علاقوں فتح گڑھ اور سلامت پورہ میں واقع ڈسپنسریوں جو قیام پاکستان سے قبل قائم ہیں کو upgrade کر کے beds 15/20 کے ہسپتال بنائے جائیں کیونکہ اس علاقہ میں کوئی سرکاری ہسپتال نہ ہے۔"

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! I oppose it

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ! فرمائیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں نے اس قرارداد کو اس لئے oppose کیا ہے کہ اس میں صرف ایک پی پی۔147، specific کا ذکر ہے، صرف پی پی۔147 میں ہی سرکاری ہسپتال کی ضرورت نہیں ہے۔ میں اس میں honourable Member سے یہ request کرنا چاہتی ہوں کہ اس

resolution میں صرف اتنا change کر لیں کہ صوبہ پنجاب میں تمام وہ علاقے جہاں پر سرکاری ہسپتال موجود نہیں ہیں وہاں پر یہ facility provide کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، انہوں نے تو اپنے specific حلقے کے حوالے سے بات کی ہے تو آپ اپنے حوالے سے پورے پنجاب کے لئے کوئی قرارداد لے آئیں اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ پی پی-147 لاہور کے علاقوں فتح گڑھ اور سلامت پورہ میں واقع ڈسپنسریوں جو قیام پاکستان سے قبل قائم ہیں کو upgrade کر کے 15/20 beds کے ہسپتال بنائے جائیں کیونکہ اس علاقہ میں کوئی سرکاری ہسپتال نہ ہے۔"

(قرارداد منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب دوسری قرارداد میاں شفیع محمد صاحب کی ہے--- وہ موجود نہیں ہیں، disposed of۔ اس کے بعد تیسری قرارداد چودھری مونس الٰہی صاحب کی ہے۔ اس کو خدیجہ عمر پیش کریں گی۔

مخیر حضرات کی مدد سے قرآن یونیورسٹی قائم کرنے کا مطالبہ

محترمہ خدیجہ عمر: میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"یہ ایوان حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ سرکاری سرپرستی میں مخیر حضرات کی مدد سے قرآن یونیورسٹی کے نام سے ایک یونیورسٹی قائم کی جائے جس میں سائنٹیفک طریق پر قرآن حکیم کی تحقیق اور قرآن حکیم کی تفسیر اور تجدید سے متعلق تعلیم و تحقیق کا اہتمام ہو۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ سرکاری سرپرستی میں مخیر حضرات کی مدد سے قرآن یونیورسٹی کے نام سے ایک یونیورسٹی قائم کی جائے جس میں سائنٹیفک طریق پر قرآن حکیم کی تحقیق اور قرآن حکیم کی تفسیر اور تجدید سے متعلق تعلیم و تحقیق کا اہتمام ہو۔"

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں جو جواب آیا ہے وہ چونکہ relevant ہے میں اسے پڑھ دیتا ہوں اور میں اس کو oppose نہیں کرتا۔ حکومت پنجاب پہلے ہی قرآن کے تمام موضوعات اور عصر حاضر کے مختلف مسائل کے حل کے لئے جدید خطوط پر تحقیق کے لئے قرآن کمپلیکس اور سیرت اکیڈمی کے نام سے ایک ادارے کے قیام کے لئے کام کر رہی ہے۔ 663.879 ملین روپے کی لاگت سے ایک عمارت زیر تعمیر ہے جس کی تکمیل 30۔ جون 2011 تک ہو جائے گی۔ ادارے کے Project Director کے انتخاب کے لئے محکمہ اوقاف اپنی سفارشات جلد حکومت کو پیش کر دے گا۔ چونکہ اس کے اوپر already کام ہو رہا ہے تو میں اس کو oppose نہیں کرتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد oppose نہیں کی گئی اس لئے یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

> "یہ ایوان حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ سرکاری سرپرستی میں مخیر حضرات کی مدد سے قرآن یونیورسٹی کے نام سے ایک یونیورسٹی قائم کی جائے جس میں سائنٹیفک طریق پر قرآن حکیم کی تحقیق اور قرآن حکیم کی تفسیر اور تجدید سے متعلق تعلیم و تحقیق کا اہتمام ہو۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب اس کے بعد چوتھی قرارداد سیدہ ماجدہ زیدی کی ہے وہ اسے پیش کریں۔

سرکاری سکولوں میں طلباء کے لئے شلوار قمیض بطور یونیفارم رائج کرنے کا مطالبہ

سیدہ ماجدہ زیدی: میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

> "اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت تمام سرکاری سکولوں میں طلباء کی یونیفارم پینٹ شرٹ کی بجائے شلوار قمیض رائج کرنے کے احکامات جلد از جلد صادر کرے۔"

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I oppose.

MR IJAZ AHMAD KHAN: I oppose it, sir!

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! یہ قرارداد پیش کرنے کا میرا مقصد یہ ہے کہ کچھ سکولوں میں یونیفارم پینٹ شرٹ ہے اور سرکاری سکولوں میں بچے شلوار قمیض پہن کر جاتے ہیں تو اس سے بچوں میں احساس کمتری پیدا ہوتا ہے کہ کچھ سکولوں میں پینٹ شرٹ ہے۔ ہمارے سرکاری سکولوں میں درمیانے طبقے کے لوگ اپنے بچوں کو تعلیم حاصل کرنے کے لئے بھیجتے ہیں۔ شلوار قمیض ہمارا قومی لباس بھی ہے اور ایک سادہ لباس بھی ہے۔ یہ ایک غریب آدمی کی پہنچ میں ہوتا ہے۔ اس قرارداد سے میرا یہی مقصد ہے کہ تمام لوگوں کے لئے ایک ہی چیز ہونی چاہئے۔ سرکاری سکولوں میں دہرا معیار نہیں ہونا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جی، اعجاز احمد خان!

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! یہ ایک ایسا issue ہے جو ہماری practices کے ساتھ confront کرتا ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ سرکاری سکولوں کے اندر ایک یونیفارم کے حوالے سے میری information کے مطابق کوئی SOP موجود نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ لباس کی distinction تعلیم کے معیار کی اہمیت نہیں رکھتی کہ شلوار قمیض کو ہم یہاں پر distinction کر دیں کہ کوئی بھی ادارہ پینٹ شرٹ کو allow نہیں کر سکتا، یہ صریحاً غلط بات ہو گی اور پرائیویٹ اداروں میں تو عمومی طور پر 100 فیصدی بچے trouser and shirt پہنتے ہیں اور یہ ادارے تعلیم provide کرنے کے حوالے سے گورنمنٹ کو contribute کر رہے ہیں تو اس قسم کی قرارداد کے ساتھ پرائیویٹ تعلیمی اداروں کے اندر ایسا message جائے گا کہ اس اسمبلی نے ایک ایسی رائے پاس کر لی ہے جو لباس کے حوالے سے ایک distinction create کرتی ہے تو کل کو ایک دوسری قرارداد آ جائے گی کہ اس ایوان کے اندر کوئی معزز ممبر suit یا trouser shirt پہن کر نہیں آ سکتا۔ میں ذاتی طور پر یہ سمجھتا ہوں کہ اس قرارداد میں کوئی substance موجود نہیں ہے اس لئے اس قرارداد کو reject ہونا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

> "اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت تمام سرکاری سکولوں میں طلباء کی یونیفارم پینٹ شرٹ کی بجائے شلوار قمیض رائج کرنے کے احکامات جلد از جلد صادر کرے۔"

(قرارداد نامنظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: پانچویں قرارداد سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کی ہے۔ وہ اسے پیش کریں۔

بورے والا شہر میں ڈائلسز سنٹر کے قیام کا مطالبہ

سردار خالد سلیم بھٹی: میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ تحصیل ہیڈ کوارٹر بورے والا شہر میں گردوں کے مفت علاج کے لئے ڈائلسز سنٹر قائم کیا جائے تاکہ بورے والا کے ایسے مریضوں کو علاج کی سہولت میسر آ سکے جو ڈائلسز کی سہولت نہ ہونے کے باعث مارے مارے پھرتے ہیں اور ان میں سے اکثر علاج کروانے کی سکت نہ رکھنے کے باعث انتقال کر جاتے ہیں۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ تحصیل ہیڈ کوارٹر بورے والا شہر میں گردوں کے مفت علاج کے لئے ڈائلسز سنٹر قائم کیا جائے تاکہ بورے والا کے ایسے مریضوں کو علاج کی سہولت میسر آ سکے جو ڈائلسز کی سہولت نہ ہونے کے باعث مارے مارے پھرتے ہیں اور ان میں سے اکثر علاج کروانے کی سکت نہ رکھنے کے باعث انتقال کر جاتے ہیں۔"

MRS. SEEMAL KAMRAN: I oppose it.

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ بورے والا شہر کا مسئلہ ہے اس لئے میں اسے oppose نہیں کرتا بلکہ میں Chair کی information کے لئے یہ عرض کر دوں کہ بورے والا تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کو مزید upgrade کرنے کے لئے ایک سکیم بنائی گئی ہے جس کی لاگت کا تخمینہ 54.420 ملین روپے ہے۔ اس سکیم میں چار عدد ڈائلسز مشینیں شامل کی گئی ہیں۔ مزید برآں ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال وہاڑی جو کہ تقریباً 30 کلو میٹر کے فاصلے پر ہے وہاں پر گردوں کے ڈائلسز کی سہولت پہلے سے موجود ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ بورے والا تحصیل ہیڈ کوارٹر ہے کیوں نہ اسی قرارداد میں تمام تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں میں ڈائلسز کی سہولت

دینے کا جملہ شامل کر لیا جائے کہ جس طرح پہلے ہماری حکومت نے تمام ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتالوں میں ڈائلسز کا علاج شروع کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ پہلے بورے والا میں ہونے دیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! بورے والا کو distinction تو نہیں ہے۔ تمام تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال پورے پنجاب کے برابر ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: فاضل ممبر نے اپنے حلقہ انتخاب کے حوالے سے قرارداد پیش کی ہے۔ آپ اپنی قرارداد لے کر آجائیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ ایسی سہولت ہے جو پنجاب حکومت نے دینی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منڈا صاحب! آپ پورے پنجاب کے حوالے سے قرارداد لے آئیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ صوبہ پنجاب کے تمام تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتالوں میں ڈائلسز کی سہولت دی جائے۔ جیسا کہ میں کہوں گا کہ فیروزوالا اور شرقپور میں بھی یہ سہولت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ وہاں کے لئے قرارداد لے آئیں۔ جی، سردار خالد سلیم بھٹی صاحب!

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! میری اس میں گزارش ہے کہ بورے والا تحصیل تقریباً 15 لاکھ آبادی پر مشتمل ہے۔ ہمارے ہسپتال کی موجودہ پوزیشن یہ ہے کہ اس میں تقریباً دو سو مریض روزانہ ایمرجنسی میں چیک کئے جاتے ہیں اور ایک ماہ میں out door پرچی تقریباً 14 ہزار کے قریب ہوتی ہے۔

جناب سپیکر! رانا صاحب نے بالکل ٹھیک کہا ہے کہ مجھے جنوبی پنجاب کی طرف سے اتنا فنڈ ملا ہے مگر ابھی وہ نقشے چل رہے ہیں اور بہت دیر ہے۔ اس کو مکمل ہوتے ہوئے کم از کم دو سے تین سال لگ جائیں گے۔ اس وقت اس منصوبے کی اشد ضرورت ہے۔ آپ عارف والا کو دیکھیں، وہ بھی تحصیل ہے اور وہاں پر بھی ڈائلسز سنٹر چل رہے ہیں۔ وہاڑی میں بھی ڈائلسز سنٹر چل رہے ہیں۔

جناب سپیکر! ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب کا بھی یہ پروگرام تھا بلکہ اب بھی پروگرام ہے کہ جو آدمی اس بیماری میں مبتلا ہوتا ہے وہ بہت مجبور ہوتا ہے اس لئے رانا صاحب بھی مہربانی کریں اور وہ بھی ہمارے ساتھ agree کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے تو اسے oppose ہی نہیں کیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کو oppose نہیں کیا گیا اور جہاں پر oppose نہ کیا جائے تو اس پر بحث نہیں ہو سکتی۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! یہ تھوڑا سا لیٹ کر رہے ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں نے oppose کیا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! آپ ساری قراردادوں کو دیکھ لیں اس میں جو ایک strong message صوبہ پنجاب کو دیا جا رہا ہے وہ discrimination کا ہے۔ ایک قرارداد میں یہ کہا جا رہا ہے کہ صرف ڈاکٹر اور اساتذہ کو protect کیا جائے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ صرف اس قرارداد کے حوالے سے بات کریں۔ سردار خالد سلیم بھٹی فاضل ممبر ہیں، آپ یہ بات ذہن میں رکھیں کہ اگر انہوں نے بات کرنی ہے تو اپنے حلقہ سے متعلق بات کرنی ہے اور انہوں نے خصوصاً اپنے حلقہ انتخاب کے حوالے سے قرارداد دی ہے۔ اس کو اس تناظر کے اندر دیکھیں۔ اگر آپ سمجھتی ہیں کہ کوئی دوسری بات ہونی چاہئے تو آپ اپنی قرارداد لے آئیں اور اس پر بات کر لیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ اس قرارداد کو ایک فاضل ممبر ہی صرف approve نہیں کرتا بلکہ پورے ہاؤس کی ایک sense ہوتی ہے اور اس کے مطابق قرارداد پاس ہوتی ہے یا مسترد ہوتی ہے۔ میں منڈا صاحب سے agree کرتی ہوں کیونکہ ہم یہاں پر صوبہ پنجاب کے عوام کی نمائندگی کر رہے ہیں۔ میرا سرگودھا سے تعلق ہے، میں یہ کہوں گی کہ کیا سرگودھا میں لوگ ڈائلسز کے لئے مارے مارے نہیں پھر رہے اور انہیں ضرورت نہیں ہے لیکن منڈا صاحب نے صحیح بات کی ہے کہ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر level پر یہ سہولت لوگوں کو فراہم کی جانی چاہئے۔ ہم صوبہ پنجاب کے عوام کو یہ تاثر کیوں دے رہے ہیں؟ آپ کا تعلق بورے والا سے ہے، میں آپ کا احترام کرتی ہوں۔ آپ کہیں کہ

بورے والا کے لوگوں کو ضرورت ہے تو میں کہتی ہوں کہ صوبہ پنجاب کے لوگوں کو ہیلتھ کی ضرورت ہے۔ ڈائلسز کی مفت سہولت تمام مستحق لوگوں تک پہنچنی چاہئے۔ ہم یہ پیغام کیوں دے رہے ہیں کہ ہمیں صرف بورے والا کے لوگوں کی فکر ہے، ہمیں صرف پی پی۔147 کی فکر ہے باقی پورے پنجاب کے ساتھ جو چاہے ہوتا رہے وہ خدا کے سہارے رہے۔ یہ ایک غلط پیغام ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

> "اس ایوان کی رائے ہے کہ تحصیل ہیڈ کوارٹر بورے والا شہر میں گردوں کے مفت علاج کے لئے ڈائلسز سنٹر قائم کیا جائے تاکہ بورے والا کے ایسے مریضوں کو علاج کی سہولت میسر آسکے جو ڈائلسز کی سہولت نہ ہونے کے باعث مارے مارے پھرتے ہیں اور ان میں سے اکثر علاج کروانے کی سکت نہ رکھنے کے باعث انتقال کر جاتے ہیں۔"

(قرارداد منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب منڈا صاحب، پھر میاں رفیق صاحب، پھر اعجاز خان صاحب اور پھر محترمہ شمیلہ اسلم صاحبہ کو میں بات کرنے کے لئے وقت دوں گا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آج کے اجلاس کا ایجنڈا ختم ہو گیا ہے اور وقت بھی ختم ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس کل بروز بدھ مورخہ 13۔اکتوبر 2010 صبح 10:00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔